BNSO401DET

دیہی سماجیات

(Rural Sociology)

بی۔اے۔(آنرس)

چار سالہ پروگرام

چوتھا سمسٹر (سماجیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2026, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	:	978-81-689664-3-7
Course	:	Rural Sociology
First Edition	:	July 2026
Copies	:	1500
Price	:	100/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students.)

Course Coordinator

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology), CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board/Editors

Dr. Malik Raihan Ahmad,
Assistant Professor (Sociology),
CDOE, MANUU, Hyderabad

Dr**. Imtiyaz Ahmad**,
Asst, Professor, Sociology (C),
CDOE, MANUU

Dr. Ghulam Jeelani,
Asst. Professor (Sociology),
Jammu & Kashmir

Syed Aasim Sohail
Dept. of Sociology, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan, Professor (Urdu), CDOE MANUU	Mr. P Habibulla, Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU	Dr. Mohd Akmal Khan, Assistant Professor (Cont), CDOE MANUU
Mohd Abdul Naseer, Section Officer, CDOE MANUU	Shaik Ismail, UDC, CDOE, MANUU	Syed Faheemuddin, LDC, Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
Director: dir.dde@manuu.edu.in; Publication: ddepublication@manuu.edu.in
Phone No.: 040-23008314, Website: www.manuu.edu.in

CRC prepared by the Ibrahim Akram Siddique

Printed at: Print Time & Business Enterprises, Hyderabad.

فہرست

پیغام	وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام	ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف	کورس کوآرڈی نیٹر	7

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
1۔	دیہی سماج کا تصور اور خصوصیات	ڈاکٹر محمد احتشام اختر	9
2۔	ہندوستانی گاؤں کا تصور اور دیہی سماج	ڈاکٹر غلام جیلانی	23
3۔	دیہی۔شہری تسلسل		34
4۔	زرعی ڈھانچہ اور ججمانی نظام	ڈاکٹر فرحان عابدی	45
5۔	دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام	ڈاکٹر محمد احتشام اختر	58
6۔	پنچایتی راج نظام	ڈاکٹر فرحان عابدی	68
7۔	دیہی مزدوروں کے مسائل اور کسانوں کی خودکشی	ڈاکٹر محمد احتشام اختر	82
8۔	دیہی غربت اور بے روزگاری، منریگا		95
	نمونہ امتحانی پرچہ		106

مصنفین کی تفصیلات

(Writer's Details)

Dr. Mohd Ehteshan Akhtar, Asst. Professor, Dept. of Sociology, MANUU	**ڈاکٹر محمد احتشام اختر،** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، مانو
Dr. Ghulam Jeelani, Asst. Professor, Sociology, Jammu & Kashmir	**ڈاکٹر غلام جیلانی،** اسسٹنٹ پروفیسر، سماجیات، جموں کشمیر
Dr. Farhan Aabidi, Asst. Professor, Mohammad Ali Jauhar University, Rampur	**ڈاکٹر فرحان عابدی،** اسسٹنٹ پروفیسر، محمد علی جوہر یونیورسٹی، رامپور

ٹائٹل پیج(Title Page):

ابراہیم اکرم صدیقی (ڈی ای او)، سی ڈی ادارہ

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔ اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1) اردو زبان کی ترویج و ترقی (2) اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3) روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو مؤثر انداز میں نمٹنا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم از سر نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی طریقۂ تعلیم کو پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر فاصلاتی طرز تعلیم کو متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم سے ہوا اور 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم (Regular Courses) کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔

ملک میں تعلیمی نظام کو بہتر انداز سے جاری رکھنے میں یو جی سی کا مرکزی کردار رہا ہے۔ فاصلاتی تعلیم (ODL) کے تحت جاری مختلف پروگرام UGC-DEB سے منظور شدہ ہیں۔ UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظام تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کماحقہ ہم آہنگ کر کے فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ (Dual Mode University) ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق (CBCS) Credit Based Credit System نظام متعارف کرایا گیا اور خود اکتسابی مواد (Self-Learning Material) از سرِ نو، جس میں یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کیا گیا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ اٹھارہ (18) کورسز چلا رہا ہے۔ ساتھ ہی تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ متعلمین کی سہولت کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک موجود ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑہ میں ایک ایکسٹنشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 163 سے زیادہ متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کررہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جارہی ہیں، نیز آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ای میل اور وہاٹس ایپ گروپ کی سہولت فراہم کی گئی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوئوں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ پچھلے دو سال سے ریگولر کاؤنسلنگ کے علاوہ ایڈیشنل رمیڈیل آن لائن کاؤنسلنگ مہیا کی جارہی ہے تاکہ طلبا کے تعلیمی معیار کو بلند کیا جاسکے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو عصری تعلیم کے مرکزی دھارے سے جوڑنے میں مرکز برائے فاصلاتی اور آن لائن تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔ آنے والے دنوں میں تعلیمی ضروریات کے پیش نظر نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے تحت مختلف کورسز میں تبدیلیاں کی جائیں گی اور امید ہے کہ یہ فاصلاتی نظام کو زیادہ مؤثر و کارگر بنانے میں مددگار ثابت ہوگی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

کورس کا تعارف

ہندوستان بنیادی طور سے دیہی سماج ہے۔ یہاں کی کثیر آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ لہٰذا دیہی سماج کو سمجھنا ہندوستانی سماج کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

یہ پرچہ ''دیہی سماجیات'' کے عنوان سے متعارف کرانے کا مقصد طالب علموں کی سمجھ کو دیہی سماج کے تئیں بڑھانا ہے۔ اس کے ذریعہ طالب علم دیہی سماجی ڈھانچے، ان میں ہونے والی تبدیلیوں اور نئے اداروں کی ضرورت اور وجود کو بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے۔ یہ پرچہ طالب علم کو دیہی سماجی مسائل سے بھی متعارف کرائے گا اور حکومتی سطح پر ان سے نپٹنے کے لیے کی جانے والی پہل سے بھی آگاہی فراہم کرے گا۔

یہ پرچہ دو کریڈیٹ کا ہے چنانچہ اس میں آٹھ اکائیاں ہیں جو دو بلاک میں منقسم ہیں۔ یہ کتاب اپنی اندازِ تحریر کے حساب سے خود اکتسابی مواد پر پوری اُترتی ہے۔ لہٰذا طالب علم اس سے از خود اکتساب کر سکتا ہے۔ زبان کے طور پر کتاب کو آسان رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاکہ طالب علم بآسانی اور کم وقت میں اس سے استفادہ کر سکے۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد

کورس کوآرڈی نیٹر

دیہی سماجیات

(Rural Sociology)

اکائی 1۔ دیہی سماج کا تصور اور خصوصیات

(Concept and Features of Rural Society)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 تعارف

1.3 دیہی سماجیات کی ابتدا اور دائرہ

1.4 گاؤں اور شہر میں فرق

1.5 دیہی روزگار

1.6 دیہی سیاست

1.7 دیہی سماج کے لوگوں کی مذہبی زندگی

1.8 دیہی تعلیم

1.9 دیہی ذات پات کا نظام

1.10 دیہی خاندان

1.11 دیہی ثقافت

1.12 بدلتا ہوا گاؤں

1.13 اکتسابی نتائج

1.11 کلیدی الفاظ

1.15 نمونہ امتحانی سوالات

1.16 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید

ہندوستانی گاؤں کی زندگی ایک منفرد اور سادہ زندگی ہے جو قدرتی خوبصورتی اور روایات سے بھرپور ہوتی ہے۔ گاؤں کے لوگ عموماً زراعت پر انحصار کرتے ہیں اور ان کا روزمرہ کا معمول کھیتوں میں کام کرنا ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگ زمین سے جڑے ہوتے ہیں اور ان کی زندگی کا بیشتر حصہ کھیتوں میں گزر جاتا ہے۔ کھیتوں کی آبیاری، فصلوں کی کٹائی اور دیگر زراعتی کاموں میں دن رات کی محنت شامل ہوتی ہے۔ گاؤں کی معیشت زیادہ تر زراعت، مویشیوں کی دیکھ بھال، اور چھوٹے کاروباروں پر مبنی ہوتی ہے۔ گاؤں کی زندگی میں مشترکہ خاندانوں کا رواج ہے، جہاں کئی نسلیں ایک ساتھ رہتی ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔

گاؤں کی زندگی میں سادگی اور سکون ہے، لیکن اس میں مشکلات بھی ہیں۔ گاؤں کے لوگ اکثر بنیادی سہولتوں کی کمی کا سامنا کرتے ہیں، جیسے صحت کی سہولتیں، تعلیم اور صاف پانی وغیرہ۔ اس کے باوجود، گاؤں کے لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی میں خوش رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور قدرتی وسائل کا بہترین استعمال کرتے ہیں۔ گاؤں کی ثقافت میں مذہبی رسومات، میلوں اور تہواروں کا بہت بڑا کردار ہے۔ ان مواقع پر گاؤں کے لوگ ایک دوسرے سے ملتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور اپنی روایات کو زندہ رکھتے ہیں۔ اس سادگی اور محبت بھری زندگی کے باوجود، ہندوستانی گاؤں کی زندگی میں کئی چیلنجز ہیں جو ترقی کے لیے وقت کے ساتھ حل ہونا ضروری ہے۔

1.1 مقاصد

اس اکائی کا مقصد دیہی سماجیات کے مطالعہ کے اہم مقاصد سے طلباء کو روشناس کرانا ہے۔ اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- دیہی معاشرتی ڈھانچے کو سمجھ سکیں۔
- دیہی معاشی سرگرمیوں کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- دیہی ثقافت اور اس کی خصوصیات کو سمجھ سکیں۔
- دیہی علاقوں کے اہم سماجی مسائل اور چیلنجز پر بحث کر سکیں۔

1.2 تعارف(Introduction)

دیہی سماج یا گاؤں کا سماج، ایک ایسا معاشرتی ڈھانچہ ہے جو بنیادی طور پر زمین داری، زراعت اور قدرتی وسائل کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں دیہی سماج کا تصور نہ صرف تاریخی اور ثقافتی اہمیت رکھتا ہے بلکہ یہ ہندوستان کی اقتصادی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہندوستانی گاؤں اپنے روایتی طریقوں، سماجی بندھنوں اور معاشرتی طور پر مستحکم ساخت کی وجہ سے ایک منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ ہندوستانی گاؤں کا زیادہ تر حصہ زراعت پر انحصار کرتا ہے۔ یہاں کے لوگ فصلوں کی کاشت، جانوروں کی دیکھ بھال اور قدرتی وسائل کا استعمال کرتے ہوئے اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ یہ گاؤں کی معیشت کا بنیادی جزو ہے۔ ہندوستانی دیہی سماج میں ذات پات کی ایک واضح

تقسیم پائی جاتی ہے۔ یہ تقسیم، اگرچہ قانونی طور پر ختم ہو چکی ہے، لیکن گاؤں کی سماجی زندگی میں اب بھی اثرانداز ہو رہی ہے۔ ذات پات کے نظام نے دیہی معاشرے میں اپنی ایک خاص جگہ بنائی ہے جس میں مختلف گروہ ایک دوسرے کے ساتھ مختلف سطحوں پر بات چیت اور تعاون کرتے ہیں۔

گاؤں کی زندگی میں ثقافت، روایات اور رسم و رواج کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ دیہی سماج میں موسموں کے مطابق تہوار منائے جاتے ہیں، جن میں زرعی فصلوں کی خوشی، مذہبی عبادات اور روایتی تقریبات شامل ہیں۔ ان تہواروں میں لوگ اجتماعی طور پر حصہ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دیہی گاؤں میں زندگی زیادہ سادہ اور قدرتی ہوتی ہے۔ لوگ کم وسائل میں اپنی زندگی گزارتے ہیں اور زیادہ تر چیزوں کی کاشتکاری خود ہی کرتے ہیں۔ گاؤں میں تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی خدمات کا فقدان ہوتا ہے۔ دیہی سماج میں تعلیم کا معیار شہروں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔ یہاں کے تعلیمی ادارے محدود وسائل اور انفراسٹرکچر کی کمی کا شکار رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں یہاں کے بچے شہر کے بچوں کے مقابلے میں کم استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ہندوستانی دیہی سماج کی خصوصیات میں سادگی، قدرتی زندگی، اجتماعی ہم آہنگی اور مذہبی و ثقافتی روایات شامل ہیں۔ اگرچہ دیہی سماج میں ترقی اور جدیدیت کی کمی نظر آتی ہے لیکن اس کے باوجود یہ معاشرتی اور ثقافتی طور پر بہت مضبوط ہے۔

1.3 دیہی سماجیات کی ابتدا اور دائرہ (Origin and Scope of Rural Sociology)

سماجیات کا ایک اہم اور دلچسپ شعبہ دیہی سماجیات ہے جو دیہات یا گاؤں کے سماجی ڈھانچے، رسم و رواج، ثقافت، ذات پات کا نظام، مذاہب اور دیہی معیشت کا مطالعہ کرتی ہے۔ دیہی مطالعے کا مقصد دیہی زندگی کی حقیقتوں کو سمجھنا اور دیہی عوامل کا تجزیہ کرنا ہے جو گاؤں کی سماجی، معاشی، مذہبی اور ثقافتی خصوصیات کو تشکیل دیتی ہے۔ دیہی سماجیات نے ایک خاص شعبہ کے طور پر سماجیات میں اپنی جگہ 19 ویں صدی کے آخر میں بنائی اور اس نے دیہی سماج کی ان خصوصیات کو اجاگر کیا جو شہری سماج سے مختلف تھیں۔

دیہی سماجیات کی ابتدا

دیہی سماجیات کا آغاز اس وقت ہوا جب سماجیات کے بنیادی تصورات میں شہر اور گاؤں کی زندگی کے درمیان فرق واضح طور پر محسوس کیا جانے لگا۔ مختلف سماجی علوم میں گاؤں اور شہری زندگی کے مابین فرق پر زور دیا جانے لگا۔ دیہی سماجیات کا مطالعہ خاص طور پر ان معاشروں کی خصوصیات کو سمجھنے کے لیے کیا گیا جہاں لوگ چھوٹے چھوٹے گروپوں میں آباد ہوتے تھے اور ان کی معیشت اور روزمرہ کی زندگی زرعی سرگرمیوں کے ارد گرد گھومتی تھی۔ کارل مارکس نے اپنے تصوّر تاریخی معدیت میں دیہی سماج کے فنکشن کو وضاحت سے بیان کیا ہے دوسرے لفظوں میں ہم کہ سکتے ہیں کہ دیہی اصولوں کے مطالعہ کی ابتدا 19 صدی میں ہوتی ہے۔

دیہی معاشرے پر کارل مارکس کے خیالات

کارل مارکس جو سیاسی نظریات اور معاشرتی سائنس کے میدان میں ایک نمایاں شخصیت ہیں، انہوں نے اپنے خیالات سے نہ صرف صنعتی معاشرت کو سمجھنے میں مدد فراہم کی بلکہ دیہی معاشرت کے بارے میں بھی اہم تجزیے پیش کیے۔ اگرچہ مارکس کا زیادہ تر کام صنعتی

معیشت اور شہروں طبقہ بندی پر مرکوز ہے لیکن اس نے دیہی سماج اور اس کی معیشت پر بھی گہری نظر ڈالی ہے۔ مارکس کے مطابق، دیہی معاشرے میں زراعت اور زمین کی ملکیت کے درمیان ایک پیچیدہ تعلق ہوتا ہے جس کا اثر سماجی تعلقات اور معاشی ڈھانچوں پر پڑتا ہے۔

جاگیر دارانہ نظام اور دیہی معیشت

مارکس کا تجزیہ تاریخی مادیت (Historical Materialism) پر مبنی تھا، جو یہ کہتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کا اقتصادی ڈھانچہ (پروڈکشن کا طریقہ) اس کے سماجی، سیاسی اور نظریاتی ڈھانچے کو تشکیل دیتا ہے۔ جاگیر دارانہ نظام میں زمین کا کنٹرول اور اس پر کسانوں کی محنت اہم تھی۔ مارکس کے مطابق، دیہی معاشرت میں زراعت کا کردار مرکزی تھا اور یہاں کے کسان یا سرف زمین کے مالک feudal lords کے تحت کام کرتے تھے جنہیں اپنے کام کے بدلے صرف تحفظ اور زمین پر کام کرنے کا حق ملتا تھا۔ مارکس کے نزدیک، جاگیر دارانہ نظام میں کسانوں کا استحصال ہوتا تھا۔ ان کے کام سے حاصل ہونے والی اضافی قیمت (surplus value) کو زمین مالکان (فیوڈل لارڈز) حاصل کرتے تھے جنہوں نے کسانوں کی محنت کے ذریعے فائدہ اٹھایا۔ مارکس کا کہنا تھا کہ یہ نظام ظالمانہ تھا کیونکہ کسانوں کو زیادہ تر محنت کا معاوضہ نہیں ملتا تھا اور انہیں اپنی زمینوں پر بہت کم حقوق حاصل تھے۔

سرمایہ داری میں تبدیلی اور دیہی محنت کش طبقہ

مارکس کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ جب سرمایہ داری کا آغاز ہوا تو دیہی معاشرت میں بھی بڑی تبدیلیاں آئیں۔ جاگیر دارانہ نظام کے زوال کے ساتھ زمین کی ملکیت اور زرعی پیداوار میں تبدیلیاں آنا شروع ہوئیں۔ سرمایہ دارانہ زراعت کے تحت، زمین بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں مرکوز ہو گئی اور چھوٹے کسان یا تو اپنی زمینیں فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے یا بڑے زرعی فارموں میں مزدوروں کے طور پر کام کرنے لگے۔ اس عمل کو مارکس نے مقامی سرمایہ کی ابتدائی جمع آوری (Primitive Accumulation of Capital) کہا۔

سرمایہ داری کے اس نئے دور میں کسانوں کی آزادی کم ہو گئی اور وہ ایک نئی طبقاتی تقسیم کا شکار ہوئے۔ کسانوں کا ایک بڑا حصہ مزدوروں میں تبدیل ہو گیا جنہیں زمین یا وسائل پر کوئی کنٹرول نہیں تھا اور انہیں اپنی زندگی گزارنے کے لیے اپنی محنت بیچنی پڑتی تھی۔ مارکس کے مطابق، یہ تبدیلی سرمایہ داری کی کامیابی کی علامت تھی جس میں کسانوں کی زیادہ تر آزادی اور خود مختاری ختم ہو گئی اور وہ نئے معاشی نظام کے تحت استحصال کا شکار ہو گئے۔

زرعی سرمایہ داری کے تضادات

مارکس نے زرعی سرمایہ داری کی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نظام اپنے اندر کئی تضادات رکھتا ہے۔ ایک طرف زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا، ٹیکنالوجی کی ترقی اور بڑے فارموں کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوا لیکن دوسری طرف اس نے محنت کشوں کی حالت کو بدتر بنایا۔ سرمایہ دار کسانوں کو کم اجرت دیتے تھے اور انہیں طویل گھنٹوں تک کام کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ مارکس کے مطابق، سرمایہ داری کا یہ نظام نہ صرف سماجی طور پر استحصالی تھا بلکہ معاشی طور پر بھی غیر مستحکم تھا، کیونکہ یہ بار بار بحرانوں کا شکار رہتا تھا۔ ایک جانب پیداوار ضرورت سے زیادہ ہو جاتی تھی اور دوسری جانب کسانوں اور محنت کشوں کی قوتِ خرید کم ہو جاتی تھی۔

علاوہ ازیں، مارکس نے زرعی سرمایہ داری کو قدرتی وسائل کے استحصال کا بھی سبب قرار دیا۔ ان کے مطابق سرمایہ دارانہ نظام

پیداوار زمین کے بے جا استعمال اور ماحولیاتی مسائل میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ سرمایہ داروں کا بنیادی مقصد زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنا ہوتا ہے اس لیے وہ زمین سے مسلسل زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس عمل کے نتیجے میں زمین کے قدرتی وسائل بتدریج کم ہو جاتی ہے اور اس کی زرخیزی بھی متاثر ہوتی ہے۔

دیہی سماجیات کا دائرہ

دیہی سماجیات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور یہ مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں درج ذیل اہم موضوعات شامل ہیں:

1۔ **زرعی معاشرت** : دیہی سماجیات کا سب سے اہم پہلو زرعی معیشت ہے۔ یہ مطالعہ کرتی ہے کہ زراعت، کسانوں کی زندگی، زمین کی ملکیت اور فصلوں کی پیداوار کس طرح گاؤں کے سماجی ڈھانچے کو تشکیل دیتی ہیں۔

2۔ **خاندانی نظام** : دیہات میں خاندانی نظام شہری زندگی کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ گاؤں کے معاشروں میں عموماً مشترکہ یا وسیع خاندانوں کا رواج ہوتا ہے، جہاں بزرگوں کا احترام اور بچوں کی پرورش میں کمیونٹی کا کردار اہم ہوتا ہے۔

3۔ **رسم و رواج اور ثقافت** : دیہی معاشرت میں مختلف روایات، رسم و رواج اور ثقافتی اقدار اہمیت رکھتی ہیں۔ دیہات میں مختلف ثقافتی اور مذہبی تقریبات اور تہوار منعقد کیے جاتے ہیں جو گاؤں کے لوگوں کو یکجا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

4۔ **سماجی و اقتصادی تفاوت** : دیہی معاشروں میں طبقاتی فرق اور سماجی و اقتصادی ناہمواریاں واضح طور پر نظر آتی ہیں جن میں زمین کے مالکان، کسانوں اور مزدوروں کے درمیان فرق شامل ہے۔ ان تفاوتوں کا مطالعہ دیہی سماجیات کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

5۔ **ہجرت اور شہری علاقوں کی طرف منتقلی** : دیہی زندگی میں شہری علاقوں کی طرف ہجرت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ دیہی سماجیات کا ایک اہم موضوع ہے جس میں اس ہجرت کے اثرات اور اس کے نتیجے میں دیہی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

6۔ **ماحولیاتی مسائل** : دیہات میں ماحولیات سے متعلق مسائل، جیسے آبی وسائل کا استعمال، زمین کی زرخیزی اور قدرتی وسائل کا تحفظ، بھی دیہی سماجیات کے دائرۂ مطالعہ میں شامل ہیں۔

1.4 گاؤں اور شہر میں فرق (Difference Between Village and City)

گاؤں اور شہر انسانی آبادکاری کی دو اہم شکلیں ہیں لیکن دونوں کے رہن سہن، معاشی سرگرمیوں، ماحول اور سماجی زندگی میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ گاؤں عموماً کم آبادی، قدرتی ماحول اور پُرسکون زندگی کا حامل ہوتا ہے جہاں زیادہ تر لوگ زراعت اور مویشی پالنے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ دیہی معاشرے میں لوگوں کے باہمی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور روایات و رسم و رواج کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، تاہم تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ اور دیگر بنیادی سہولتیں نسبتاً محدود ہوتی ہیں۔

اس کے برعکس، شہر زیادہ آبادی، جدید طرزِ زندگی اور متنوع معاشی سرگرمیوں کا مرکز ہوتا ہے جہاں صنعت، تجارت اور خدمات کے شعبے نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ شہروں میں تعلیم، صحت، مواصلات اور دیگر بنیادی سہولتیں بہتر اور زیادہ دستیاب ہوتی ہیں لیکن یہاں آلودگی، شور شرابہ، ٹریفک اور ذہنی دباؤ جیسے مسائل بھی نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پر گاؤں سادہ، قدرتی اور سماجی ہم آہنگی کی علامت

ہے جبکہ شہر ترقی، سہولتوں اور معاشی مواقع کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

1.5 دیہی روزگار (Rural Employment)

دیہی روزگار سے مراد دیہی علاقوں میں لوگوں کے معاش اور آمدنی کے ذرائع ہیں۔ ترقی پذیر ممالک، خصوصاً ہندوستان میں، زراعت دیہی معیشت کی بنیاد ہے، اس لیے زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی اور مویشی پالنے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ تاہم بڑھتی ہوئی آبادی، زرعی زمین میں کمی، جدید ٹیکنالوجی، قدرتی آفات اور بنیادی سہولتوں کی محدود دستیابی کے باعث روزگار کے مواقع کم ہوتے جارہے ہیں۔ اس صورتحال کے نتیجے میں بہت سے نوجوان بہتر روزگار کی تلاش میں شہروں کی طرف ہجرت کرتے ہیں جس سے دیہی معیشت اور معاشرتی زندگی دونوں متاثر ہوتی ہیں۔

دیہی روزگار کی کمی غربت، بے روزگاری اور معاشی عدم استحکام کو جنم دیتی ہے جس سے معیارِ زندگی، خاندانی نظام اور سماجی یکجہتی پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے جدید زرعی طریقوں کو فروغ دینا، دیہی صنعتوں، گھریلو کاروبار، ہنرمندی کے مراکز اور خواتین کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ تعلیم اور فنی تربیت کو بہتر بنا کر نوجوانوں کو مختلف شعبوں میں روزگار کے قابل بنایا جاسکتا ہے جس سے دیہی معاشرے کی معاشی اور سماجی ترقی کو فروغ ملے گا۔

1.6 دیہی سیاست (Rural Politics)

دیہی سیاست سے مراد گاؤں کی سطح پر ہونے والی سیاسی سرگرمیاں اور ان کے اثرات ہیں۔ ہندوستان میں دیہی سیاست کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ ملک کی زیادہ تر آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ دیہی سیاست میں زرعی مسائل، پسماندگی اور دیہی لوگوں کے معاشی و سماجی مسائل اہم موضوعات ہیں۔

دیہی سیاست کی خصوصیات

دیہی سیاست کی سب سے اہم خصوصیت جاگیردارانہ نظام (Feudal System) ہے۔ زیادہ تر دیہات میں بڑے جاگیرداروں کا اثر ورسوخ ہوتا ہے جو مقامی سیاست میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنے اثر ورسوخ کی بنیاد پر سیاسی طاقت حاصل کرتے ہیں۔

دیہات میں انتخابات میں کامیابی کے لیے عوام کی حمایت ضروری ہوتی ہے۔ اس لیے سیاسی جماعتیں اور ان کے کارکن جاگیرداروں سے رابطہ کرتے ہیں اور ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ کئی علاقوں میں زمینداروں کی حمایت کے بغیر زیادہ ووٹ حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے بدلے میں زمیندار سیاسی جماعتوں سے اپنے علاقوں کے مسائل حل کرنے کی توقع رکھتے ہیں جن میں سڑکوں کی تعمیر، پانی اور بجلی کی فراہمی، روزگار کے مواقع، صحت اور تعلیم کی بہتر سہولتیں شامل ہیں۔

جاگیردارانہ نظام اور اس کے سیاسی اثرات

ہندوستان کے دیہی علاقوں میں آج بھی جاگیردارانہ نظام کی جڑیں مضبوط ہیں۔ بہت سی سیاسی جماعتیں انتخابات کے دوران ووٹ

حاصل کرنے کے لیے زمینداروں سے روابط قائم کرتی ہیں۔ یہ نظام نہ صرف معاشی طور پر غریب لوگوں کے استحصال کا سبب بنتا ہے بلکہ ان کے سیاسی حقوق کو بھی محدود کرتا ہے۔ بعض اوقات زمیندار اپنے اثر ورسوخ اور دباؤ کے ذریعے مزدوروں اور غریب افراد کو کسی خاص سیاسی جماعت کے حق میں ووٹ ڈالنے پر مجبور کرتے ہیں۔

دیہی سیاست میں خواتین کا کردار

ہندوستان کے دیہی علاقوں میں خواتین کا سیاسی کردار اب بھی محدود ہے۔ اگرچہ خواتین انتخابی عمل میں حصہ لیتی ہیں لیکن اکثر معاملات میں انہیں مردوں کی سرپرستی یا اجازت کے بغیر فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ تاہم، حالیہ برسوں میں خاص طور پر مقامی حکومتوں اور پنچایتوں میں دیہی خواتین کی شرکت میں اضافہ ہوا ہے۔ دیہی علاقوں میں روایتی رسم ورواج پر زیادہ عمل کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے خواتین کی سیاسی سرگرمیوں میں شرکت نسبتاً کم رہتی ہے۔

دیہی سیاست اور ترقی

ہندوستان کے دیہی علاقوں میں سیاسی فیصلوں کا براہِ راست اثر اقتصادی ترقی پر پڑتا ہے۔ اگرچہ حکومت مختلف ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتی ہے لیکن ان کی کامیابی اکثر مقامی سیاست دانوں کے تعاون اور مفادات پر منحصر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، دیہی ترقی کے لیے عوامی شعور، شفاف نظام اور مقامی حکام کی دیانت داری بھی نہایت اہم ہے۔

ہندوستان میں ذات پات کا نظام اور سیاست

ہندوستان میں ذات پات کا نظام ایک قدیم سماجی اور ثقافتی حقیقت ہے جو ہزاروں سالوں سے موجود ہے۔ یہ نظام افراد کو ان کی پیدائش کی بنیاد پر مختلف طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ ذات پات کا اثر صرف سماجی زندگی تک محدود نہیں بلکہ اس نے سیاسی، معاشی اور ثقافتی شعبوں پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے۔ اس کا اثر مختلف حکومتی پالیسیوں، انتخابات اور جمہوری نظام میں بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔

ذات پات کا نظام

ہندوستان میں ذات پات کا نظام ابتدا میں مذہبی عقائد اور رسم ورواج سے وابستہ تھا۔ اس کے مطابق معاشرے کو چار بڑے طبقات یعنی برہمن، کشتریہ، ویشیہ اور شودر میں تقسیم کیا گیا۔ اس نظام میں ایک فرد کی سماجی حیثیت اس کی پیدائش کی بنیاد پر طے ہوتی ہے جس کا اثر اس کی تعلیم، روزگار، شادی اور سماجی تعلقات پر بھی پڑتا ہے۔

ذات پات اور سیاست

ہندوستان کی سیاست میں ذات پات کا اثر بہت گہرا ہے۔ برطانوی دورِ حکومت میں ذات پات کے نظام کو ایک مضبوط سماجی ڈھانچے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ آزادی کے بعد بھی ذات پات نے سیاسی طاقت کے توازن کو متاثر کیا۔ مختلف سیاسی جماعتوں نے ذات پات کی بنیاد پر اپنے ووٹ بینک مضبوط کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں انتخابی سیاست میں ذات پات کا کردار مزید بڑھ گیا۔

دلتوں اور اقلیتی طبقوں کا سیاسی کردار

دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھارتی آئین میں خصوصی تحفظات دیے گئے۔ 1950ء میں آئین کے

تحت محروم طبقات کے لیے مخصوص نشستوں کا انتظام کیا گیا تاکہ وہ سیاسی طور پر اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔ دلت رہنماؤں، جیسے بھیم راؤ امبیڈکر اور چندر شیکھر آزاد نے اپنے طبقے کے حقوق کے لیے نمایاں جدوجہد کی۔ آج بھی کئی ریاستوں میں دلتوں کی سیاسی تنظیمیں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

ذات پات کی سیاست کے اثرات

ہندوستان میں ذات پات کی سیاست کا اثر آج بھی واضح ہے۔ مختلف سیاسی جماعتیں اپنی انتخابی مہم کے دوران ذات پات کو مد نظر رکھتی ہیں تاکہ مخصوص طبقات کی حمایت حاصل کر سکیں۔ اس کے نتیجے میں بعض اوقات مختلف برادریوں کے درمیان اختلافات اور کشیدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، بی جے پی اور کانگریس جیسی بڑی سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں مختلف ذاتوں کے مفادات کو اہمیت دیتی ہیں۔ ذات پات کا نظام اور اس کے سیاسی اثرات ہندوستان کا ایک پیچیدہ مسئلہ ہیں۔ ایک طرف اس نظام نے سماجی ناانصافی کو جنم دیا، جبکہ دوسری طرف اس نے معاشرتی اور معاشی ترقی کی راہ میں بھی رکاوٹیں پیدا کیں۔ اگرچہ آئین اور مختلف حکومتوں نے اس کے منفی اثرات کم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں لیکن ذات پات کی سیاست آج بھی موجود ہے اور اس کا مکمل خاتمہ ایک طویل عمل ہے۔

1.7 ہندوستانی گاؤں کے لوگوں کی مذہبی زندگی

(Religious Life of the People in Indian Villages)

ہندوستانی گاؤں کی مذہبی زندگی نہایت اہم اور متنوع ہے۔ یہاں کے لوگ اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرتے ہیں اور مذہب ان کی روزمرہ زندگی کا اہم حصہ ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں ہندو مذہب کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے، تاہم مسلمان، عیسائی، سکھ اور دیگر مذاہب کے پیروکار بھی مختلف گاؤں میں آباد ہیں۔ ہر مذہب کے لوگ اپنی عبادات اور مذہبی تہوار، جیسے دیوالی، ہولی، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، کرسمس، ایسٹر اور دیگر مذہبی تقریبات عقیدت اور احترام کے ساتھ مناتے ہیں۔ اسی طرح سکھ برادری گردواروں میں عبادت کرتی ہے اور خدمتِ خلق کی روایت پر عمل کرتی ہے۔ اس طرح مذہب دیہی زندگی میں صرف عبادت تک محدود نہیں رہتا بلکہ سماجی تعلقات، اخلاقی اقدار، روایات اور باہمی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتا ہے۔Top of Form

1.8 دیہی تعلیم(Rural Education)

دیہی تعلیم ایک اہم موضوع ہے جو نہ صرف دیہی افراد کی فلاح و بہبود بلکہ ملک کی مجموعی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ دیہی علاقوں میں تعلیمی سہولتیں شہروں کے مقابلے میں محدود ہوتی ہیں۔ اسکولوں، تربیت یافتہ اساتذہ اور تعلیمی وسائل کی کمی کی وجہ سے بہت سے بچے معیاری تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، والدین میں تعلیم کے بارے میں آگاہی کی کمی بھی بچوں کی تعلیم پر منفی اثر ڈالتی ہے۔

دیہی تعلیم کا مقصد صرف کتابی علم دینا نہیں بلکہ بچوں میں علم، ہنر، تخلیقی سوچ، سماجی ذمہ داری اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا بھی ہے۔ معیاری تعلیم سے دیہی افراد اپنی معاشی اور سماجی حالت بہتر بنا سکتے ہیں اور ملک کی ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس

مقصد کے لیے حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کو اسکولوں کی تعمیر، اساتذہ کی تربیت، تعلیمی وسائل کی فراہمی اور والدین میں تعلیمی شعور پیدا کرنے پر توجہ دینی چاہیے۔

1.9 دیہی ہندوستان میں ذات پات کا نظام (Caste System in Rural India)

ہندوستان کا دیہی معاشرہ صدیوں سے ذات پات کے نظام سے وابستہ ہے جو اس کے سماجی اور ثقافتی ڈھانچے کا اہم حصہ رہا ہے۔ ذات پات ایک سماجی درجہ بندی کا نظام ہے جس میں افراد کو ان کی پیدائش، خاندان اور نسل کی بنیاد پر مختلف طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ روایتی طور پر اس نظام کو برہمن، کشتریہ، ویشیہ اور شودر کے چار بڑے طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ آج بھی دیہی علاقوں میں ذات پات کا اثر سماجی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی زندگی میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ لوگ عموماً اپنی ذات کے افراد سے زیادہ میل جول رکھتے ہیں، رشتہ داریاں بھی زیادہ تر ذات کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہیں جبکہ بعض علاقوں میں نچلی ذاتوں، خصوصاً دلتوں، کو سماجی امتیاز، کم عزت اور محدود مواقع کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ، بعض دیہی علاقوں میں شادی بیاہ، سماجی تعلقات اور بعض روایتی سرگرمیوں میں بھی ذات پات کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے۔

ذات پات کا نظام دیہی علاقوں میں معاشی اور تعلیمی مواقع پر بھی نمایاں اثر ڈالتا ہے۔ اعلیٰ ذاتوں کے افراد عموماً زمین داری، تجارت اور دیگر بااثر شعبوں سے وابستہ ہوتے ہیں جبکہ نچلی ذاتوں کے لوگ زیادہ تر زراعت، صفائی ستھرائی اور دیگر محنت طلب کام کرتے ہیں۔ اس معاشی فرق کی وجہ سے انہیں بہتر روزگار، معیاری تعلیم اور ترقی کے مواقع کم ملتے ہیں جس کے باعث وہ سماجی ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ وقت کے ساتھ اس نظام میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں لیکن کئی دیہی علاقوں میں اس کے اثرات اب بھی موجود ہیں۔ بھارتی آئین 1950ء کے تحت دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا گیا جبکہ تعلیم، روزگار اور سیاسی نمائندگی میں ریزرویشن اور دیگر فلاحی منصوبوں کے ذریعے انہیں برابری کے مواقع فراہم کرنے کی کوشش کی گئی، تاکہ دیہی معاشرے میں سماجی انصاف اور مساوات کو فروغ دیا جا سکے۔

1.10 دیہی خاندان (Rural Family)

ہندوستانی دیہی خاندان ہندوستانی معاشرے کی ایک اہم سماجی اکائی ہے جو صدیوں سے اپنی روایات، رسم و رواج اور مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں میں عموماً مشترکہ خاندان (Joint Family) کا نظام رائج ہوتا ہے جہاں دادا دادی، والدین، بچے اور دیگر قریبی رشتہ دار ایک ہی گھر میں مل کر رہتے ہیں۔ خاندان میں بزرگوں کو خاص عزت دی جاتی ہے اور اہم فیصلے، جیسے تعلیم، روزگار، شادی اور جائیداد سے متعلق معاملات ان کے مشورے سے کیے جاتے ہیں۔ خاندان کا سربراہ عموماً بزرگ فرد ہوتا ہے جو گھر کے انتظام، نظم و ضبط اور دیگر افراد کی رہنمائی کی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ دیہی خاندانوں میں باہمی تعاون، احترام اور ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ نمایاں ہوتا ہے جس سے خاندانی رشتے مضبوط رہتے ہیں۔

دیہی خاندان کی معیشت زیادہ تر زراعت اور مویشی پالنے پر منحصر ہوتی ہے۔ زمین اکثر خاندان کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے اور اس کی

کاشت اور دیکھ بھال میں تمام افراد اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ خواتین بھی گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ کھیتوں میں کام کرنے، مویشیوں کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اگرچہ دیہی خاندان اپنی اجتماعیت، سادگی اور مضبوط خاندانی نظام کی وجہ سے نمایاں ہیں لیکن انہیں غربت، تعلیم کی کمی، بے روزگاری اور جدید سہولتوں کی محدود دستیابی جیسے مسائل کا بھی سامنا ہے۔ تاہم، حکومتی ترقیاتی منصوبوں، بہتر تعلیمی مواقع اور سماجی آگاہی کے باعث دیہی خاندانوں کے طرزِ زندگی میں بتدریج مثبت تبدیلیاں آرہی ہیں۔

1.11 دیہی ثقافت (Rural Culture)

ہندوستانی دیہی ثقافت ہندوستان کی قدیم روایات، رسم و رواج اور طرزِ زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔ ملک کی ایک بڑی آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے جہاں زندگی شہروں کے مقابلے میں زیادہ سادہ، قدرتی اور روایتی ہوتی ہے۔ دیہی ثقافت کا بنیادی انحصار زراعت، مویشی پالنے اور قدرتی وسائل پر ہے، اسی لیے دیہی لوگوں کا زمین اور ماحول سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دیہی معاشرے میں سادگی، باہمی تعاون، احترام اور اجتماعی زندگی کو خاص اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان مضبوط سماجی تعلقات قائم رہتے ہیں۔

1.12 بدلتا ہوا گاؤں (Changing Village)

گاؤں ہندوستانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے جہاں صدیوں سے سادہ طرزِ زندگی، مضبوط خاندانی نظام، زراعت اور باہمی تعاون کی روایت موجود رہی ہے۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ گاؤں کی سماجی، معاشی اور ثقافتی زندگی میں نمایاں تبدیلیاں آرہی ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی، تعلیم، مواصلات، شہری اثرات اور حکومتی ترقیاتی منصوبوں نے دیہی زندگی کو پہلے کے مقابلے میں کافی بدل دیا ہے۔ آج کے گاؤں میں جدید سہولتوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کے رہن سہن، سوچ، تعلیم، روزگار اور سماجی تعلقات میں بھی تبدیلی دیکھی جاسکتی ہے۔

گاؤں میں تبدیلی کی وجوہات

گاؤں میں تبدیلی کی سب سے بڑی وجہ جدید ٹیکنالوجی اور ترقیاتی منصوبے ہیں۔ موبائل فون، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے دیہی لوگوں کو دنیا سے جوڑ دیا ہے جس سے انہیں تعلیم، کاروبار، صحت اور روزگار سے متعلق نئی معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔ حکومت کی جانب سے سڑکوں کی تعمیر، بجلی، پینے کے صاف پانی، صحت کی سہولتوں اور دیگر بنیادی خدمات کی فراہمی نے بھی دیہی زندگی کو بہتر بنایا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے فروغ اور ذرائع ابلاغ کی ترقی نے لوگوں کی سوچ اور طرزِ زندگی میں مثبت تبدیلی پیدا کی ہے۔

زراعت میں تبدیلی

زراعت دیہی معیشت کی بنیاد ہے لیکن اب اس شعبے میں بھی جدید طریقوں کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ کسان بہتر بیج، جدید کھاد، آبپاشی کے نئے نظام، ٹریکٹر اور دیگر زرعی مشینری استعمال کر رہے ہیں جس سے فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ اس سے کسانوں کی آمدنی میں بہتری آئی ہے لیکن روایتی زرعی طریقوں میں کمی آئی ہے۔ اس کے علاوہ روزگار کے بہتر مواقع کی تلاش میں بہت سے نوجوان شہروں کی طرف ہجرت کر رہے ہیں جس کے باعث دیہی آبادی اور زرعی افرادی قوت پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔

تعلیمی اور سماجی تبدیلیاں

دیہی علاقوں میں تعلیمی اداروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے جس سے بچوں اور نوجوانوں کو تعلیم حاصل کرنے کے بہتر مواقع مل رہے ہیں۔ پہلے جہاں زیادہ تر طلبہ ابتدائی تعلیم تک محدود رہتے تھے اب وہ اعلیٰ تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم کی طرف بھی راغب ہو رہے ہیں۔ تعلیم کے فروغ سے لوگوں میں شعور، خود اعتمادی اور سماجی آگاہی میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سماجی زندگی میں بھی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ پہلے مشترکہ خاندانوں کا نظام عام تھا لیکن اب چھوٹے یا علیحدہ خاندانوں کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جدید طرزِ زندگی، مصروفیات اور روزگار کی وجہ سے لوگوں کے باہمی تعلقات پہلے کی نسبت کچھ کمزور ہوئے ہیں اگرچہ دیہی علاقوں میں تعاون اور بھائی چارے کی روایت آج بھی کسی حد تک موجود ہے۔

گاؤں کی ثقافت اور قدرتی ماحول پر اثرات

جدید ترقی نے جہاں دیہی زندگی کو آسان بنایا ہے وہیں اس کے کچھ منفی اثرات بھی سامنے آئے ہیں۔ نئی عمارتوں کی تعمیر، زرعی زمینوں میں کیمیائی کھادوں اور جراثیم کش ادویات کا زیادہ استعمال، درختوں کی کٹائی اور آبادی میں اضافے کی وجہ سے قدرتی ماحول متاثر ہو رہا ہے۔ اسی طرح جدید طرزِ زندگی کے باعث بعض روایتی رسم و رواج، لوک ثقافت اور پرانی اقدار بھی آہستہ آہستہ کمزور پڑ رہی ہیں۔

1.13 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

دیہی سماجیات دیہی معاشرے، اس کے سماجی ڈھانچے، زرعی معیشت، ثقافت، خاندانی نظام، سیاست، روزگار، تعلیم اور ذات پات جیسے اہم پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ اس مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ گاؤں اور شہر دونوں اپنی الگ خصوصیات رکھتے ہیں، جبکہ دیہی معاشرہ وقت کے ساتھ سماجی، معاشی اور ثقافتی تبدیلیوں سے گزر رہا ہے۔ کارل مارکس کے نظریات دیہی معاشرے میں طبقاتی تقسیم اور استحصال کو واضح کرتے ہیں جبکہ دیہی روزگار، تعلیم، سیاست اور ترقی ایک مضبوط اور خوشحال معاشرے کی بنیاد ہیں۔ اسی طرح ہندوستانی دیہی خاندان، ثقافت اور مذہبی زندگی دیہی معاشرے کی شناخت اور سماجی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ ذات پات، غربت، بے روزگاری اور جدید تبدیلیوں جیسے مسائل آج بھی موجود ہیں لیکن مؤثر حکومتی پالیسیوں، تعلیم، سماجی شعور اور عوامی تعاون کے ذریعے ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس طرح دیہی سماجیات نہ صرف دیہی زندگی کے مسائل کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ دیہی معاشرے کی متوازن، پائیدار اور جامع ترقی کی راہ بھی ہموار کرتی ہے۔

1.14 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **برہمن (Brahmin):** اس سے مراد ہندو ذات پات کے نظام کی وہ اعلیٰ ترین ذات ہے جس کے افراد روایتی طور پر مذہبی رسومات کی ادائیگی، تعلیم و تدریس اور مذہبی رہنمائی کے فرائض انجام دیتے ہیں اور معاشرے میں انہیں بلند سماجی مقام حاصل ہوتا ہے۔
- **جاگیرداری (Feudalism):** اس سے مراد ایسا زرعی و سماجی نظام ہے جس میں زمین کی ملکیت بڑے زمینداروں یا جاگیرداروں کے

پاس ہوتی ہے، جبکہ کسان ان کی زمین پر کاشت کرتے ہیں اور معاشی و سماجی طور پر ان پر انحصار کرتے ہیں۔

- **صنعتکار (Industrialist):** اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو صنعتوں کا مالک یا منتظم ہو، صنعتی پیداوار میں سرمایہ کاری کرے اور مختلف اشیاء کی تیاری و پیداوار کے عمل کو منظم کرے۔
- **اقتصادی ترقی (Economic Development):** اس سے مراد کسی ملک یا معاشرے کی معیشت میں پیداوار، آمدنی، روزگار، سرمایہ کاری اور عوام کے معیارِ زندگی میں مسلسل اور مثبت اضافہ ہونا ہے، جس کے نتیجے میں قومی خوشحالی اور سماجی ترقی کو فروغ ملتا ہے۔

1.15 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی تبدیلی دیہی سماج پر مثبت اثر ڈالتی ہے؟

(a) بہتر زندگی کے مواقع
(b) جدیدیت کا فائدہ
(c) aاور bدونو غلط
(d) aاور bدونوں صحیح

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی تبدیلیاں دیہی سماج پر منفی اثر ڈالتی ہیں؟

(a) قدرتی وسائل کا ضیاع ہونا
(b) ثقافتی تبدیلی
(c) aاور bدونوں غلط
(d) aاور bدونو صحیح

3۔ دیہی سماجیات کا مطالعہ کس بات سے متعلق ہے؟

(a) شہری زندگی
(b) دیہی زندگی
(c) صنعتی ترقی
(d) تعلیم و تحقیق

4۔ دیہی سماجیات میں "اجتماعی زندگی" کا کیا مطلب ہے؟

(a) افراد کی انفرادی زندگی
(b) گروپوں اور کمیونٹی کی مشترکہ سرگرمیاں
(c) شہری ماحول میں لوگوں کا طرزِ زندگی
(d) صرف حکومت کے معاملات

5۔ دیہی سماجیات کا اہم مطالعہ کس موضوع پر ہوتا ہے؟

(a) کسانوں کی زندگی
(b) شہری معاشرتی تعلقات
(c) صنعتکاروں کی ثقافت
(d) حکومتی پالیسیوں کا تجزیہ

6۔ دیہی سماجیات میں "سماجی تبدیلی" سے کیا مراد ہے؟

(a) خاندان کی تشکیل
(b) معاشرتی تعلقات میں بہتری
(c) دیہی معاشرتی ڈھانچے میں تبدیلی
(d) تعلیم کا فروغ

7۔ "دیہی طبقاتی فرق" کا تصور کس سے متعلق ہے؟

(a) شہری طبقاتی فرق (b) کسانوں کے درمیان فرق

(c) صنعتوں کے درمیان فرق (d) تعلیم کی بنیاد پر فرق

8۔ دیہی سماج میں تبدیلیاں کس عوامل کی وجہ سے آتی ہیں؟

(a) ثقافتی تبدیلیاں (b) ٹیکنالوجی کی ترقی

(c) حکومت کی پالیسی (d) تمام مذکورہ عوامل

9۔ دیہی علاقوں میں کس قسم کی معیشت کی بنیاد ہوتی ہے؟

(a) صنعتی معیشت (b) خدمات معیشت

(c) زرعی معیشت (d) تجارتی معیشت

10۔ دیہی سماجیات میں "سماجی ڈھانچہ" کا کیا مطلب ہے؟

(a) لوگوں کی طرز زندگی (b) افراد کے درمیان تعلقات اور ادارے

(c) حکومت کے قوانین (d) شہری ترقی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ دیہی معاشرتی ڈھانچے اور اس کی اہمیت کو بیان کریں۔

2۔ دیہاتی زندگی میں ثقافتی اور مذہبی روایات کا اثر کیا ہے؟

3۔ دیہی علاقوں میں تعلیم کی صورتحال پر روشنی ڈالیں۔

4۔ دیہی علاقوں میں معاشی سرگرمیاں جیسے کہ زراعت اور چھوٹے کاروبار کس طرح دیہاتی معیشت کو متاثر کرتی ہیں؟

5۔ دیہی علاقوں میں خواتین کی حیثیت اور ان کے حقوق پر روشنی ڈالیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ دیہی خاندان کی ساخت اور کردار بیان کریں۔ شہری خاندان سے اس کا فرق واضح کریں۔

2۔ دیہاتی معاشرت میں مذہب اور ثقافت کے اثرات بیان کریں۔

3۔ دیہی ترقی اور معیشت کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالیں اور دیہی معیشت کی بہتری کے لیے اہم اصلاحات بیان کریں۔

1.16 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Lundquist, Jan E. (2003). *Rural Sociology: An Introduction* (2nd ed.).

Oxford University Press

2. Behera, T. J. K. (2013). *Rural Sociology: A Global Perspective*. Atlantic Publishers & Distributors.

3. Catton, William R. Jr. (1980). *Sociology of Rural Life*, Wadsworth Publishing.

اکائی 2۔ ہندوستانی گاؤں کا تصور اور دیہی سماج

(The Idea of Indian Village & Rural Society)

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کی ترقی

2.3 ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کا تاریخی پس منظر

2.4 ہندوستانی گاؤں کی خصوصیات

2.5 اے۔آر۔دیسائی کی گاؤں کی درجہ بندی

2.6 ہندوستانی گاؤں کی ترقی

2.7 ہندوستانی گاؤں میں تبدیلی

2.8 اکتسابی نتائج

2.9 کلیدی الفاظ

2.10 نمونہ امتحانی سوالات

2.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید(Introduction)

ہندوستانی گاؤں کو اکثر ہندوستان کا دل سمجھا جاتا ہے جو اس کی روایتی جڑوں، ثقافتی تنوع اور دیہی طرز زندگی کی علامت ہے۔ ہندوستانی گاؤں میں اکثر چھوٹے اور قریبی تعلقات رکھے جاتے ہیں جہاں لوگ قدرت کے ساتھ ہم آہنگی میں رہتے ہیں اور پرانے روایتی رسم و رواج کو اپناتے ہیں۔ زیادہ تر ہندوستانی گاؤں بنیادی طور پر زراعت پر انحصار کرتے ہیں جہاں کاشتکاری بنیادی پیشہ ہے۔ گاؤں کی سماجی ساخت پر ذات پات کے نظام کا گہرا اثر ہوتا ہے جو تعلقات، پیشوں اور یہاں تک کہ روزمرہ کی بات چیت کو بھی شکل دیتا ہے۔ ہندوستان کے گاؤں ثقافت سے مالا مال ہیں جہاں ہر خطے کے منفرد تہوار، لوک موسیقی اور فنون کا جشن منایا جاتا ہے۔ تعلیم، صحت اور جدید بنیادی ڈھانچے تک محدود رسائی جیسے مسائل اب بھی ہندوستانی گاؤں میں موجود ہیں۔ ان مشکلات کے باوجود گاؤں ہندوستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں جو

زراعت اور خوراک کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستانی گاؤں کا تصور صرف سادگی اور روایتی چیزوں پر مبنی نہیں ہے بلکہ دیہی برادری کا زمین سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے گاؤں کا مطالعہ ہمیں حقیقی ہندوستان کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے جہاں لاکھوں لوگ اپنی وراثت کو محفوظ رکھتے ہوئے بدلتے وقت کے ساتھ خود کو ڈھالتے ہیں۔

2.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کا مقصد ہندوستان کے گاؤں کا تصور اور گاؤں کا مطالعہ کو بیان کرنا ہے۔اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ہندوستان کے گاؤں کے تصور کو سمجھ سکیں۔
- ہندوستان کے گاؤں کے مطالعہ کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

2.2 ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کی ترقی(Evolution of Village Studies in India)

ہندوستان کے گاؤں کے مطالعے میں وقت کے ساتھ نمایاں تبدیلی آئی ہے جو معاشرے، معیشت اور تعلیمی دلچسپیوں میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں برطانوی نوآبادیاتی دور کے دوران گاؤں کے مطالعے کا بنیادی مقصد انتظامی اور محصولات کے مقاصد کے لیے گاؤں کی زندگی کو سمجھنا تھا۔ محققین اور اہلکاروں نے ٹیکس وصولی اور حکومت کو بہتر بنانے کے لیے گاؤں کے ڈھانچے، زمین کی ملکیت اور زرعی طریقوں کو دستاویزی شکل دی۔ 1947 میں ہندوستان کی آزادی کے بعد گاؤں کے مطالعے کو نئی اہمیت ملی کیونکہ حکومت کا مقصد ہندوستانی گاؤں کو دوبارہ تعمیر کرنا، غربت، ناخواندگی اور عدم مساوات جیسے مسائل کو حل کرنا تھا۔ سماجی سائنسدانوں، ماہرین بشریات اور ماہرین عمرانیات نے گاؤں کا مطالعہ کرنا شروع کیا تاکہ ان کے سماجی نظاموں، ذات پات کی حرکیات، اور معاشی حالات کو سمجھا جا سکے۔ ایم۔ این۔ سری نیواس اور ایس۔ سی۔ ڈوبے جیسے پیشروؤں نے گاؤں کی زندگی کی پیچیدگیوں کو اجاگر کرتے ہوئے تفصیلی مطالعات کیے۔ 1960 اور 1970 کی دہائیوں میں خاص طور پر توجہ زرعی ترقی، زمینی اصلاحات اور سبز انقلاب پر مرکوز ہوئی جس میں محققین نے یہ جانچنے کی کوشش کی کہ ان تبدیلیوں نے گاؤں کی معیشت اور سماجی ڈھانچے کو کیسے متاثر کیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ، گاؤں کے مطالعے میں صنفی کردار، نقل مکانی، ماحولیاتی مسائل اور عالمی کاری کے اثرات جیسے موضوعات بھی شامل ہو گئے۔ آج ہندوستان میں گاؤں کے مطالعے کا دائرہ کثیر الشعبہ ہو چکا ہے جس میں سماجیات، معاشیات، تاریخ اور ماحولیاتی مطالعات کے بصیرت کو یکجا کر کے گاؤں کی زندگی اور اس کے چیلنجوں کو تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں مکمل طور پر سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2.3 ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کا تاریخی پس منظر

(Historical Perspective to the Study of Indian Villages)

ہندوستان میں گاؤں کے مطالعے کی تاریخ نوآبادیاتی دور سے ملتی ہے جب برطانوی حکام نے زمینی پالیسیوں اور کنٹرول کو آسان بنانے کے لیے ہندوستانی گاؤں کو ایک قدیم، خود مختار اور معاشی طور پر خود کفیل اکائی کے طور پر پیش کیا۔ بریمن (1997) کے مطابق یہ نقطہ نظر گاؤں کو زمانہ قدیم کی طرز زندگی کے ساتھ گزارہ کرنے والی زراعت کے مراکز کے طور پر پیش کرتا ہے جو اکثر سماجی حرکیات سے کٹے ہوئے تھے۔ کوہن (1996) کے مطابق یہ نوآبادیاتی تحقیقی طریقہ کار حکمرانی کے لیے اہم تھا جس نے ایک ایسی بنیاد رکھی جسے بعد کے مطالعوں کو چیلنج کرنا پڑا۔ مثال کے طور پر گاؤں کو اجارہ دار اور الگ تھلگ دیکھا جاتا تھا۔ یہ ایک ایسا نظریہ تھا جس پر آزادی کے بعد کے تحقیقی کاموں میں تنقید کی گئی۔ آزادی کے وقت جب ہندوستان کی 85 فیصد سے زیادہ آبادی دیہی علاقوں میں رہتی تھی تو اس وقت ہندوستانی گاؤں نوآبادیاتی کنٹرول سے تبدیلی کی طرف منتقل ہو رہے تھے۔ اس تبدیلی کی بنیادی وجہ زرعی معیشت کو بحال کرنا اور صنعتی کاری کو سپورٹ کرنا تھا۔ یہ دور ایک اہم ثابت ہوا جب گاؤں کے مطالعے قوم کی تعمیر کی کوششوں کا مرکز بن گئے اور جدیدیت اور ترقی پر زور دیا جانے لگا۔

1950 اور 1960 کی دہائی کو ہندوستان کے گاؤں کے مطالعے کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں مفکرین نے ہندوستانی معاشرے کو مقامی (Indigenous) نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی۔ اس وقت تجرباتی مطالعات میں نمایاں اضافہ ہوا جس نے پہلے کے نظریاتی خیالات کو شراکتی مشاہدے (Participant Observation) اور نسلیاتی (Ethnographic) طریقوں سے بدل دیا۔ گاؤں کو ہندوستان کا ایک چھوٹا نمونہ سمجھا جاتا تھا جو سماجی عمل، ثقافتی نمونوں اور معاشی ڈھانچے کی گہری سمجھ فراہم کرتا تھا۔ اس توجہ کی اہم وجوہات میں زرعی تبدیلی کو ترجیح دینا، کسانوں اور ثقافت پر زور دینا اور ترقیاتی منصوبہ بندی کے لیے مواد کی ضرورت شامل تھیں۔ سال 1955 خاص طور پر سب سے اہم تھا کیونکہ اس وقت متعدد اہم کام شائع ہوئے جن میں ایس سی ڈوبے کی (Indian Village) ایم این سرینوس کی (India Village) اور مکیم میرٹ کی (Village India) شامل تھیں۔

ذیل میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے یہ مطالعے ہندوستانی گاؤں کے سماجی اور ثقافتی تانے بانے کے بارے میں جامع بصیرت فراہم کرتے ہیں:

اسکالر (Scholar)	کلیدی کام (Key Work)	شراکت (Contributions)
1۔ ایم۔این۔ سری نیواس	ہندوستان کے گاؤں (1955)	معاشرتی نقل و حرکت اور طاقت کی حرکیات کو اجاگر کرتے ہوئے سنسکریٹائزیشن اور غالب ذات کو متعارف کرایا۔
2۔ ایس۔ سی۔ ڈوبے	ہندوستانی گاؤں (1955)	آندھرا پردیش میں دیہی معاشرتی تبدیلی کا مطالعہ کرتے ہوئے مزدور درجہ بندی میں صنف کو تعین کے طور پر پر زور دیا۔
3۔ ڈی۔این۔ مجمدار	دیہی پروفائلز (1955)	انہوں نے گاؤں کی زندگی کے لئے ایک جامع نقطہ نظر اختیار کیا جس

کے زریعے رشتہ داری، معیشت اور مذہب کی تلاش کی۔

اس کے علاوہ بیلی کی کتاب ذات اور اقتصادی فرنٹیئر (1957) ایس۔ سی۔ ڈوبے کی کتاب ہندوستان کے بدلتے ہوئے گاؤں (1958) اور ایپسٹین کی کتاب جنوبی ہندوستان کی معاشی اور معاشرتی تبدیلی (1962) جیسی مزید شراکتیں دیکھنے میں آئیں جو 1960 اور 1970 کی دہائی میں گاؤں کے مطالعے کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان مطالعات کے نتائج کا آزادی کے بعد کی پالیسیوں پر براہ راست اثر پڑا جس نے زمینی اصلاحات، کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام اور سبز انقلاب جیسے اقدامات کو معلومات فراہم کیں۔ اس کے علاوہ ان مطالعات نے گاؤں کی ترقی، غربت میں کمی، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور بنیادی ڈھانچے کے لیے تجرباتی مواد بھی فراہم کیے۔ مثال کے طور پر آسکر لیوس نے فورڈ فاؤنڈیشن کے ساتھ مل کر دیہی تعمیر کا جائزہ لیا اور سرینوس کے مطالعہ ذات پات کی حرکیات نے سماجی انصاف کی پالیسیوں کو متاثر کیا ہے۔ اگر چہ ان مطالعات کو طریقہ کار کی حدود کی وجہ سے تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ اکثر محققین شراکتی مشاہدے کی بنیاد پر غالب ذات کے گروہوں کے ساتھ جڑ جاتے تھے جس کی وجہ سے نچلی ذاتوں تک رسائی محدود ہو جاتی تھی اور کمیونٹیز میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے تھے۔ ایس سی ڈوبے نے ان مطالعات پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ مطالعات گاؤں کی یکجہتی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور مغربی طریقوں اور تصورات کی نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ حقیقی تنوع کی نمائندگی نہیں کرتے۔

اسی دوران گاؤں کی سماجی حقیقت کی بحث نے جنم لیا جس میں آندرے بیٹیل نے (1966 اور 1974) میں دلیل دی کہ گاؤں معیاری (Normative) ہیں جو ہندوستانی تہذیب کی اقدار کو ظاہر کرتے ہیں۔ جبکہ کے۔ ایل۔ شرمانے (1969) میں ڈومٹ اور پوکوک کے خیالات کے جواب میں ڈوبے اور سرینوس کے کاموں کے ذریعے گاؤں کی سماجی حقیقت پر زور دیا۔ ان مطالعات نے ذات پات، رشتہ داری، معیشت، جنس، مذہب، طاقت اور سیاست پر توجہ مرکوز کی ہے جس سے دیہی ہندوستان کی پیچیدگیوں کی سمجھ کو بڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دستاویزی شکل میں پیش کیا کہ کیسے گاؤں نے روایتی طریقوں کو جدید چیلنجز کے مطابق ڈھالا ہے جس سے ایک ثقافتی تنوع سامنے آیا جس کو وزر اور وزر کی کتابوں جیسے ہندو جاجمنی نظام (1936) اور مٹی کی دیواروں کے پیچھے (Behind the Mud Walls)(1960) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

2.4 ہندوستانی گاؤں کی خصوصیات(Characteristics of Indian village)

- **سماجی تنظیم(Social Organization):** سماجی تنظیم گاؤں کا ایک لازمی جزو ہے جہاں لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں اور گاؤں کی ترقی کے لیے کام کرتے ہیں۔ گاؤں میں رشتوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اسی لیے آپسی تعلقات مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں۔ سب ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شامل رہتے ہیں۔
- **پڑوسیوں کی اہمیت(Importance of Neighbourhood):** پڑوسیوں کو ہندوستانی گاؤں میں اہم مقام حاصل ہے۔ ایک دوسرے کے قریب اور ساتھ میں رہنے کا احساس، دوستی، ہمدردی اور قربت جیسے عوامل دیہی علاقوں میں پڑوسیوں کی اہمیت کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

- **برادری کا جذبہ (Community Sentiment):** برادری یا کمیونٹی کے جذبات ہندوستانی گاؤں کا بنیادی عنصر ہیں۔ گاؤں کے لوگ اپنے تعلق اور جذبات کے احساسات کو پیش کرتے ہیں۔ جس میں وہ اکثر میرا گاؤں کے ذریعے وہ اپنے فطری جذبات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔
- **زراعت پر مبنی معیشت (Agriculture-Based Economy):** زیادہ تر ہندوستانی گاؤں آمدنی کا بنیادی ذریعہ کاشتکاری پر انحصار کرتے ہیں جہاں خاندان چاول، گندم اور گنا جیسی فصلیں اُگاتے ہیں اور بہت سے لوگ مویشی پالنے کا کام بھی کرتے ہیں۔
- **مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System):** ہندوستانی گاؤں میں آج بھی مشترکہ خاندانی نظام کو ہی بنیادی ڈھانچے کی اہمیت حاصل ہے۔ گھر کے تمام لوگ ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہیں اور ایک ہی چولہے پر پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جائیداد میں برابر کے شریک ہوتے ہیں، مشترکہ طور پر عبادات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا خصوصی طور پر خیال رکھتے ہیں۔
- **ذات پات کا نظام (Caste System):** ذات پات کا نظام ہندوستانی گاؤں میں سماجی تعلقات، پیشہ اور یہاں تک کہ روزمرہ کی بات چیت کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- **شادی (Marriage):** گاؤں میں زیادہ تر درون ازدواج (Endogamy) کا رواج ہے۔ یہاں لڑکا اور لڑکی کو اپنی مرضی کا ہم سفر تلاش کرنے کی آزادی شہری علاقوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہے۔
- **ثقافتی دولت (Rich Culture):** ہندوستانی گاؤں روایات سے بھرے ہوئے ہیں جہاں رنگ برنگے تہوار، لوک موسیقی، رقص اور فنون کا جشن بڑی خوبصورتی سے منایا جاتا ہے۔
- **سادہ اور پرامن زندگی (Simple and Peaceful Life):** یہ بات بھی کافی دلچسپ ہے کہ مادیت پرستی کے اس دور میں بھی ہندوستانی گاؤں میں سادگی، سکون اور امن کا ماحول برقرار ہے۔ گاؤں میں کسی طرح کا شور شرابہ یا فضا میں آلودگی نہیں ہوتی ہے۔ گاؤں کے لوگ سادہ زندگی، سادہ کھانا، سادہ ملبوسات کے ساتھ رہتے ہیں اور جدید تہذیب کے جال سے آزاد رہتے ہیں۔
- **ججمانی نظام (Jajmani System):** ہندوستان گاؤں کی ایک اور خصوصیت ججمانی نظام ہے۔ اس نظام کے تحت کسی ایک ذات یا کئی ذاتوں کے لوگ دوسری ذات کے لوگوں کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ خدمات میسر آتی ہیں انہیں ججمان کہا جاتا ہے اور جو لوگ خدمت کرتے ہیں انہیں "کامن" یا "کمین" کہا جاتا ہے۔ کمین کو اس کے بدلے میں چھ ماہ یا ایک سال میں اناج یا اشیا کی شکل میں اجرت دی جاتی ہے۔ شادی، پیدائش یا انتقال کے موقع پر کامن کو اضافی اجرت بھی دی جاتی ہے۔ ججمانی نظام مختلف ذاتوں کے کنبوں کو ایک موروثی، مستقل اور متعدد رشتوں میں باندھتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں معاشرتی اور سیاسی تبدیلیوں نے اس نظام کو بہت کمزور کر دیا ہے۔
- **مذہبی عقیدہ (Religious Faith):** ہندوستانی گاؤں میں مذہب ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہاں کی تمام سرگرمیوں مثلاً فصل کی بوائی، کٹائی، بچوں کی پیدائش، شادی، بیماری، موت وغیرہ میں مذہبی اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس طرح کے تمام مواقع پر گاؤں کے لوگ "پوجا"، "میلا" یا "کیرتن" کی شکل میں مذہبی تقاریب کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس طرح گاؤں والوں کا مذہب پر یقین بہت

پختہ ہوتا ہے۔

- **پنچایت(Panchayat):** قدیم اور مغلیہ دور میں ہندوستانی گاؤں میں کافی حد تک خود مختار حکومتیں غالب رہیں۔ ہندوستانی گاؤں میں اس کونسل نے امن وامان کی بحالی، تنازعات کے حل، تہواروں کو منانے، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر جیسی مختلف ذمہ داریوں کو بھی انجام دیا ہے۔ دوسری طرف ذات پات سے متعلق مسائل، جائیداد اور خاندانی تنازعات جیسی دیگر سرگرمیوں کو بھی پنچایت کے ذریعے دیکھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور اعلیٰ مرکزی نظام کے نافذ ہونے کے بعد پنچایت کا زوال شروع ہو گیا۔ ان کی جگہ انگریزی عدلیہ نے لے لی اور گاؤں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے انہوں نے اپنے آفسران کو مقرر کیا۔ اگرچہ لارڈ رپن (Lord Rippon) کے زمانے میں گاؤں کے خود مختار نظام کو دوبارہ نافذ کرنے کی کوششیں کی گئی لیکن اس سمت میں کام بہت سست رفتاری سے ہوا۔ آزادی کے بعد پنچایتی نظام کو مزید استحکام بخشنے کے لیے بہت سی کوششیں کی گئیں تاکہ یہ گاؤں کی ترقی کی راہ میں مثبت کردار ادا کر سکے۔ جس کے نتائج میں تہترویں 73rd ترمیمی قانون (1993) نے ملک میں مضبوط پنچایتی راج ادارے کی بنیاد رکھی۔
- **غیر رسمی سماجی کنٹرول(Informal Social Control):** ہندوستانی گاؤں میں سماجی اختیارات براہ راست اور غیر رسمی ہوتے ہیں۔ بنیادی گروہ مثلاً خاندان، پڑوسی وغیرہ کو گاؤں میں سماجی اختیارات کی سب سے طاقتور اکائی کہا جاتا ہے۔ روایتی گرام پنچایت بھی سماج کے منحرف ممبران پر قابو رکھتی ہے۔
- **خواتین کا مرتبہ(Status of Women):** عام طور پر گاؤں کی عورتیں زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوتی ہیں اور ان کا سماجی درجہ شہری عورتوں کے مقابلے کافی پست ہوتا ہے۔ کم عمر میں شادی، مشترکہ خاندانی نظام، روایتی نظریات، قدیم اقدار اور تعلیم کی کمی جیسے عوامل خواتین کی اس پست حالت کے ذمے دار ہیں۔
- **معیار زندگی(Standard of Living):** زیادہ غربت اور روزگار کے مواقع کی کمی کی وجہ سے گاؤں کے لوگوں کا معیار زندگی اچھا نہیں ہوتا۔ اس لیے ان میں سے بیشتر لوگ بنیادی سہولیات سے محروم رہ جاتے ہیں۔
- **ہندوستانی تہذیب کا محافظ(Preserver of Indian Culture):** گاؤں کے باشندے پرانے رسم ورواج اور روایات کے ساتھ مضبوطی سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر بنیادی طور پر قدامت پرست ہوتا ہے اور وہ کسی بھی طرح کی تبدیلی کو مشکل سے قبول کرتے ہیں۔ وہ پرانے رواج سے لگاؤ رکھتے ہیں شادی اور دیگر رسومات میں ہونے والی جدید تبدیلیوں پر عمل کرنے میں کوفت محسوس کرتے ہیں۔ ہندوستانی گاؤں پر لکھتے ہوئے سر چارلس میٹ کاف نے لکھا ہے کہ "وہ اتنا پیچھے ہیں کہ ان کے پیچھے کچھ اور نہیں ہے۔ حکومتیں ختم ہو جاتی ہیں اور انقلاب سے انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ ہندو، پٹھان، مغل، مراٹھا، سکھ، انگریز سبھی اس تبدیلی میں کچھ سے کچھ ہو گئے لیکن گاؤں ابھی بھی اپنی روایت پر چل رہا ہے۔" مجموعی طور پر ہندوستانی گاؤں کے لوگ اب بھی پروشارتھ کے نظریہ اور کرم کے عقائد میں یقین رکھتے ہیں۔
- **غربت اور ناخواندگی(Poverty and Illiteracy):** ہندوستانی گاؤں کا سب سے افسوس ناک پہلو لوگوں کی غربت اور ناخواندگی ہے۔ گاؤں کے لوگوں کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ مکمل طور پر صحت مند غذا نہیں لے پاتے ہیں۔ غربت،

ناخواندگی اور غیر معیاری غذا کے نتیجے میں ان کی پیداواری صلاحیت منفی طور پر متاثر ہوتی ہے۔ غریبی کے علاوہ لوگ لاعلمی اور ناخواندگی کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ تعلیمی مواقع کی کمی ہندوستانی گاؤں کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ گاؤں کے اسکول اکثر خستہ حالی کا شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ غربت کے باعث گاؤں کے لوگ اپنے بچوں کو شہروں میں تعلیم دلوانے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ، علم کی کمی کی وجہ سے وہ نہ تو کھیتی باڑی کو بہتر طریقے سے کر پاتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا ذریعہ معاش تلاش کر پاتے ہیں۔ اس طرح غربت، ناخواندگی اور پسماندگی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے مسائل ہیں جو ہندوستانی گاؤں کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔

2.5 اے۔ آر۔ دیسائی کی گاؤں کی درجہ بندی (Stratification of A.R. Desai)

اے۔ آر۔ دیسائی نے گاؤں کو اس کی آبادی اور رہائشی خصوصیات کی بنیاد پر تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کی یہ درجہ بندی گاؤں کی سماجی اور معاشی ساخت کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان کے مطابق گاؤں کی تین اقسام درج ذیل ہیں:

1۔ **زرعی نقل مکانی والا گاؤں (Migratory Agricultural Village)**: یہ وہ گاؤں ہیں جہاں لوگ ایک مخصوص مدت تک رہتے ہیں اور پھر وہاں سے نقل مکانی کر جاتے ہیں۔ ایسے گاؤں میں زیادہ تر قبائلی یا نیم خانہ بدوش لوگ آباد ہوتے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

2۔ **نیم مستقل زرعی والا گاؤں (Semi-Permanent Agricultural Village)**: اس قسم کے گاؤں میں لوگ پانچ سے دس سال تک رہتے ہیں۔ وہ اپنے گھر بناتے ہیں اور کھیتی باڑی کرتے ہیں لیکن جب زمین کی پیداواری صلاحیت ختم ہو جاتی ہے (یعنی زمین بنجر ہو جاتی ہے) تو وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی نئے علاقے میں چلے جاتے ہیں۔

3۔ **مستقل زرعی والا گاؤں (Permanent Agricultural Village)**: یہ وہ گاؤں ہیں جہاں لوگ صدیوں سے مستقل طور پر آباد ہیں۔ ایسے گاؤں میں لوگوں کی نسلیں در نسلیں ایک ہی جگہ پر رہتی ہیں اور اپنے ذریعہ معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتی ہیں۔ یہ قسم دنیا بھر میں عام ہے اور ہندوستان میں زیادہ تر دیہات اسی زمرے میں آتے ہیں۔ دیسائی کی یہ درجہ بندی گاؤں کی معاشی، سماجی اور رہائشی ساخت کو سمجھنے میں اہم ہے اور یہ بتاتی ہے کہ گاؤں کی ترقی اور تبدیلی میں ان کی بنیادی خصوصیات کس طرح اثرانداز ہوتی ہیں۔

2.6 ہندوستانی گاؤں کی ترقی (Development of Indian Villages)

ہندوستانی گاؤں کی ترقی گذشتہ برسوں میں کافی نمایاں رہی ہے۔ پہلے گاؤں میں بجلی، صاف پانی اور اچھی سڑکوں جیسی بنیادی سہولیات کی کمی تھی۔ تاہم، حکومتی اسکیموں اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی بدولت اب بہت سے گاؤں میں بہتر بنیادی ڈھانچہ دستیاب ہے۔ کسان جدید اوزار اور طریقے استعمال کر کے زراعت کو بہتر بنا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم اور صحت کی سہولیات میں بھی بہتری آئی ہے۔ بہتر نقل و حمل کے ذریعے بہت سے گاؤں اب شہروں سے جڑ گئے ہیں جس سے لوگوں کو زیادہ مواقع تک رسائی مل رہی ہے۔ اگرچہ غربت اور بے

روزگاری جیسے مسائل اب بھی موجود ہیں لیکن ہندوستانی گاؤں کی مجموعی ترقی مثبت سمت میں بڑھ رہی ہے جس سے گاؤں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی بہتر ہو رہی ہے۔

2.7 ہندوستانی گاؤں میں تبدیلی(Changing in the Indian Villages)

ہندوستانی گاؤں نے گزرتے وقت کے ساتھ گہری تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا ہے جس نے زندگی کے تقریباً ہر پہلو کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ موبائل فونز اور انٹرنیٹ جیسی ٹیکنالوجی کی آمد نے گاؤں کو دنیا سے جوڑ دیا ہے جس نے تعلیم، معلومات اور نئے مواقع کے دروازے کھول دیے ہیں۔ بہتر نقل و حمل کے نظام نے بھی گاؤں کے لیے کام، تعلیم اور صحت کی سہولیات کے لیے شہروں تک سفر کرنا آسان بنا دیا ہے۔ سب سے قابل ذکر تبدیلیوں میں سے ایک شادی کے نظام میں دیکھی جا سکتی ہے۔ پہلے شادیاں اکثر ایک ہی ذات اور برادری کے اندر طے کی جاتی تھیں جس میں شادی سے متعلق فیصلوں میں افراد کی رائے کم ہی شامل ہوتی تھی۔ اگرچہ طے شدہ شادیاں اب بھی ہندوستانی گاؤں میں عام ہیں لیکن محبت کی شادیوں اور بین ذات کے اتحاد کا رجحان بڑھ رہا ہے جو معاشرتی رویوں میں تبدیلی اور فرد کی پسند کو قبول کرنے کی عکاسی کرتا ہے۔ ججمنی نظام جو مختلف ذاتوں کے درمیان خدمات کے تبادلے کا ایک روایتی معاشی بندوبست تھا اب بڑی حد تک ختم ہو چکا ہے۔ جدید پیشوں اور شہروں کی طرف ہجرت کے ساتھ لوگ اب موروثی کرداروں سے بندھے ہوئے نہیں ہیں جس نے معاشی آزادی اور سماجی تحرک کو بڑھاوا دیا ہے۔ ذات پات کا نظام اگرچہ اب بھی اثر انداز ہوتا ہے لیکن اس کی سختی میں بتدریج کمی آئی ہے۔ تعلیم اور شہری کاری نے ذات پر مبنی امتیاز کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور حکومتی پالیسیاں جو مساوات کو فروغ دیتی ہیں انہوں نے پسماندہ طبقات کو بااختیار بنانے میں جامع کردار نبھایا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود کچھ علاقوں میں سماجی تعلقات اور سیاست میں ذات کی پہچان اب بھی برقرار ہے۔ اس کے علاوہ خاندانی نظام میں بھی تبدیلی آئی ہے۔

مشترکہ خاندان جو گاؤں میں عام تھا اب چھوٹے خاندانوں میں تبدیل ہو رہا ہے۔ یہ تبدیلی شہری کاری، کام کی تلاش میں ہجرت اور نوجوان نسل کی بدلتی ہوئی خواہشات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس کے باوجود مضبوط خاندانی رشتے اور برادری کے تعلقات گاؤں کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ معیار زندگی اور طرز زندگی کے لحاظ سے بھی نمایاں بہتری آئی ہے۔ بہتر صحت کی دیکھ بھال، تعلیم اور روزگار کے مواقع تک رسائی نے بہت سے گاؤں کے لوگوں کی معیار زندگی کو بلند کیا ہے۔ جدید سہولیات جیسے ٹیلی ویژن، اسمارٹ فونز اور دوپہیا گاڑیاں عام ہو چکی ہیں جو روایتی اقدار اور جدید خواہشات کے امتزاج کو ظاہر کرتی ہیں۔ خواتین بھی اب زیادہ بااختیار ہو رہی ہیں جن کی تعلیم اور فیصلہ سازی میں شرکت میں اضافہ ہوا ہے۔

2.8 اکتسابی نتائج(Learning Outcome)

اس اکائی میں ہندوستانی گاؤں کے مختلف پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہندوستانی گاؤں کی تعریف کے ساتھ گاؤں کے مطالعے کی ترقی اور اس کے مطالعے کا تاریخی پس منظر کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس اکائی میں ہندوستانی گاؤں کی خصوصیات، اے۔ آر۔ دیسائی کی

گاؤں کی درجہ بندی، ہندوستانی گاؤں کی ترقی اور ہندوستانی گاؤں میں تبدیلی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

2.9 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **گاؤں (Village):** اس سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں کی آبادی کم ہو اور یہاں زراعت کو نہ صرف روزگار کی حیثیت حاصل ہوتی ہے بلکہ لوگ اسے طرز حیات کے طور پر اپناتے ہوں۔
- **مشترکہ خاندان (Joint Family):** اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو عام طور پر ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، ایک ہی باورچی خانے کا بنا ہوا کھانا کھاتے ہیں، مشترکہ جائداد میں ان کی ملکیت ہوتی ہے اور سب لوگ ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔
- **ذات (Caste):** لوگوں کی درجہ بندی کا ایسا نظام جس کی بنیاد انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس نظام کے تحت لوگوں کی سماجی حیثیت متعین ہوتی ہے اور اس میں کسی فرد کے پاس نقل پذیری کا موقع نہیں ہوتا ہے۔
- **ججمان (Jajman):** اس سے مراد ان لوگوں سے ہے جن کو یہ خدمات میسر آتی ہیں۔
- **کامن (Kamin):** اس سے مراد وہ شخص ہے جو دوسری ذات کے لوگوں کی خدمت کرتا ہے۔

2.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ ہندوستان میں کتنے گاؤں ہیں؟

(a) تقریباً 4 لاکھ
(b) تقریباً 6 لاکھ
(c) تقریباً 6.5 لاکھ
(d) تقریباً 6.3 لاکھ

2۔ ہندوستان کی کل آبادی میں سے کتنے فیصد لوگ گاؤں میں رہتے ہیں؟

(a) 69 فیصد
(b) 66 فیصد
(c) 72 فیصد
(d) 74 فیصد

3۔ درجہ ذیل میں کون سی گاؤں کی خصوصیت ہے؟

(a) سماج کی تنظیم
(b) لوگوں کا گروہ
(c) متعین علاقہ
(d) ان میں سب

4۔ Village India کس کی کتاب ہے؟

(a) ڈی۔این۔ مجمدار
(b) ایم۔این۔ سری نواس
(c) میکیم میریٹ
(d) منڈیل بام

5۔ "India's Villages" کس نے ترتیب دی؟

(a) ڈی۔این۔ مجمدار (b) ایم۔این۔ سری نواس

(c) میکیم میریٹ (b) ایس۔ سی۔ دوبے

6۔ "Indian Villages" کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(a) ڈی۔این۔ مجمدار (b) ایم۔این۔ سری نواس

(c) میکیم میریٹ (d) ایس۔ سی۔ دوبے

7۔ اے۔آر۔ دیسائی کے مطابق ذیل میں سے کون گاؤں کی قسم بندی میں نہیں آتا ہے؟

(a) مستقل زرعی دیہی سماج (b) نیم مستقل زرعی دیہی سماج

(c) خانہ بدوش زرعی دیہی سماج (d) نیم خانہ بدوش زرعی دیہی سماج

8۔ درج ذیل میں سے کون گاؤں کے ارتقا کے مراحل میں نہیں ہے؟

(a) جدید دیہی سماج (b) بیچ کا دیہی سماج

(c) صنعتی دیہی سماج (d) قدیم دیہی سماج

9۔ نیم مستقل زرعی گاؤں میں لوگ کتنی مدت تک قیام کرتے ہیں؟

(a) 5-10 سال (b) 10-15 سال

(c) 5 سے کم (d) 2-3 سال

10۔ درج ذیل میں سے کسے گاؤں کے ارتقا کے عوامل میں سے نہیں مانا جاتا ہے؟

(a) سماجی عوامل (b) معاشی عوامل

(c) ٹوپو گرافیائی عوامل (d) سیاسی عوامل

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ ہندوستانی گاؤں کی خصوصیات بیان کریں۔

2۔ اے۔آر۔ دیسائی کی گاؤں کی درجہ بندی کو واضح کریں۔

3۔ ہندوستانی گاؤں میں تبدیلی پر روشنی ڈالیں۔

4۔ ہندوستانی گاؤں کی ترقی کو بیان کریں۔

5۔ ہندوستانی گاؤں پر مختصر نوٹ لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کا تاریخی پس منظر پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

2۔ ہندوستانی گاؤں کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

3۔ ہندوستانی گاؤں کے مطالعے کی ترقی کو تفصیل سے بیان کریں۔

2.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Beteille, A. 1980 'The Indian Village: Past and Present' in E.J. Hobsbawm et. al. eds. Peasants in History: Essays in Honour of Daniel Thorner, OUP, Calcutta

2۔ Cohn, B.S. 1987, An Anthropologist among Historian and other Essays. OUP, Delhi

3۔ Dube, S.C. (1955). Indian Village. Routledge and Kegan Paul, London.

4۔ Madan, Vandana (2002). The Village in India (ed.), OUP, New Delhi. Srinivas,

5۔ M.N. (1955). The Indian Village: Myth and Reality. In J.H.M. Beattie and R.G. Lienhardt (ed.) Studies in Social Anthropology. Oxford University Press: Oxford

اکائی 3۔ دیہی۔ شہری تسلسل

(Rural-Urban Dichotomy and Continuum)

اکائی کے اجزا

3.0 تمہید

3.1 مقاصد

3.2 تعریفات

3.3 دیہی علاقوں کی خصوصیات

3.4 شہری علاقوں کی خصوصیات

3.5 دیہی۔ شہری فرق

3.6 دیہی۔ شہری تسلسل اور رابرٹ ریڈ فیلڈ

3.7 تسلسل پر مباحث

3.8 اکتسابی نتائج

3.9 کلیدی الفاظ

3.10 نمونہ امتحانی سوالات

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید(Introduction)

تسلسل (Continuum) سے مراد کسی عمل یا تبدیلی کا مسلسل جاری رہنا ہے، یعنی جہاں ایک چیز ختم ہوتی ہے وہیں سے دوسری چیز شروع ہو جاتی ہے۔ دیہی۔ شہری تسلسل کا مطلب یہ ہے کہ گاؤں اور شہر ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ نہیں ہوتے بلکہ ان کے درمیان مسلسل تعلق اور اثر ورسوخ موجود رہتا ہے۔ گاؤں دیہی زندگی کی نمائندگی کرتے ہیں جبکہ شہر شہری زندگی کی، لیکن دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود باہم جڑے ہوئے ہیں۔ A. R. Desai کے مطابق گاؤں کی سماجی زندگی دیہی ماحول میں اور شہر کی سماجی زندگی شہری ماحول میں پروان چڑھتی ہے، تاہم دونوں ایک دوسرے سے مسلسل متاثر ہوتے رہتے ہیں۔

گاؤں کے لوگ تعلیم، روزگار، تجارت اور دیگر ضروریات کے لیے شہروں سے وابستہ ہوتے ہیں، جبکہ شہروں میں بھی دیہی ثقافت،

رسم ورواج اور روایات کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسی لیے گاؤں اور شہر کو ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک ہی سماجی عمل کے دو حصے سمجھا جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ترقی، صنعت، تعلیم اور نئی ٹیکنالوجی کے باعث بہت سے گاؤں قصبوں اور پھر شہروں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس طرح دیہی اور شہری خصوصیات ایک دوسرے میں شامل ہوتی جا رہی ہیں۔

ہندوستان میں شہری مراکز کے پھیلاؤ، نئی صنعتوں کے قیام اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال نے دیہی زندگی میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ بہتر سڑکوں، ٹرانسپورٹ اور مواصلاتی نظام کی وجہ سے گاؤں اور شہروں کے درمیان رابطے پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں دیہی علاقوں میں شہری طرزِ زندگی، تعلیم، کاروبار اور سہولتوں کا اثر بڑھا ہے، جبکہ شہروں میں بھی دیہی ثقافت، زبان، رہن سہن اور روایات کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسی لیے آج دیہی اور شہری علاقوں کے درمیان واضح حد قائم کرنا پہلے کی نسبت زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔

دیہی۔ شہری تسلسل کے تصور پر کئی ماہرینِ سماجیات نے تحقیق کی ہے۔ اس تصور کو سب سے پہلے 1938ء میں Louis Wirth نے اپنی کتاب Urbanism as a Way of Life میں واضح کیا۔ بعد میں Oscar ، D. F. Pocock ، Lewis، M. N. Srinivas اور G. V. Fuguitt نے بھی اس موضوع پر اپنے خیالات پیش کیے۔ ان ماہرین کے مطابق دیہی اور شہری سماج کو صرف دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کرنا درست نہیں، کیونکہ دونوں کے درمیان مسلسل تبدیلی، باہمی تعلق اور ثقافتی تبادلہ پایا جاتا ہے۔ یہی تصور دیہی۔ شہری تسلسل کہلاتا ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- دیہی۔ شہری تسلسل کی تعریف اور مفہوم کو سمجھ سکیں۔
- دیہی اور شہری علاقوں کی مختلف خصوصیات پر بحث کر سکیں۔
- دیہی اور شہری علاقوں کے فرق کو سمجھ سکیں۔
- رابرٹ ریڈ فیلڈ اور دیگر ماہرین سماجیات کے دیئے گئے دیہی۔ شہری تسلسل کے تصور کو سمجھ سکیں۔

3.2 تعریفات (Definitions)

- ٹونیز (1887) نے جمین شافٹ (Gemeinschaft) (اتحاد باہمی گروہ یعنی دیہی) اور جیسل شافٹ (Gesellschaft) (اتحاد باہمی نہ پائے جانے والا گروہ یعنی شہری) کا نظریہ دیا ہے اور روایت اور جدیدیت کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے۔ ایمائیل درکھائم (1893) کے مطابق ''دیہی کمیونٹی کی بنیاد میکانکی استحکام پر ہے اور شہری کمیونٹی نامیاتی استحکام کی خصوصیت سے عبارت ہے''۔ میک آئیور (1917) کے مطابق ان دونوں کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں ہے کہ کہاں شہر ختم ہوتا ہے اور کہاں سے گاؤں شروع ہوتا ہے ۔

- گیسٹ اور ہالبرٹ (Gist and Helbart 1945) کے مطابق دیہی اور شہری دو قسمی نوعیت کے درمیان نظریاتی تصور سے زیادہ کمیونٹی کے تقسیمی نوعیت کے حقائق ہیں۔
- کنگسلے (Kingsley) نے کہا ہے کہ شہر کے اثرات شہر سے زیادہ وسیع ہوتے ہیں"۔
- کوئن اور کارپینٹر 1953 (Queen and Carpenter) کہتے ہیں کہ سادہ دیہی شہری دوہری تقسیمی نوعیت کے بجائے دیہی سے شہر کی جانب مسلسل درجہ بندی (Gradation) ہوتی ہے۔
- مکھرجی (Mukherjee) نے تسلسل کے نمونے کے مطابق شہریانہ کی نوعیت کو ایک مفید تصوراتی آلہ سے تعبیر کیا ہے جو دیہی شہری تعلقات کو سمجھنے میں کارآمد ہوتا ہے۔ فرینکن برگ (1966) نے دیہات اور شہر کو شرح اور نیٹ ورک کے تصورات کے ذریعے علاحدہ کیا ہے۔ اس کے مطابق شہری علاقوں میں رول کا فرق بہت زیادہ پایا جاتا ہے اور سماجی تعلقات کا نیٹ ورک کم گنجان ہو جاتا ہے۔
- راؤ (Rao) اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قبل برطانوی دور میں ہندوستانی پس منظر میں دونوں گاؤں اور قصبے ایک ہی تہذیب کے دو حصے تھے جو قرابت داری اور ذات پات کے اداروں سے عبارت تھے۔ شہری، سماجی اور تمدنی زندگی کو گاؤں کی زندگی سے فرق کرنے کے کچھ مخصوص ادارتی قسمیں اور تنظیمی طریقے ہیں۔

مندرجہ بالا تعریفات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دیہات اور شہر دونوں علاحدہ تصورات ہیں اور علاحدہ طرز زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے تسلسل میں رہتے ہوئے اپنی بقا کے لیے ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔

3.3 دیہی علاقوں کی خصوصیات (Characteristics of Rural Areas)

دیہی علاقہ عموماً کم آبادی، چھوٹے رقبے اور قدرتی ماحول پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہاں زیادہ تر لوگ زراعت، مویشی پالنے اور دیگر زرعی سرگرمیوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ دیہی معاشرہ نسبتاً متجانس ہوتا ہے، جہاں لوگوں کے درمیان قریبی تعلقات، باہمی تعاون اور روایتی اقدار کو اہمیت دی جاتی ہے۔ رشتہ داری، خاندان اور برادری دیہی زندگی کے اہم ادارے ہوتے ہیں، جبکہ مذہبی اور ثقافتی روایات روزمرہ زندگی پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔

اگرچہ جدید تعلیم، صنعت، ٹیکنالوجی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی ترقی نے دیہی علاقوں میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں، پھر بھی ان کی بنیادی شناخت زراعت، سادہ طرزِ زندگی اور مضبوط سماجی تعلقات سے وابستہ ہے۔ اسی وجہ سے روایتی دیہی خصوصیات پہلے کی نسبت کم ضرور ہوئی ہیں، لیکن مکمل طور پر ختم نہیں ہوئیں۔

Pitirim Sorokin اور Carle C. Zimmerman نے اپنی 1929ء کی کتاب Principles of Rural-Urban Sociology میں دیہی اور شہری علاقوں کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے دیہی علاقوں کی متعدد اہم خصوصیات بیان کیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

1۔ پیشہ (Occupation)

2۔ ماحول (Environment)

3۔ سائز (Size)

4۔ کثافت (Density)

5۔ مرکب (Composition)

6۔ سماجی تفریق (Social Differentiation)

دیہی علاقوں کی معیشت کا بنیادی انحصار زراعت پر ہوتا ہے۔ زیادہ تر لوگ براہِ راست یا بالواسطہ کھیتی باڑی، مویشی پالنے اور دیگر زرعی سرگرمیوں سے وابستہ ہوتے ہیں، جبکہ ان کی آمدنی کا اہم ذریعہ بھی زراعت ہوتی ہے۔ چونکہ لوگوں کا ذریعۂ معاش ایک جیسا ہوتا ہے، اس لیے ان کے مسائل، ضروریات اور مفادات بھی زیادہ تر مشترک ہوتے ہیں۔ قدرتی آفات جیسے سیلاب، خشک سالی یا فصلوں کی خرابی کے اثرات بھی پورے دیہی معاشرے پر یکساں انداز میں پڑتے ہیں۔

دیہی طرزِ زندگی شہری زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ یہاں سادہ زندگی، باہمی تعاون، رشتہ داری اور روایتی اقدار کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ کسان کی سماجی حیثیت کا اندازہ عموماً اس کی زمین، مویشی، فصل اور جائیداد سے لگایا جاتا ہے۔ مذہبی عقائد اور ثقافتی روایات بھی دیہی زندگی پر گہرا اثر ڈالتی ہیں اور لوگوں کے روزمرہ کے فیصلوں میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

دیہی معاشرے میں سماجی تقسیم نسبتاً کم ہوتی ہے اور سماجی تعلقات زیادہ تر زمین، خاندان اور برادری پر قائم ہوتے ہیں۔ خاندان، رشتہ داری اور برادری جیسے ابتدائی گروہ افراد کی سماجی تربیت، شخصیت کی تشکیل اور سماجی نظم و ضبط برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جس سے معاشرے میں تعاون اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔

زرعی انقلاب، جدید زرعی ٹیکنالوجی، بہتر ٹرانسپورٹ، مواصلات اور منڈیوں کے فروغ نے دیہی علاقوں میں نمایاں تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ ان تبدیلیوں کی بدولت زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا، روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوئے اور دیہی زندگی پہلے سے زیادہ جدید ہوئی ہے۔ صنعت اور تجارت کی ترقی نے بھی گاؤں اور شہروں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنایا ہے جس کے نتیجے میں بہت سے دیہی علاقے بتدریج شہری خصوصیات اختیار کر رہے ہیں۔

3.4 شہری علاقوں کی خصوصیات (Characteristics of Urban Areas)

شہری علاقہ وہ ہوتا ہے جہاں زیادہ تر لوگ زراعت کے بجائے صنعت، تجارت، کاروبار اور خدمات کے شعبوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ یہاں آبادی زیادہ، گنجان اور مختلف مذاہب، زبانوں، ذاتوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ شہری زندگی تیز رفتار، منظم اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی سماجی اور معاشی خصوصیات دیہی علاقوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ شہری زندگی کی انہی نمایاں خصوصیات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

- شہری علاقوں کا حجم بڑا اور آبادی زیادہ گنجان ہوتی ہے۔

- شہری آبادی مختلف مذاہب، ذاتوں، زبانوں، طبقات اور پیشوں پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے یہ غیر متجانس ہوتی ہے۔
- زیادہ آبادی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو کم جانتے ہیں جس سے گمنامی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
- شہری زندگی متحرک ہوتی ہے اس لیے لوگ ملازمت، رہائش اور سماجی حیثیت تبدیل کرتے رہتے ہیں۔
- شہری تعلقات زیادہ تر رسمی، عارضی اور پیشہ ورانہ ہوتے ہیں جبکہ رشتہ داری کا کردار نسبتاً کم ہوتا ہے۔
- جسمانی طور پر لوگ ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں لیکن سماجی طور پر ان کے درمیان فاصلہ پایا جاتا ہے۔
- شہری زندگی تیز رفتار، منظم اور وقت کی پابند ہوتی ہے۔
- شہری معاشرے میں زیادہ تر تعلقات ضرورت اور کام کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔

3.5 دیہی۔ شہری فرق (Rural-Urban Difference)

دیہی اور شہری علاقوں کی خصوصیات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں اسی لیے دونوں کے رہن سہن، معاشرت، معیشت اور سماجی تعلقات میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ان فرق کو درج ذیل نکات کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔

1۔ **تمدن** : دیہی اور شہری علاقوں کی ثقافت، رہن سہن، رسم و رواج اور طرزِ زندگی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ہر شہر اور ہر گاؤں اپنی الگ ثقافتی خصوصیات رکھتا ہے۔

2۔ **خاندانی نظام** : شہری علاقوں میں زیادہ تر لوگ چھوٹے یا نیوکلیئر خاندانوں میں رہتے ہیں جن میں والدین اور ان کے بچے شامل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس دیہی علاقوں میں مشترکہ خاندان زیادہ پائے جاتے ہیں جہاں ایک سے زیادہ نسلیں ایک ساتھ رہتی ہیں اور خاندان افراد کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

3۔ **ذات پات اور سماجی حیثیت** : دیہی علاقوں میں شادی، سماجی تعلقات اور بعض اوقات پیشوں پر بھی ذات پات کا اثر ہوتا ہے۔ جبکہ شہری علاقوں میں طبقاتی نظام زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور افراد اپنی تعلیم، صلاحیت اور دلچسپی کے مطابق پیشہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے شہروں میں سماجی ترقی اور پیشہ ورانہ تبدیلی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔

4۔ **پیشہ** : دیہی علاقوں میں زیادہ تر لوگ زراعت اور مویشی پالنے سے وابستہ ہوتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں صنعت، تجارت، کاروبار اور خدمات کے شعبوں میں روزگار کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے دیہی زندگی نسبتاً سادہ اور پُرسکون جبکہ شہری زندگی زیادہ مصروف اور متحرک ہوتی ہے۔

5۔ **سماجی تعلقات** : دیہی علاقوں میں لوگوں کے درمیان قریبی، ذاتی اور مضبوط تعلقات ہوتے ہیں جبکہ شہری علاقوں میں تعلقات زیادہ تر رسمی، پیشہ ورانہ اور ضرورت کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔

3.6 دیہی۔شہری تسلسل اور رابرٹ ریڈ فیلڈ

(Rural-Urban Continuum and Robert Redfield)

رابرٹ ریڈ فیلڈ نے اپنی کتاب "The Folk Culture of Yucatan" جو 1941ء میں شائع ہوئی تھی اس میں اس نے دیہی (لوک)۔شہری تسلسل کے تصور کو تشکیل دیا ہے۔1930 کے دوران اس نے میکسیکو کے یوکیٹن علاقے کے چار شہروں کی کمیونٹیوں کو منتخب کیا جس میں میریڈا،ڈیزیٹاس قصبہ،چینکوم اور تسکی گاؤں شامل ہیں۔اس مطالعے میں اس نے اپنے آپ کو Folk Pole سے مربوط کیا ہے اور چھوٹے گاؤں کا بڑے شہروں سے تسلسل بنائے رکھا ہے۔اس کے مطابق لوک (دیہی) اور شہری سماج ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ نہیں ہوتے بلکہ ایک تسلسل کا حصہ ہیں۔جب دیہی علاقے شہروں سے رابطے میں آتے ہیں تو ان کی روایتی خصوصیات آہستہ آہستہ تبدیل ہونے لگتی ہیں۔ان میں شہری طرزِ زندگی، نئی اقدار اور جدید طریقے شامل ہونے لگتے ہیں جبکہ کچھ دیہی خصوصیات بھی برقرار رہتی ہیں۔

رابرٹ ریڈ فیلڈ کے مطابق شہروں سے بڑھتے ہوئے رابطے کے نتیجے میں دیہی معاشرہ زیادہ متنوع (غیر متجانس) ہو جاتا ہے بازار پر مبنی معیشت فروغ پاتی ہے اور روایتی سماجی تنظیم کمزور ہونے لگتی ہے۔اس کے ساتھ لوگوں میں انفرادیت اور سیکولر رجحانات بھی بڑھتے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ جب کوئی معاشرہ اپنی روایتی خصوصیات، جیسے قریبی سماجی تعلقات، یکسانیت اور مضبوط رشتہ داری کا نظام کھو دیتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ شہری خصوصیات اختیار کرنے لگتا ہے اور افراد اجتماعی مفاد کے بجائے ذاتی مفاد کو زیادہ اہمیت دینے لگتے ہیں۔

بعد میں Milton Singer اور Yogendra Singh نے بھی اس تصور کی حمایت کی۔یوگیندر سنگھ نے اپنی کتاب Modernization of Indian Tradition میں لکھا کہ دیہی اور شہری سماج ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ان کے مطابق دیہی معاشرے کی بہت سی خصوصیات شہروں میں بھی موجود ہوتی ہیں اور شہری خصوصیات دیہی علاقوں میں بھی نظر آتی ہیں اس لیے دونوں کو مکمل طور پر الگ نہیں سمجھا جا سکتا۔

اس نظریے کی بنیاد پر دیہی۔شہری تسلسل سے دو اہم باتیں سامنے آتی ہیں:

1۔ دیہی اور شہری سماج میں فرق ضرور ہوتا ہے لیکن یہ فرق مکمل یا قطعی نہیں ہوتا۔

2۔ دیہی اور شہری کمیونٹیوں کے درمیان صرف درجے (Degree) کا فرق ہوتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر مسلسل اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔

3.7 تسلسل پر مباحث (Debate on Continuum)

دیہی اور شہری تصورات پر اگرچہ بہت تحقیق کی گئی ہے لیکن آج بھی ان کی کوئی ایسی تعریف موجود نہیں جو ہر جگہ یکساں طور پر قابلِ قبول ہو۔خاص طور پر ہندوستان جیسے ممالک میں مغربی نظریات ہر صورت میں درست ثابت نہیں ہوتے کیونکہ یہاں کے سماجی حالات

مغربی معاشروں سے مختلف ہیں۔ اسی لیے دیہی اور شہری سماج کے درمیان فرق کو صرف مغربی نظریات کی بنیاد پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسی طرح گاؤں اور شہر کی بھی کوئی ایسی عالمی تعریف موجود نہیں جو ہر ملک پر یکساں طور پر لاگو ہو۔

تعریف کا مسئلہ

بعض اوقات دیہی اور شہری علاقوں میں فرق کرنے کے لیے آبادی کو معیار بنایا جاتا ہے لیکن یہ معیار ہر ملک میں مختلف ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ میں 2,500 یا اس سے زیادہ آبادی والے علاقے کو شہری کہا جاتا ہے، فرانس میں یہ حد 2,000 ہے، جبکہ جاپان میں تقریباً 30,000 آبادی کو شہری علاقہ تصور کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں بھی صرف آبادی کی بنیاد پر دیہی اور شہری علاقوں کا تعین ممکن نہیں کیونکہ بعض بڑے گاؤں کی آبادی کئی چھوٹے شہروں سے زیادہ ہوتی ہے جبکہ کچھ قصبوں کی آبادی نسبتاً کم ہوتی ہے۔ اس لیے صرف آبادی کو بنیاد بنا کر گاؤں اور شہر میں واضح فرق کرنا مشکل ہے۔

طرزِ زندگی

کبھی کبھی شہری علاقے کی شناخت جدید سہولتوں، جیسے بہتر ٹرانسپورٹ، مواصلات، بجلی اور بڑی عمارتوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے لیکن یہ معیار بھی مکمل طور پر درست نہیں۔ اگر کسی دیہی علاقے میں جدید عمارتیں اور سہولتیں موجود ہوں تو وہ صرف اس وجہ سے شہری علاقہ نہیں بن جاتا۔ اسی طرح اگر کسی شہر کے کسی حصے میں جھونپڑیاں ہوں یا بنیادی سہولتیں کم ہوں تو اس سے وہ علاقہ دیہی نہیں کہلائے گا۔ اس لیے صرف طرزِ زندگی یا سہولتوں کی بنیاد پر بھی دیہی اور شہری علاقوں میں فرق کرنا مناسب نہیں۔

حد بندی کا مسئلہ

دیہی اور شہری علاقوں کے درمیان کوئی واضح حد موجود نہیں۔ یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ کہاں گاؤں ختم ہوتا ہے اور شہر شروع ہوتا ہے۔ دونوں علاقوں میں بہت سی مشترک خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر شہروں میں بھی مشترکہ خاندان، رشتہ داری، ذات پات اور مذہبی رسومات موجود ہوتی ہیں جبکہ دیہی علاقوں میں بھی جدید تعلیم، ٹیکنالوجی، کاروبار اور شہری طرزِ زندگی کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے دیہی اور شہری سماج کو مکمل طور پر الگ نہیں سمجھا جاتا بلکہ دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

شہریانہ کی رفتار

ہندوستان میں شہریانہ (Urbanization) کی رفتار نسبتاً سست ہے۔ بہت سے علاقوں میں صنعتوں کی مکمل ترقی کے بغیر ہی شہریانہ کا عمل شروع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں شہری آبادی میں بھی دیہی خصوصیات موجود رہتی ہیں۔ Ramkrishna Mukherjee نے کولکاتا کے اپنے مطالعے میں دیہی۔ شہری تسلسل کو تین بنیادوں پر واضح کیا:

1۔ شہری علاقوں کی طرف ہجرت

2۔ خاندانی نظام

3۔ ذات پات کا نظام

ان کے مطابق ہجرت سے دیہی اور شہری فرق کسی حد تک واضح ہوتا ہے لیکن خاندان اور ذات پات جیسے ادارے دونوں معاشروں

میں موجود رہتے ہیں جس سے یہ فرق کم ہو جاتا ہے۔

O. M. Lynch نے اپنی کتاب Politics of Untouchability میں بتایا کہ آگرہ شہر میں بھی گاؤں کی طرح ذات پات اور پنچایت کا نظام موجود ہے جو دیہی اور شہری تسلسل کی مثال پیش کرتا ہے۔

- **مسلسل تبدیلی:** دیہی اور شہری دونوں کمیونٹیاں وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ جدید کاری کے اثرات سے دونوں کے درمیان فرق آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ دیہی علاقوں میں شہری خصوصیات شامل ہو رہی ہیں جبکہ شہروں میں بھی کئی دیہی روایات اور ادارے موجود ہیں۔
- **شہری کنارہ:** شہری کنارہ وہ علاقہ ہوتا ہے جو گاؤں اور شہر کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ یہ علاقے ترقی کر کے قصبوں اور پھر شہروں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔
- **روایتی پیشے اور ثقافت:** شہروں میں بھی دھوبی، نائی، سنار، موچی اور دیگر روایتی پیشے موجود رہتے ہیں۔ اسی طرح مندروں، مذہبی مقامات اور دیگر عبادت گاہوں میں دیہی رسم و رواج اور مذہبی روایات بھی جاری رہتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہری زندگی میں بھی دیہی ثقافت کے اثرات موجود ہیں۔
- **آبائی گاؤں سے تعلق:** شہروں میں رہنے والے بہت سے لوگ اپنے آبائی گاؤں سے تعلق برقرار رکھتے ہیں۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ یا ملازمت ختم ہونے کے بعد اکثر لوگ اپنے گاؤں واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنی زبان، رہن سہن، کھانے پینے کی عادات اور ثقافتی روایات کو بھی برقرار رکھتے ہیں۔
- **سماجی روابط:** شہروں میں رہنے والے لوگ اپنے آبائی علاقوں کے افراد سے تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ یہ روابط انہیں اپنی ثقافت، برادری اور سماجی شناخت سے جوڑے رکھتے ہیں۔
- **باہمی انحصار:** دیہی اور شہری علاقے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں کے لوگ تعلیم، علاج، روزگار، تجارت اور دیگر سہولتوں کے لیے شہروں پر انحصار کرتے ہیں جبکہ شہری علاقوں کو زرعی پیداوار، سبزیاں، خام مال اور ہنر مند و غیر ہنر مند مزدور دیہی علاقوں سے ملتے ہیں۔ اسی لیے دیہی اور شہری سماج کو الگ الگ نہیں بلکہ ایک دوسرے کا تکملہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح گاؤں، قصبے اور شہر ایک ہی سماجی نظام کے مختلف حصے ہیں جو ایک دوسرے سے مسلسل جڑے رہتے ہیں۔
- **دیہی۔شہری تسلسل کی معقولیت:** دیہی اور شہری سماج معیشت، سیاست اور سماجی درجہ بندی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن سماجی تنظیم کے اعتبار سے ان کے درمیان فرق نوعیت کا نہیں بلکہ صرف درجے (Degree) کا ہوتا ہے۔ یعنی دونوں میں بہت سی مشترک خصوصیات موجود ہوتی ہیں اس لیے انہیں مکمل طور پر الگ سماج نہیں سمجھا جا سکتا۔ مثال کے طور پر ذات پات کا نظام دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں پایا جاتا ہے، البتہ دیہی علاقوں میں اس کا اثر زیادہ مضبوط ہوتا ہے جبکہ شہروں میں یہ نسبتاً کمزور اور لچکدار ہو جاتا ہے۔ William O'Malley کے مطابق خاص طور پر تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقے کے افراد میں ذات پات کی پابندیاں کم ہوتی جا رہی ہیں لیکن یہ نظام مکمل طور پر ختم نہیں ہوا بلکہ وقت کے ساتھ اس کی شکل میں تبدیلی آئی ہے۔ اسی طرح خاندانی نظام بھی دونوں علاقوں

میں موجود ہے۔ اگرچہ شہروں میں زیادہ تر لوگ نیوکلیئر (چھوٹے) خاندانوں میں رہتے ہیں لیکن وہ اپنے آبائی گاؤں اور مشترکہ خاندان سے رابطہ برقرار رکھتے ہیں۔ خوشی اور غم کے مواقع پر ایک دوسرے سے ملنا، تعاون کرنا اور خاندانی تعلقات نبھانا آج بھی عام بات ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ دیہی اور شہری سماج ایک دوسرے سے مکمل طور پر الگ نہیں ہیں بلکہ دونوں ایک ہی سماجی تسلسل (Continuum) کا حصہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بعض خصوصیات دیہی علاقوں میں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں جبکہ بعض شہری علاقوں میں زیادہ دکھائی دیتی ہیں۔

3.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

دیہی۔شہری تسلسل کے تصور سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہ دونوں مختلف ہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کا تسلسل یا سلسلہ ہیں۔ ان کے درمیان کوئی واضح فرق بھی نہیں جو یہ بتا سکے کہ کہاں ایک ختم ہو رہا ہے اور کہاں سے دوسرا شروع ہو رہا ہے۔ دیہی اور شہری طرز زندگی تسلسل کو ظاہر کرتی ہے اور ذرائع ابلاغ جیسے ریڈیو، اخبار اور آٹو موبائیل ان دونوں کے درمیان تقسیم کے بجائے گہرے ربط کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں علاقوں میں مکانات کی حالت، خرید و فروخت کی سہولت، مینوفیکچرنگ، ٹرانسپورٹ اور تعلیم وغیرہ سے متعلق کوئی فرق واضح نہیں ہے۔

3.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- **دیہی علاقہ:** دیہی علاقہ سائز کے اعتبار سے چھوٹا، کم گنجان، نسبتاً متجانس آبادی والا ہوتا ہے جو زراعت سے منسلک ہوتا ہے۔
- **شہری علاقہ:** شہری علاقہ بڑا، زیادہ گنجان اور نسبتاً غیر متجانس آبادی والے علاقہ ہوتا ہے جہاں کے لوگ غیر زرعی پیشوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔
- **قرابت داری:** رشتے داروں کا سیٹ یا رشتہ داروں کا ایسا گروہ جو خونی رشتے یا ازدواجی رشتے کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔
- **تسلسل:** تسلسل سے مراد سلسلہ وار یا مسلسل یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ پہلی چیز رک گئی ہے اور دوسری شروع ہوئی ہے۔
- **مادی تمدن:** مادی تمدن سے مراد مادی اشیا، وسائل اور خالی مقامات جن کے ذریعے لوگ اپنے تمدن کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان میں مکانات، پڑوسی، شہر، اسکول، چرچ وغیرہ شامل ہیں۔
- غیر مادی تمدن: غیر مادی تمدن سے مراد وہ خیالات یا نظریات ہیں جو لوگوں کے تمدن سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں عقائد، اقدار، اصول، معیارات، اخلاق، زبان، تنظیمیں اور ادارے شامل ہیں۔

3.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ دیہی۔شہری تسلسل میں لفظ تسلسل سے مراد.....ہے۔

(a) فرق (b) مشابہت

(c) مسلسل یا سلسلہ وار (d) دو قسمی

2۔ ''گاؤں کی سماجی زندگی دیہی ماحول میں نشو و نما پاتی ہے۔اسی طرح شہری علاقوں کی سماجی زندگی شہری ماحول میں نشو و نما پاتی ہے۔ان کے متعلقہ ماحول دیہی اور شہری سماجی زندگی کا تعین کرتے ہیں''۔کس نے کہا تھا؟

(a) اے۔آر دیسائی (b) رابرٹ ریڈ فیلڈ

(c) آر ای پہل (d) آر کے مکرجی

3۔ ایمائل درکھائم کے مطابق دیہی سماج کا انحصار کس طرح کی یکجہتی پر ہوتا ہے؟

(a) نامیاتی یکجہتی (b) غیر نامیاتی یکجہتی

(c) سماجی یکجہتی (d) میکانی یکجہتی

4۔ پروفیسر یوگیندر سنگھ نے دیہی شہری تسلسل کے تصور کو.....کہا ہے۔

(a) متغیراتی نمونہ (Pattern Variable) (b) اعادگی کا نمونہ (Pattern Recurrence)

(c) نمونہ جاتی آئیڈیالوجی (Pattern Ideology) (d) شکلیاتی نمونہ (Pattern Morphology)

5۔ کتاب "*The Folk Culture of Yucatan*" کس نے لکھی۔

(a) ریڈ کلف براؤن (b) رابرٹ ریڈ فیلڈ

(c) ملٹن سنگر (d) آسکر لیوس

6۔ اپنے مطالعے *Province of Yucatan Mexican* میں رابرٹ ریڈ فیلڈ نے کس شہر یا گاؤں کا احاطہ نہیں کیا ہے؟

(a) ڈیزیٹاس (b) چینکام

(c) تسکی (d) ٹیپوزیٹ لین

7۔ ان میں سے رام کرشن مکھرجی کے کولکاتہ شہر کے مطالعے کا کون سا دیہی شہری تسلسل کا پہلو نہیں ہے؟

(a) شہری علاقوں کو نقل پذیری (b) خاندانی تنظیم کی نوعیت

(c) ذات پات کی تنظیم (d) پیشہ کی نوعیت

8۔ *Politics of Untouchability* نامی کتاب کس نے لکھی؟

(a) او۔ایم۔لنچ (b) اے۔آر۔دیسائی

(c) آر۔کے۔مکھرجی (d) ملٹن سنگر

9۔ دونوں کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں ہے۔یہ کہنے کے لیے کہ ''کہاں شہر ختم ہوتا ہے اور کہاں گاؤں شروع ہوتا ہے'' کس نے کہا تھا؟

(a) گیسٹ ہالبرٹ (b) میک آئیور

(c) کنگسلے (c) کوئن اور کارپنٹر

10۔ دیہی۔شہری تسلسل میں مشرقی ترقی پذیر قوم کے ماحول کے مطابق زمرہ بندی اہم مسئلہ کی دوہری پیداوار ہے۔کس نے کہا تھا؟

(a) ملٹن سنگر (b) رابرٹ ریڈ فیلڈ

(c) میک آئیور (d) درکھائیم

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ دیہی۔شہری تسلسل کے معنی اور مفہوم کو لکھیے۔

2۔ دیہی۔شہری فرق سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

3۔ شہری علاقے کی خصوصیات بیان کیجیے۔

4۔ یوگیندر سنگھ نے دیہی شہری تسلسل کو کیسے دیکھا ہے۔

5۔ دیہی۔شہری تسلسل سے متعلق رابرٹ ریڈ فیلڈ کے خیالات پر مختصر بحث کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ دیہی علاقے کی خصوصیات بیان کیجیے۔

2۔ تسلسل کے مباحثہ اور اس کی معقولیت کے تصور کو سمجھائیے۔

3۔ دیہی شہری تسلسل کے تصور سے مراد ایک طریقے کا خاتمہ اور دوسرے کی شروعات ہے۔سمجھائیے۔

3.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Ahuja, Ram.2020, Social Problem in India, Rawat Publications, Jaipur

2۔ Doshi,S.L. & Jain, P.C. 1999, Rural Sociology, Rawat Publications, Jaipur

3۔ Jayapalan, N. 2013, Urban Sociology, Atlantic Publications & Distributors Pvt. New Delhi

4۔ Hasnain, N. 2010, Indian Society and Culture: Continuity and Change

اکائی4۔ زرعی ڈھانچہ اور ججمانی نظام: پیداواری طریقۂ کار میں تبدیلی، تجارت کاری اور کسان تحریکیں

(Agrarian Structure and Jajmani System: Changing Modes of Production and Commercialization, Agrarian Unrest and Movements)

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 زرعی سماج کی تعریف

4.3 زرعی سماج کا تاریخی پس منظر

4.4 ججمنی نظام

4.5 زرعی پیداوار کے طریقہ کار

4.6 ہندوستان میں زرعی اضطراب اور تحریکیں

4.7 اکتسابی نتائج

4.8 کلیدی الفاظ

4.9 نمونہ امتحانی سوالات

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید(Introduction)

ہندوستان کی زرعی ساخت تاریخی طور پر ججمنی نظام جیسے نظاموں سے تشکیل پائی ہے جو ایک روایتی معاہدہ تھا جس میں زمیندار ذاتوں اور خدمت گزار ذاتوں کے درمیان اشیا اور خدمات کا باہمی تبادلہ ہوتا تھا۔ لیکن پیداوار کے طریقوں میں تبدیلی مثلاً خود کفالتی کاشتکاری سے تجارتی زراعت کی طرف منتقلی کی وجہ سے یہ نظام کمزور ہونے لگا۔ منڈی پر مبنی معیشت اور زمین کی تجارت کاری نے روایتی ذات پر مبنی مزدوری کے تعلقات کو درہم برہم کر دیا جس سے نچلی ذاتوں اور مزدوروں کے استحصال اور عدم مساوات میں اضافہ ہوا۔ ان تبدیلیوں نے زرعی بے چینی کو جنم دیا کیونکہ کسانوں اور مزدوروں نے ظالمانہ زمینداروں، ساہوکاروں اور نوآبادیاتی پالیسیوں (Oppressive

(Landlords, Moneylenders, and Colonial Policies کے خلاف مزاحمت کی جس سے مختلف زرعی تحریکیں ابھریں۔ سماجیات کے نقطہ نظر سے یہ تبدیلیاں ظاہر کرتی ہیں کہ کس طرح معاشی تبدیلیوں نے ہندوستان کے دیہی سماج کی سماجی درجہ بندی، طاقت کے توازن اور اجتماعی مزاحمت کو بدل دیا۔

4.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد زرعی سماج (Agrarian Society) کو بیان کرنا ہے۔ اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- زرعی سماج کی معنویت اور ساخت کو سمجھ سکیں۔
- زرعی سماج میں کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

4.2 تعریف (Definition)

زرعی سماج وہ ہوتا ہے جہاں زیادہ تر لوگ مستقل بستیوں میں رہتے ہیں اور اپنی روزی زراعت، فصلیں اگانے اور جانوروں کی پرورش کرنے سے کماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی معیشت بنیادی طور پر کھیتی باڑی پر مبنی ہوتی ہے اور ان کی طرز زندگی زمین اور کاشتکاری جڑی ہوتی ہے۔

4.3 زرعی سماج کا تاریخی پس منظر (Historical Context of Agrarian society)

زرعی سماج کا آغاز تقریباً آٹھ سے دس ہزار سال پہلے نیولیتھک انقلاب کے دور میں ہوا جب انسانوں نے شکار اور غذا کی تلاش کے بجائے کھیتی باڑی کو اپنا بنیادی ذریعۂ معاش بنایا۔ یہ تبدیلی سب سے پہلے فرٹائل کریسنٹ (موجودہ مشرقِ وسطیٰ) جیسے علاقوں میں شروع ہوئی جہاں گندم اور جو جیسی فصلیں اگائی گئیں۔ بعد میں یہ طریقہ مشرقی ایشیا اور جنوبی امریکا جیسے خطوں تک پھیل گیا۔ پہلے لوگ کم فصل اگاتے تھے لیکن زرعی سماج نے ہل اور جانوروں کی مدد سے بڑے کھیتوں میں کاشتکاری شروع کی جس سے زیادہ خوراک پیدا ہونے لگی۔ یہ کھیتی کا انقلاب دنیا کے مختلف حصوں میں شروع ہوا اور ہزاروں سال تک انسانی تہذیب کی بنیاد بنا جس نے معیشت، سماج اور ثقافت کو تشکیل دیا۔

4.3.1 زرعی سماج کے تصورات (Concepts of Agrarian Society)

جدید سماج میں طبقاتی تقسیم ہر جگہ موجود ہے۔ شہری اور صنعتی سماج میں مزدور طبقہ، صنعتکار اور متوسط طبقہ (Middle class) واضح طور پر پہچانے جاتے ہیں لیکن زرعی سماج کا سماجی ڈھانچہ زیادہ پیچیدہ اور متنوع ہوتا ہے۔ ہر خطے میں اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے اور حالیہ دور میں یہ مزید تبدیل ہو رہا ہے۔ مغرب میں زراعت اب معیشت کا چھوٹا سا حصہ بن چکی ہے جبکہ ترقی پذیر ممالک میں بھی اس کی اہمیت کم ہو رہی ہے۔ تاہم، وہاں اب بھی بڑی آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ زرعی سماج کا کوئی ایک ماڈل

نہیں ہے اس کے مختلف پہلو ہیں۔ ماہرینِ سماجیات کے مطابق روایتی کسانوں نے جب کاشتکاری شروع کی تو چھوٹی بستیاں وجود میں آئیں جو بعد میں صنعتی انقلاب کی وجہ سے بتدریج بدلنے لگی۔ ماہر انسانیات کے مطابق کسان سماج ہندوستان کی ایک بنیادی سماجی اکائی تھا جہاں سب کسان ایک جیسے تھے۔ وہ اپنے خاندان کے ساتھ مل کر زمین پر کام کرتے اور اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ ان میں بڑے طبقاتی فرق نہیں تھے لیکن وہ شہری اشرافیہ (Urban elite) کے زیرِ اثر تھے جو ان سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔

رابرٹ ریڈ فیلڈ کے مطابق کسانوں کا زمین سے جذباتی تعلق ہوتا ہے۔ زراعت ان کے لیے صرف روزگار ہی نہیں بلکہ ایک طرزِ زندگی ہے۔ تھیوڈر شینن (1987) نے زرعی سماج کا ایک تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہوئے ہندوستان کی کسان معیشت کی منفرد خصوصیات کو اجاگر کیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہندوستانی کسان محض خود کفیل کاشتکار نہیں تھے بلکہ وہ ایک پیچیدہ سماجی و معاشی نظام کا حصہ تھے جن کی تشکیل ذات پات، زمینی تعلقات اور بیرونی استحصال سے ہوئی تھی۔ شینن نے واضح کیا کہ کسان گھرانے کثیر الجہتی اکائیوں (Multilateral units) کی طرح کام کرتے تھے جو پیداوار، استعمال اور سماجی تجدید کا انتظام (Social renewal management) تو کرتے تھے مگر معاشی طور پر پسماندہ ہی رہتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی دیکھا کیا کہ زرعی ڈھانچے پر ذات پات کی درجہ بندی کا گہرا اثر تھا جہاں طاقتور زمین دار ذاتوں کے پاس وسائل پر قابو ہوتا تھا جبکہ نچلی ذاتوں کے لوگ محض مزدوری فراہم کرتے تھے۔ شینن نے دکھایا کہ ہندوستانی دیہی سماج اندرونی عدم مساوات سے بھرا ہوا تھا جہاں کسان زمینداروں، ساہوکاروں اور ریاست کے استحصال کا شکار تھے۔ ان کا تحقیقی کام ہندوستان میں خاص طور پر نظام طبقاتی اور ذات پات کی بنیاد پر ہونے والے استحصال اور روایتی زرعی نظام کی تجارت کاری کو سمجھنے کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

4.3.2 ہندوستان میں زرعی سماج کی اقسام (Types of Agrarian Society in India)

زراعت ہزاروں سال سے انسانی تہذیب کی ریڑھ کی ہڈی رہی ہے۔ کاشتکاری کے طریقے، زمین کی ملکیت اور محنت کے لحاظ سے زرعی سماج کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ **کسانوں کی زراعت (Peasant Agriculture):** ہندوستان میں زرعی سماج کی سب سے عام قسم ہے جہاں کسان عموماً چھوٹے چھوٹے کھیتوں کے مالک ہوتے ہیں اور روزمرہ کی ضروریات اور مقامی بازاروں کے لیے چاول، گندم، دالیں اور سبزیاں جیسی بنیادی فصلیں اُگاتے ہیں۔ یہ کسان اکثر روایتی طریقوں پر انحصار کرتے ہیں جیسے بیلوں اور سادہ اوزاروں کا استعمال جبکہ جدید ٹیکنالوجی یا آبپاشی (Irrigation) کی سہولیات تک محدود رسائی کی وجہ سے بہت سے کسان مون سون کی بارشوں پر سخت انحصار کرتے ہیں۔ بہار، اتر پردیش اور مغربی بنگال جیسی ریاستوں میں پایا جانے والا یہ چھوٹے پیمانے پر کسانوں کی کاشتکاری کا نظام کم پیداواری، قرضوں اور موسمیاتی خطرات جیسے مسائل کا شکار ہے لیکن پھر بھی یہ ہندوستان کی دیہی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔

2۔ **زمیندار اور کسان کا نظام (Landlord-Tenant System):** زمیندار اور کسان کا نظام ہندوستان میں ایک اہم زرعی ڈھانچہ تھا۔ خاص طور پر زمینی اصلاحات سے پہلے امیر زمیندار یا بڑے زمین مالک وسیع زرعی اراضی پر قابض تھے۔ جبکہ غریب کسان چھوٹے

چھوٹے حصوں پر کاشتکاری کرنے کے لیے زمین کرائے پر لیتے تھے۔اس نظام کے تحت کسانوں کو اپنی فصل کا بڑا حصہ کرایے کے طور پر ادا کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے وہ اکثر غربت اور قرض کے چکر میں پھنس جاتے تھے۔اس کے علاوہ استحصالی زمینداری نظام خاص طور پر بنگال، پنجاب اور جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں عام تھا۔اصلاحات(Reforms) کے بعد بھی کچھ علاقوں میں یہ استحصالی جاری رہی جہاں زمینوں سے محروم مزدور ناجائز کرایہ ادا کرتے رہے۔ یہ نظام ہندوستان کی زرعی سماج میں تاریخی عدم مساوات کو واضح کرتا ہے جہاں زمین پر کنٹرول معاشی اور سماجی طاقت کا تعین کرتا تھا۔

3۔ **تجارتی زراعت (Commercial Farming):** یہ ایک ایسی کاشتکاری ہے جس میں فصلیں بنیادی طور پر ذاتی استعمال کے بجائے بازار میں فروخت کے لیے اگائی جاتی ہیں۔کسان جدید مشینری جیسے ٹریکٹر اور فصل کی کٹائی کے لئے مختلف مشینوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ کھاد اور آبپاشی(Irrigation) کا استعمال کرتے ہوئے بڑی مقدار میں پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ وہ تجارتی آور فصلیں جیسے کپاس، گنا، چائے، کافی اور پھلوں پر توجہ دیتے ہیں جو اچھا منافع دیتی ہیں۔اس قسم کی کاشتکاری پنجاب، ہریانہ، مہاراشٹر اور کرناٹک جیسی ریاستوں میں عام ہے۔ چھوٹے کسانوں کے برعکس تجارتی کسان کے پاس اکثر زیادہ سرمایہ اور وسائل ہوتے ہیں جس سے کاشتکاری ایک منافع بخش کاروبار بن جاتی ہے۔

4۔ **شجر زار(Plantation):** ایک ایسی زرعی نظام ہے جس میں بڑی کمپنیاں یا امیر افراد بڑے پیمانے پر چائے، کافی، ربڑ، مصالحے اور کیلا جیسی فصلیں اگاتے ہیں جو بنیادی طور پر برآمد (Export) کے لیے ہوتی ہیں۔ چھوٹے کسانوں کے برعکس یہ شجر کاری پر مبنی زراعت مزدوروں کو تنخواہ پر رکھ کر کام کرواتی ہیں۔ یہ طریقہ کار عام طور پر بہت بڑے، منظم اور جدید ٹیکنالوجی سے تیار ہوتے ہیں۔ کیرالا، آسام اور کرناٹک جیسی ریاستوں میں ایسی شجر کاری عام ہے۔ چونکہ یہ فصلیں عالمی سطح پر فروخت ہوتی ہیں اس لیے یہ زرعی نظام ملکی معیشت میں زرمبادلہ کے حصول کا ایک کلیدی ذریعہ ہے۔

5۔ **منتقل کاشتکاری(Shifting Agriculture):** جنگلاتی اور پہاڑی علاقوں میں مقامی قبائلی برادریوں کا ایک روایتی اور منتقلی کاشتکاری طریقہ ہے۔اس نظام میں کاشتکار درخت کاٹ کر زمین کا ایک چھوٹا سا حصہ صاف کرتے ہیں پھر وہاں کچھ سالوں کے لئے چاول، مکئی یا سبزیاں اگاتے ہیں۔ جب مٹی کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے تو وہ نئے علاقے میں منتقل ہو جاتے ہیں اور یہی عمل دہراتے ہیں جبکہ پرانی زمین کو قدرتی طور پر بحال ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ کار شمال مشرقی ہندوستان جیسے ناگالینڈ، میزورم، اوڈیسہ اور چھتیس گڑھ میں عام ہے۔ اگرچہ یہ جنگلی ماحول کے لیے موزوں ہے لیکن زمین کی دستیابی میں کمی اور سرکاری پالیسیوں کی وجہ سے اب اسے حوصلہ شکنی(Discourage) کی جاتی ہے جس کی وجہ سے قبائلی آبادی زیادہ مستقل کاشتکاری کی طرف جا رہی ہے۔

6۔ **مشترکہ کاشتکاری(Joint Farming):** یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں چھوٹے کاشتکار اپنی زمینیں، سرمایہ اور وسائل اکٹھے کر کے مشترکہ طور پر کاشتکاری کرتے ہیں۔ اس اجتماعی نظام کے ذریعے وہ بیج، کھاد اور زرعی آلات بڑی مقدار میں کم قیمت پر خریدتے ہیں اور پیداوار کو بہتر قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں۔اس طریقہ کار میں منافع تمام اراکین میں منصفانہ طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔اس کی کامیاب مثالیں میں گجرات کا اموال گھر (Dairy House) اور مہاراشٹر کا مشترکہ شکر گھر (Sugar House) شامل ہیں جنہوں نے

کاشتکاروں کو زیادہ آمدنی حاصل کرنے اور بازار میں مضبوط پوزیشن بنانے میں مدد دی ہے۔ یہ نظام انفرادی خطرات کو کم کرتا ہے اور اجتماعی کوششوں کے ذریعے معیار زندگی بہتر بناتا ہے۔

4.3.3 زرعی سماج کی خصوصیات(Characteristics of Agrarian Structure)

زرعی سماج کی بنیادی خصوصیات کو ذیل بیان کیا گیا ہے:

1۔ **زرعی سماج کی معاشی (Economic of the Agrarian Society)**: زرعی سماج کی معیشت بڑے پیمانے پر کاشتکاری اور مویشی پالنے پر مبنی ہوتی ہے جہاں آبادی کی اکثریت جانوروں، روایتی اور جدید اوزاروں کی مدد سے فصلیں اگاتی ہے۔اس کے علاوہ شکار اور باغبانی بھی زرعی سماج کی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔زرعی سماج کاشت کے منظم ذریعے سے اضافی خوراک پیدا کرتے ہیں جس سے مستقل آبادی اور تجارت کو فروغ ملتا ہے۔ ہندوستان میں جدیدیت کے باوجود یہ روایتی زرعی نظام آج بھی اہم ہے جہاں لاکھوں افراد روزگار کے لیے کاشتکاری پر انحصار کرتے ہیں۔

2۔ **رہائش(Settlement)**: زرعی سماج میں رہائش کا طریقہ مستقل بنیادوں پر گاؤں یا قصبوں جیسے مقررہ مقامات پر آبادکاری سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ مستقل رہائش انہیں اپنے کھیتوں کو منظم طریقے سے کاشت کرنے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ یہ طرز زندگی استحکام، وسائل کے انتظام، خطے میں بنیادی ڈھانچے، سماجی اداروں اور ثقافتی روایات کی نشوونما کو فروغ دیتی ہے۔

3۔ **فاضل پیداوار(Surplus Production)**: زرعی سماج میں فاضل پیداوار (ضرورت سے زائد خوراک کا ذخیرہ) سماجی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔ یہ اضافی پیداوار نہ صرف آبادی میں اضافے کو ممکن بناتی ہے بلکہ پڑوسی سماج کے ساتھ تجارت کو بھی فروغ دیتی ہے۔ اس ماحول میں کچھ افراد غیر زرعی پیشوں جیسے کمہاری، دھات کاری یا انتظامی امور میں مہارت حاصل کر لیتے ہیں جس سے معیشت اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو تقویت ملتی ہے۔

4۔ **سماجی ڈھانچہ(Social Structure)**: زرعی سماج میں سماجی تنظیم عام طور پر دولت اور طاقت کی بنیاد پر مختلف طبقات میں تقسیم ہوتی ہے۔ زمیندار جو کھیتوں کے مالک ہوتے ہیں ان کا سماجی درجہ بلند اور اثر رسوخ زیادہ ہوتا ہے جبکہ کسان یا مزدور جو محنت کرتے ہیں ان کے حقوق اور مواقع محدود ہوتے ہیں۔ یہ نظام ایک سخت سماجی درجہ بندی پیدا کرتا ہے کیونکہ دولت اور طاقت اکثر خاندانوں میں نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔اس طرح امیر طبقہ اپنا کنٹرول برقرار رکھتا ہے جبکہ غریب لوگوں کو بہتر زندگی بنانے کے مواقع نہیں ملتے۔

5۔ **قدرت پر انحصار(Dependence on Nature)**: زرعی زندگی کا قدرت کے ساتھ گہرا رشتہ ہے جہاں فصلوں کی پیداوار اور غذائی تحفظ براہ راست موسمی حالات سے جڑا ہوتی ہے۔ مناسب بارش اور زرخیز مٹی جیسے عناصر جب سازگار ہوں تو سماج خوشحال ہوتے ہیں لیکن غیر متوقع آفات جیسے طویل خشک سالی، سیلاب یا کیڑوں کا حملہ، قحط، معاشی عدم استحکام اور سماجی انتشار کا باعث بن سکتی ہیں۔

4.4 ججمنی نظام(Jajmani System)

ہندوستان کے دیہی علاقوں میں ججمنی نظام ایک ایسا منفرد معاشی و سماجی ڈھانچہ تھا جو صدیوں تک چلتا رہا جس میں اعلیٰ ذاتوں سے تعلق رکھنے والے زمین دار خاندان (ججمن) اور نچلی ذاتوں کے ہنر مند کاریگر (کامین) کے درمیان خدمات اور معاوضے کا ایک مربوط تبادلہ قائم تھا۔ اس نظام میں کمہار، نائی اور دھوبی جیسے پیشہ ور افراد اپنی مخصوص خدمات فراہم کرتے تھے جن کے بدلے میں انہیں نقد رقم کی بجائے فصلوں کا حصہ، خوراک یا رہائش جیسے وسائل دیے جاتے تھے۔ یہ نظام ایک طرف تو دیہاتی معیشت میں استحکام پیدا کرتا تھا جہاں ہر فرد کی بنیادی ضروریات پوری ہو جاتی تھیں مگر دوسری جانب یہ ذات پات کی سخت تقسیم کو بھی مستحکم کرتا تھا۔ جس میں خدمت گزار طبقوں کے لیے سماجی یا معاشی ترقی کے راستے عملاً بند ہو جاتے تھے۔ جدید دور میں شہری کاری، تعلیم کی عمومی رسائی اور معاشی مواقع میں تبدیلی کے باعث یہ نظام بتدریج کمزور ہوا ہے۔ اگرچہ یہ نظام جدیدیت کی وجہ سے کمزور ہوا ہے مگر پھر بھی ملک کے کچھ پسماندہ دیہاتی علاقوں میں آج بھی اس کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں جو ہندوستانی سماج کی گہری تاریخی اور ثقافتی پیچیدگیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

4.5 زرعی پیداواری کے طریقہ کار میں تبدیلی(Changing Mode of Production)

ہندوستان میں پیداواری طریقۂ کار (Mode of Production) وقت کے ساتھ تبدیل ہوا ہے۔ برطانوی راج سے پہلے معیشت زیادہ تر زراعت اور دستکاری پر مبنی تھی جہاں پیداوار مقامی ضروریات اور مقامی بازاروں کے لیے کی جاتی تھی۔ برطانوی دور میں جدید صنعتوں کا آغاز ہوا اور خام مال کی پیداوار و برآمد پر زیادہ توجہ دی گئی جس سے روایتی دستکاری اور مقامی صنعتیں متاثر ہوئیں۔ آزادی کے بعد حکومت نے خود کفالت (Self-Sufficiency) اور صنعتی ترقی پر زور دیا، تاہم ترقی کی رفتار محدود رہی۔ 1990 کی دہائی میں اقتصادی اصلاحات (Economic Reforms) کے بعد نجی شعبے، آزاد منڈی اور عالمی تجارت کو فروغ ملا جس سے پیداواری طریقۂ کار میں نمایاں تبدیلی آئی۔ آج جدید ٹیکنالوجی، مشینی پیداوار اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے پیداوار اور تجارت کے طریقوں کو مزید تیز اور مؤثر بنا دیا ہے۔

4.5.1 نوآبادیات سے پہلے ہندوستانی معیشت(Indian Economy before Pre-Colonial)

نوآبادیاتی دور سے پہلے ہندوستان کی معیشت بنیادی طور پر زرعی تھی جہاں زیادہ تر آبادی روایتی طریقوں سے کاشتکاری میں مصروف تھی۔ کسان سادہ اوزاروں سے زمین جوتتے تھے اور گاؤں کی معیشت زیادہ تر خود کفیل (Self-Sufficient) تھی۔ زراعت کے ساتھ ساتھ دستکاری کے شعبے بھی فروغ پا رہے تھے جن میں کپڑے، دھات کا کام اور مٹی کے برتن شامل تھے۔ یہ صنعتیں اکثر پیشہ ور گروہوں یا ذات پات کی بنیاد پر منظم تھیں۔ مثلاً، سورت جیسے شہر اپنے عمدہ سوتی کپڑوں کے لیے مشہور تھے جو یورپ اور دیگر خطوں میں برآمد کیے جاتے تھے جو تجارت کی معتدل سطح (Level of Trade) کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود کاروباری پن محدود تھا اور پیداوار بنیادی طور پر مقامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کی جاتی تھی۔ اشیاء کے تبادلے کا نظام (Barter system) عام تھا اور مقامی بازار تجارت کو

آسان بناتے تھے لیکن معیشت زیادہ مربوط نہیں تھی۔ یہ دور ایک مستحکم (Stable) معیشت کا تھا جس میں ہندوستان عالمی جی۔ڈی۔پی میں نمایاں حصہ ڈال رہا تھا۔

4.5.2 نوآبادیاتی دور میں ہندوستانی معیشت (Indian Economy in Colonial Period)

برطانوی حکومت کے آنے سے ہندوستان میں پیداوار اور تجارتی نظام میں بڑی تبدیلی آئی۔ انگریزوں نے جدید صنعتیں جیسے کپڑا سازی، ریلوے اور کان (Mining) کو متعارف کرایا جس کا بنیادی مقصد برطانوی صنعتوں کے لیے خام مال جیسے، کپاس، چائے اور مصالحے حاصل کرنا تھا۔ اس دور میں ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل (Tata Iron and Steel) جیسی کمپنیاں قائم ہوئیں جن کی توجہ مقامی ترقی کے بجائے وسائل کی نکاسی پر تھی۔ یہ پیداوار کا نظام خام مال کی برآمد (Export) کی طرف مڑ گیا جس سے مقامی دستکاری کی صنعتیں تباہ ہو گئیں۔ اس وقت تجارت عالمی منڈیوں کے لیے ہوتی تھی جس میں ہندوستان خام مال فراہم کرتا اور برطانیہ سے تیار مال درآمد (Import) کرتا تھا۔ یہ عالمی معیشت میں شامل ہونے کا عمل غیر منصفانہ (Unfavourable) تھا۔ مثلاً، کیلیکو ایکٹ (Calico Acts 1685-1774) جیسی پالیسیوں نے ہندوستانی کپڑوں پر ٹیکس لگا کر مزید دولت نکال لی تھی۔ تاریخی اعداد و شمار کے مطابق 1700ء میں ہندوستان کا عالمی جی۔ڈی۔پی میں حصہ 24.4 فیصد تھا جبکہ 1950ء میں صرف 4.2 فیصد رہ گیا جو اس دور کے اقتصادی استحصال کو ظاہر کرتا ہے۔

4.5.3 آزادی کے بعد ہندوستانی معیشت (Indian Economy after Independence)

آزادی کے بعد ہندوستان نے معاشی ماڈل اپنایا جس میں صنعتوں پر سرکاری کنٹرول اور تحفظ پسندی پر زور دیا گیا۔ حکومت نے معاشی ترقی کے لیے 1950 میں پلاننگ کمیشن قائم کر کے پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا۔ اس دوران پیداوار کا رخ بڑی صنعتوں جیسے اسٹیل، کوئلہ اور بجلی کی طرف موڑ گیا۔ یہ ادارے جو سوویٹ یونین کی مدد سے بنائے گئے تھے۔ لائسنس راج نظام کے تحت کاروبار کرنے والوں کو سرکاری منظوری لینی پڑتی تھی جس کی وجہ سے سرکاری اہلکاروں کا کنٹرول بڑھ گیا تھا۔ تجارت پر سخت پابندیاں تھیں اور مقامی صنعتوں کو تحفظ دینے کے لیے درآمدات (Import) پر بھاری ٹیکس لگائے گئے۔ 1950 سے 1980 تک جی۔ڈی۔پی کی اوسط شرح صرف 3 سے 4 فیصد سالانہ رہی جو سست ترقی کو ظاہر کرتی ہے۔ 1960 اور 1970 کی دہائی میں سبز انقلاب کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی جس میں بہتر بیجوں اور کھاد کے استعمال سے خوراک کی پیداوار بڑھ گئی۔ لیکن مجموعی معیشت پر سرکاری کنٹرول برقرار رہا۔

4.5.4 آزاد دور میں ہندوستانی معیشت (Indian Economy in Post-Liberalisation Era)

1991 کے معاشی بحران میں ادائیگیوں کا توازن بگڑ گیا تھا جس کی وجہ سے ہندوستان نے آزادانہ معیشت کا فیصلہ کیا۔ اس دور میں سرکاری کنٹرول کو کم کیا گیا اور نجکاری (Privatisation) کو فروغ دیا گیا جس سے غیر ملکی سرمایہ کاری کی راہ ہموار ہوئی۔ پیداوار کا نظام بازار کی طلب کے مطابق چلنے لگا۔ نجی صنعتوں نے اس دور میں اہم کردار ادا کیا۔ انفوسس اور وپرو (Infosys and Wipro) جیسی

آئی ٹی کمپنیوں نے عالمی سطح پر نام بنایا۔ تجارتی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں تھیں خاص طور پر ریٹیل اور ای کامرس (Retail and E-Commerce) جیسے شعبوں میں ہندوستان عالمی معیشت سے زیادہ جڑ گیا تھا جس سے برآمدات کے نئے راستے کھلے۔ 1991 کے بعد جی۔ ڈی۔ پی کی اوسط شرح 6 سے 7 فیصد سالانہ رہی۔ خدمات کا شعبہ خاص طور پر آئی۔ ٹی اور بی۔ پی ۔او (Information Technology and Business process outsourcing) اب ملک کی جی۔ڈی۔پی کا 50 فیصد سے زیادہ حصہ بناتا ہے جو صنعت سے خدمات (Manufacturing to Services) کی طرف منتقلی کو ظاہر کرتا ہے۔

4.5.5 موجودہ رجحانات (Current Trends)

آج کے دور میں ہندوستان تیزی سے ڈیجیٹل اور تجارتی (Commercialised) معیشت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ٹیکنالوجی نے پیداوار، تجارت اور کاروبار کے طریقوں کو نمایاں طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اشیا اور خدمات کی کمرشلائزیشن (Commercialisation) میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں مقامی منڈیاں قومی اور بین الاقوامی منڈیوں سے زیادہ مربوط ہو گئی ہیں۔ یو۔ پی۔ آئی (UPI) جیسی سہولیات نے ڈیجیٹل ادائیگیوں کو انتہائی آسان بنا دیا ہے جبکہ فلیپ کارٹ، ایمیزون اور دیگر ای۔ کامرس پلیٹ فارمز کی بدولت آن لائن خرید و فروخت میں تیزی آئی ہے۔ حکومت ڈیجیٹل انڈیا (Digital India) اور میک ان انڈیا (Make in India) جیسے پروگراموں کے ذریعے سرمایہ کاری، نئے کاروباروں اور صنعتی ترقی کو فروغ دے رہی ہے۔ ماہرین کے مطابق 2025 میں ہندوستان کی معیشت 7 سے 7.2 فیصد تک ترقی کر سکتی ہے۔ خاص طور پر آئی ٹی، مینوفیکچرنگ اور خدمات کے شعبوں میں نمایاں ترقی دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قابل تجدید توانائی (Renewable Energy) اور ماحولیاتی استحکام (Environmental Sustainability) پر بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ تاہم آمدنی میں عدم مساوات، بے روزگاری اور بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا اب بھی اہم چیلنجز ہیں۔

4.6 ہندوستان میں زرعی اضطراب اور تحریکیں

(Agrarian Unrest and Movements in India)

ہندوستان میں زرعی اضطراب سے مراد وہ صورتحال ہے جب کسان اور دیہی مزدور اپنی فصلوں کی کم قیمت، زمین کی کمی یا زیادہ ٹیکس جیسے مسائل کی وجہ سے پریشان اور ناخوش ہوتے ہیں۔ یہ صورت حال اکثر احتجاج، ہڑتال یا دیگر کارروائیوں کی شکل میں سامنے آتی ہے جہاں کسان اپنے حالات میں تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں زرعی اضطراب اور تحریکوں نے خاص طور پر برطانوی نوآبادیاتی دور اور آزادی کے بعد اہم کردار ادا کیا ہے۔ برطانوی راج کے دوران کسانوں کو استحصالی زمینی محصولات کے نظام (Land revenue system) جبری کاشتکاری (Forced Cultivation) اور بھاری ٹیکسوں کا سامنا کرنا پڑا جس سے لوگوں میں اضطراب پھیل گیا۔ اس دور کی اہم تحریکوں کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1۔ **نیل کی بغاوت (Indigo Revolt):** ہندوستان میں برطانوی دور میں کسانوں کو زبردستی نیل کی کاشت کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ نیل ایک ایسا پودا تھا جس سے رنگ بنتا تھا مگر کسانوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ 1859 میں بنگال کے کسانوں نے اس ظلم کے خلاف بغاوت کی۔ یہ کسانوں کی پہلی بڑی تحریک تھی جس نے برطانوی حکومت کو چیلنج کیا۔ بعد میں 1917 میں مہاتما گاندھی نے بہار کے چمپارن علاقے میں نیل کی جبری کاشت کے خلاف پرامن احتجاج کیا جس کے بعد یہ ظلم ختم ہوا۔ یہ تحریک کسانوں کے حقوق کی پہلی بڑی جدوجہد مانی جاتی ہے۔

2۔ **چمپارن ستیا گرہ (Champaran Satyagraha):** 1917 میں مہاتما گاندھی نے بہار کے چمپارن علاقے میں کسانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے خلاف ایک پرامن تحریک چلائی۔ اس وقت انگریزوں نے کسانوں کو زبردستی نیل کی کاشت کرنے پر مجبور کیا تھا جس سے کسانوں کو بہت نقصان ہوتا تھا۔ گاندھی جی نے وہاں جا کر کسانوں کی مشکلات دیکھی اور ان کے حق میں آواز اٹھائی۔ انہوں نے کسانوں کو سکھایا کہ پرامن طریقے سے احتجاج کر کے بھی انصاف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ گاندھی جی کی ہندوستان میں پہلی کامیاب تحریک تھی جس کی بنا پر انگریزوں کو کسانوں کے حق میں قانون بنانا پڑا۔ اس کے علاوہ چمپارن ستیا گرہ نے ہندوستان کی آزادی کی تحریک کو بھی مضبوط بنیاد فراہم کی۔

3۔ **تے بھاگا تحریک (Tebhaga Revolt):** (1946-47) میں بنگال کے غریب کسانوں نے زمینداروں کے خلاف ایک بڑی تحریک چلائی جسے تے بھاگا تحریک کہتے ہیں۔ اس وقت کسانوں کو اپنی فصل کا صرف ایک تہائی حصہ ملتا تھا جبکہ زمیندار دو تہائی لے لیتے تھے۔ کسانوں نے مطالبہ کیا کہ اب وہ فصل کا آدھا حصہ لیں گے۔ اس تحریک میں کئی ہزاروں کسانوں نے حصہ لیا۔ کچھ جگہوں پر کسانوں نے زبردستی فصل پر قبضہ بھی کر لیا۔ اگرچہ یہ تحریک پوری طرح کامیاب نہ ہو سکی لیکن اس نے بعد میں ہونے والی زمینی اصلاحات کی راہ ہموار ہوئی۔

4.6.1 آزادی کے بعد زرعی تحرکیں (Agrarian Movements after Post-independence)

ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد نئی حکومت نے زمینی اصلاحات نافذ کیے تاکہ زمین کی غیر منصفانہ تقسیم کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔ ان اصلاحات کا مقصد زمینداری نظام ختم کر کے کسانوں کو زمین کا مالک بنانا تھا۔ لیکن یہ اقدامات مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکے جس کی وجہ سے دیہی علاقوں میں زرعی اضطراب برقرار رہا۔

1۔ **سبز انقلاب (Green Revolution):** 1960-1970 کی دہائی میں جدید ٹیکنالوجی جیسے زیادہ پیداوار دینے والے بیج، بہتر آبپاشی کے نظام اور کیمیائی کھادوں کے استعمال سے زرعی پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا۔ لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ صرف مالی طور پر مستحکم کسان ہی ان نئی ٹیکنالوجیز کو اپنا سکے جبکہ چھوٹے اور غریب کسان پیچھے رہ گئے۔ اس طرح امیر اور غریب کسانوں کے درمیان خلیج اور بڑھ گئی۔

2۔ **نکسلائیٹ تحریک (Naxalite Movement):** نکسلی تحریک ایک پرتشدد بغاوت تھی جو 1960 کی دہائی کے آخر میں

ہندوستان کے غریب کسانوں اور قبائلی گروہوں نے شروع کی۔ یہ لوگ ناجائز زمینی ملکیت، استحصال اور حکومتی نظرانداز کے خلاف لڑتے رہے۔ یہ تحریک مغربی بنگال کے ایک گاؤں نکسلباری سے شروع ہوئی اور بعد میں چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ اور اڑیسہ جیسے ریاستوں میں پھیل گئی۔ نکسلیت پسند حکومت کو گرا کر ایک بے طبقاتی معاشرہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ ہندوستانی حکومت نے انہیں دہشت گرد قرار دیا تھا اور ان پر قابو پانے کے لیے پولیس اور فوجی طاقت استعمال کیا۔ امن کی کوششوں کے باوجود یہ تنازعہ جاری رہا جس سے متاثرہ علاقوں کے بہت سے معصوم لوگوں کو تکلیف اٹھانی پڑھی۔

ان دہائیوں میں کسانوں نے فصلوں کے لیے مناسب قیمت، زرعی قرضہ اور ان معاشی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کیا جو ان کی روزی روٹی کے لیے خطرہ بن رہی تھیں۔ اس طرح یہ تمام تحریکیں نہ صرف زرعی شعبے کے مسائل کو اجاگر کرنے میں کامیاب رہیں بلکہ انہوں نے ملک کی سماجی اور معاشی پالیسیوں پر گہرا اثر ڈالا۔

4.6.2 زرعی اضطراب کی وجوہات (Causes of Agrarian Unrest)

کسان مختلف وجوہات کی بنا پر پریشان اور ناخوش تھے جس کے نتیجے میں وہ احتجاج یا اضطرابی کیفیت کا شکار ہوتے تھے۔ چند اہم وجوہات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

فصلوں کی قیمتوں میں کمی (Low Prices for Crops): کسان محنت سے فصل اُگاتے تھے لیکن بعض اوقات انہیں پیداوار کے بدلے بہت کم قیمت ملتی تھی جس کی وجہ سے مناسب منافع نہیں ہوتا تھا۔

زمین کی غیر منصفانہ تقسیم (Unfair Land Distribution): کچھ کسانوں کے پاس بہت زیادہ زمین ہوتی تھی جبکہ دوسروں کے پاس بہت کم یا بالکل نہیں ہوتی۔ یہ عدم مساوات چھوٹے کسانوں کو مایوس کرتے تھے۔

زیادہ ٹیکس (High Taxes): حکومت کسانوں سے زیادہ ٹیکس وصول کرتی تھی تو اس سے ان کی آمدنی کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے گزارا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

موسم پر انحصار (Dependence on Weather): کاشتکاری اکثر بارش پر منحصر ہوتی تھی۔ اگر بارش کم یا زیادہ ہو جاتی تھی تو فصل تباہ ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے تھے جس سے مالی مشکلات پیدا ہوتی تھی۔

کاشتکاری کے پرانے طریقے (Outdated Methods): بہت سے کسان جدید آلات یا نئے طریقوں سے واقف نہیں تھے جس کی وجہ سے ان کی پیداوار کم اور محنت زیادہ ہوتی تھی۔

قرضہ (Debt): کسان بیج، کھاد یا مشینری خریدنے کے لیے قرض لیتے تھے۔ اگر فصل اچھی نہ ہو تو وہ قرضے ادا نہیں کر پاتے جس سے مالی دباؤ بڑھ جاتا تھا۔

4.7 اکتسابی نتائج(Learning Outcome)

اس اکائی میں زرعی سماج کے مختلف پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس میں زرعی سماج کی تعریف، زرعی سماج کے تاریخی پس منظر اور تصورات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس اکائی میں زرعی سماج کی اقسام، زرعی سماج کی خصوصیات، ججمنی نظام، زرعی پیداواری کے طور طریقوں کا تاریخی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ مزید اس اکائی میں نوآبادیات سے پہلے ہندوستانی معیشت، نوآبادیاتی دور میں ہندوستانی معیشت، آزادی کے بعد ہندوستانی معیشت کے ساتھ ساتھ موجودہ رجحانات، ہندوستان میں زرعی اضطراب اور تحریکیں اور زرعی اضطراب کی وجوہات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

4.8 کلیدی الفاظ(Key Words)

- **زرعی سماج (Agrarian Society):** زرعی سماج وہ بستیاں یا لوگوں کے گروہ ہوتے ہیں جن کا ذریعہ معاش کاشت کاری پر منحصر ہوتا ہے۔
- **کسان (Farmer):** وہ افراد جو زراعت یا متعلقہ پیداوار کے حصول کے لیے قدیم طریقے استعمال کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی پیداوار کا حصّہ زمین داروں یا درمیانی افراد کو دیتے ہیں۔
- **تیسری دنیا (Third World):** یہ اصطلاح عام طور پر معاشی اعتبار سے پسماندہ اور غریب ممالک کے لیے استعمال کی جاتی ہے جہاں پر مناسب تعلیم اور صحت کی سہولتوں کا فقدان ہوتا ہے اور یہاں کے لوگ سماجی اور معاشی ناانصافیوں کا شکار ہوتے ہیں۔
- **سبز انقلاب (Green Revolution):** سبز انقلاب وہ زرعی تبدیلی تھی جس نے جدید ٹیکنالوجی اور بہتر بیجوں کے ذریعے فصلوں کی پیداوار میں بے پناہ اضافہ کیا۔
- **ججمنی نظام (Jajmani System):** پرانا دیہاتی نظام جہاں ہر پیشہ ور خاندان کسی خاص گھرانے کی خدمت کرتا تھا۔

4.9 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ وہ بستیاں یا لوگوں کے گروہ ہوتے ہیں جو اپنا روزگار کاشت کاری اور مویشی جیسی متعلقہ سرگرمیوں سے حاصل کرتے ہیں۔

a) زرعی　　b) جدید

c) صنعتی　　d) عصری

2۔ کسانی سماج میں آئیڈیل ٹائپ(Ideal Type) کا تصور کس نے تشکیل دیا؟

a) ویبر　　b) تھیوڈر شینن

c) مارکس d) دھنا گرے

3۔ زمینداری نظام میں وسطاء کون تھے؟

a) کسان b) زمیندار

c) مزدور d) تاجر

4۔ زمینی اصلاحات کا مقصد کیا ختم کرنا تھا؟

a) فصلیں b) عدم مساوات

c) سڑکیں d) اسکول

5۔ سبز انقلاب میں فصلوں کی پیداوار کس چیز سے بڑھی؟

a) ٹریکٹر b) اعلیٰ پیداوار والے بیج

c) بیل d) بارش

6۔ CDP سے کیا مراد ہے؟

a) کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام (Community Development Programme)

b) کموڈیٹی ڈیولپمنٹ پروگرام (Commodity Development Programme)

c) کمیونٹی ڈیولپڈ پروگرام (Community Developed Programme)

d) کمیونسٹ ڈیولپمنٹ پروسیجر (Communist Development Procedure)

7۔ سبز انقلاب.....سے مربوط ہے۔

a) زراعت b) مویشی

c) ریشم کی پیداوار (سیری کلچر) d) صنعت

8۔ کرایہ پر لی گئی زمین پر کھیتی باڑی کرنے کو کیا کہتے ہیں؟

a) مالکانہ b) مزارعت

c) چرائی d) ماہی گیری

9۔ مندرجہ ذیل زرعی طبقاتی ڈھانچوں میں سے ڈانیل تھارنر نے کس کی صراحات نہیں کی ہے؟

a) مالک b) کسان

c) مزدور d) لشکر

10۔ چھوٹے کسان سب سے زیادہ کس چیز سے متاثر ہوتے ہیں؟

a) دولت b) قرضہ

c) چھٹیوں　　d) مشینوں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ زرعی سماج کے تصورات کو بیان کریں۔

2۔ زرعی سماج کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالیں۔

3۔ نوآبادیاتی دور میں ہندوستانی معیشت کو بیان کریں۔

4۔ ججمنی نظام پر مختصر نوٹ لکھیں۔

5۔ زرعی سماج کی خصوصیات کو بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ زرعی سماج کے ڈھانچے میں ہوئی تبدیلیوں پر بحث کیجیے۔

2۔ پیداواری کے طور طریقوں کو تفصیلی سے بیان کریں۔

3۔ ہندوستان میں زرعی اضطراب اور تحریکوں کو قلم بند کیجیے۔

4.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Dhanagare, D.N. (1983), Peasant Movements in India.

2۔ Doshi, S.L. & Jain, P.C. 1999, Rural Sociology, Rawat Publications, Jaipur.

3۔ Beteille, A. 1974 Studies in Agrarian Social Structure. Oxford University Press, Delhi.

4۔ Bhaduri, A. 1984 The Economic Structure of Backward Agriculture. Macmillan, Delhi.

اکائی 5۔ دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام: پانچ سالہ منصوبہ، ہنر مندی کی ترقی اور روزگار کے پروگرام

(Rural Transformation & Community Development: Five Years Plans, Skill Development and Employment programmes)

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی

5.3 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کی ضرورت

5.4 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے اہم اجزاء

5.5 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں عوامی شرکت

5.6 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں حکومت کا کردار

5.7 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کا کردار

5.8 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے چیلنجز

5.9 اکتسابی نتائج

5.10 کلیدی الفاظ

5.11 نمونہ امتحانی سوالات

5.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید (Introduction)

بھارت بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ دیہی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ دیہی معاشرہ نہ صرف ملک کی معیشت کی بنیاد ہے بلکہ سماجی، ثقافتی اور اقتصادی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم، دیہی علاقوں کو غربت، بے روزگاری، کم زرعی پیداوار، بنیادی سہولیات کی کمی، کم تعلیمی شرح، ناقص طبّی سہولیات اور بنیادی ڈھانچے کی کمزوری جیسے متعدد مسائل کا سامنا ہے۔ ان مسائل

کی وجہ سے دیہی آبادی کی معاشی اور سماجی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی ہے۔آزادی کے بعد حکومتِ ہند نے دیہی علاقوں کی ترقی کو قومی منصوبہ بندی کا اہم حصہ بنایا۔اس مقصد کے لیے مختلف ترقیاتی پروگرام، پانچ سالہ منصوبے، روزگار کی اسکیمیں اور ہنر مندی کے فروغ کے منصوبے شروع کیے گئے تاکہ دیہی عوام کی زندگی کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ان اقدامات کا بنیادی مقصد صرف آمدنی میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ تعلیم، صحت، بنیادی ڈھانچے، خواتین کے بااختیار بنانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور پائیدار ترقی کو فروغ دینا بھی ہے۔

دیہی تبدیلی (Rural Transformation) ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے دیہی معاشرے میں معاشی، سماجی، تعلیمی اور ادارہ جاتی سطح پر مثبت تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔اس عمل کے نتیجے میں زرعی پیداوار میں اضافہ، روزگار کے نئے مواقع، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور انسانی وسائل کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔اسی طرح کمیونٹی ترقی (Community Development) عوامی شرکت، خود انحصاری اور مقامی وسائل کے مؤثر استعمال کے ذریعے دیہی برادریوں کی مجموعی ترقی کو یقینی بناتی ہے۔

موجودہ دور میں دیہی ترقی کا تصور صرف زراعت تک محدود نہیں رہا بلکہ اس میں تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر، ہنر مندی کی ترقی، مالی شمولیت، خواتین کی خود مختاری، ماحولیات کے تحفظ اور ڈیجیٹل سہولیات جیسے پہلو بھی شامل ہو چکے ہیں۔اسی لیے حکومت نے مختلف قومی پروگرام متعارف کرائے ہیں جن میں مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ (MGNREGA) ، قومی دیہی ذریعۂ معاش مشن (NRLM)، پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (PMKVY) ، دین دیال اپادھیائے گرامین کوشل یوجنا (DDU-GKY) اور پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (PMGSY) نمایاں ہیں۔ان پروگراموں نے دیہی معیشت کو مضبوط بنانے اور پائیدار ترقی کے حصول میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اس اکائی میں دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے تصور، پانچ سالہ منصوبوں، ہنر مندی کی ترقی، روزگار کے پروگراموں اور دیہی ترقی میں ان کی اہمیت کا سماجیاتی نقطۂ نظر سے جائزہ پیش کیا جائے گا۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ :

- دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے تصور کو سمجھ سکیں گے۔
- پانچ سالہ منصوبوں کے کردار کا جائزہ لے سکیں گے۔
- ہنر مندی کی ترقی اور روزگار کے اہم پروگراموں سے واقف ہوں گے۔
- دیہی ترقی میں حکومتی پروگراموں کی اہمیت اور ان کے اثرات کا تجزیہ کر سکیں گے۔

5.2 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی

(Rural Transformation and Community Development)

دیہی تبدیلی (Rural Transformation) سے مراد دیہی معاشرے میں سماجی، معاشی، تعلیمی اور ثقافتی شعبوں میں آنے والی مثبت تبدیلیاں ہیں جن کا مقصد لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ اس میں زرعی ترقی، روزگار کے نئے مواقع، بنیادی سہولتوں کی فراہمی، جدید ٹیکنالوجی، تعلیم، صحت اور مقامی اداروں کی مضبوطی شامل ہیں۔ دیہی تبدیلی کا بنیادی مقصد دیہی آبادی کو خود کفیل، بااختیار اور قومی ترقی میں مؤثر شریک بنانا ہے۔ کمیونٹی ترقی (Community Development) ایک اجتماعی عمل ہے جس میں مقامی افراد حکومت، مقامی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے اپنی ضروریات اور مسائل کے حل کے لیے ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اس عمل میں عوامی شرکت اور مقامی وسائل کے مؤثر استعمال کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ بہتر تعلیم، صحت، سڑکیں، صاف پانی، بجلی، انٹرنیٹ، زرعی ٹیکنالوجی اور روزگار کے مواقع دیہی ترقی کو فروغ دیتے ہیں جبکہ عوامی شرکت ترقیاتی منصوبوں کی کامیابی اور پائیداری کو یقینی بناتی ہے۔ سماجیاتی نقطۂ نظر سے دیہی تبدیلی صرف معاشی ترقی نہیں بلکہ سماجی تعلقات، اداروں، اقدار اور طرزِ زندگی میں آنے والی مثبت تبدیلیوں کا بھی نام ہے۔

آزادی کے بعد بھارت میں دیہی ترقی کے لیے زمینی اصلاحات، کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام، پنچایتی راج نظام، خود امدادی گروپس (Self Help Groups)، مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ (MGNREGA) ، قومی دیہی ذریعۂ معاش مشن (NRLM) اور مختلف ہنرمندی کے پروگرام شروع کیے گئے۔ ان اقدامات کا مقصد دیہی غربت میں کمی، روزگار کے مواقع پیدا کرنا، خواتین کو بااختیار بنانا، بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور پائیدار ترقی کو فروغ دینا ہے۔ اگرچہ گزشتہ برسوں میں دیہی علاقوں میں نمایاں ترقی ہوئی ہے، تاہم بے روزگاری، زرعی بحران، موسمیاتی تبدیلی، ہجرت، وسائل کی غیر مساوی تقسیم اور بنیادی سہولتوں کی کمی جیسے مسائل اب بھی موجود ہیں۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے حکومت، مقامی اداروں، نجی شعبے اور عوام کی مشترکہ کوششیں ناگزیر ہیں تاکہ دیہی علاقوں میں جامع، متوازن اور پائیدار ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔

5.3 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کی ضرورت

(Need for Rural Transformation and Community Development)

دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کی ضرورت اس حقیقت سے واضح ہوتی ہے کہ بھارت سمیت بیشتر ترقی پذیر ممالک کی بڑی آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے، جہاں لوگوں کا انحصار زیادہ تر زراعت اور اس سے وابستہ سرگرمیوں پر ہوتا ہے۔ اگرچہ گزشتہ چند دہائیوں میں دیہی ترقی کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے ہیں لیکن آج بھی بہت سے دیہی علاقے غربت، بے روزگاری، کم آمدنی، ناخواندگی، صحت کی ناکافی سہولتوں، زرعی مسائل اور بنیادی ڈھانچے کی کمزوری جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ ان مسائل کی وجہ سے دیہی آبادی کی معاشی اور سماجی ترقی کی رفتار

سست رہتی ہے اور لوگوں کے معیارِ زندگی میں مطلوبہ بہتری نہیں آپاتی۔

دیہی تبدیلی کا مقصد صرف زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ دیہی معاشرے کی مجموعی ترقی کو یقینی بنانا ہے۔اس کے ذریعے تعلیم، صحت، صاف پانی، بجلی، سڑکوں، مواصلاتی سہولتوں اور جدید ٹیکنالوجی تک رسائی کو بہتر بنایا جاتا ہے تاکہ دیہی آبادی کو بہتر زندگی کے مواقع میسر آسکیں۔اسی طرح کمیونٹی ترقی عوام کو ترقیاتی عمل کا فعال حصہ بناتی ہے جس سے مقامی مسائل کے حل میں لوگوں کی شرکت بڑھتی ہے اور ترقیاتی منصوبے مقامی ضروریات کے مطابق زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کی ایک اہم ضرورت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے شہروں کی طرف بڑھتی ہوئی ہجرت کو کم کیا جاسکتا ہے۔جب دیہی علاقوں میں روزگار، تعلیم، صحت اور دیگر بنیادی سہولتیں دستیاب ہوں گی تو لوگوں کو بہتر زندگی کے لیے اپنے آبائی علاقوں کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔اس کے علاوہ خواتین، نوجوانوں اور دیگر کمزور طبقات کو تعلیم، ہنرمندی اور خود روزگار کے مواقع فراہم کرکے انہیں معاشی طور پر بااختیار بنایا جاسکتا ہے۔اس طرح دیہی تبدیلی نہ صرف مقامی سطح پر خوشحالی لاتی ہے بلکہ متوازن قومی ترقی، سماجی انصاف اور پائیدار ترقی کے حصول میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

5.4 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے اہم اجزاء

(Key Components of Rural Transformation and Community Development)

دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی ایک جامع عمل ہے جس کی کامیابی مختلف شعبوں کی متوازن ترقی پر منحصر ہوتی ہے۔اس کے اہم اجزاء میں زرعی ترقی، تعلیم، صحت، روزگار، بنیادی سہولتوں کی فراہمی، مقامی خود حکمرانی، خواتین کو بااختیار بنانا، دیہی صنعتوں کا فروغ، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال اور ماحول کا تحفظ شامل ہیں۔یہ تمام عناصر مل کر دیہی علاقوں کی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کو ممکن بناتے ہیں۔زرعی ترقی دیہی معیشت کی بنیاد سمجھی جاتی ہے کیونکہ زیادہ تر دیہی آبادی کا انحصار زراعت پر ہوتا ہے۔جدید زرعی طریقوں، معیاری بیج، آبپاشی کی بہتر سہولتوں اور زرعی مشینری کے استعمال سے پیداوار اور آمدنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تعلیم اور صحت کی بہتر سہولتیں انسانی وسائل کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔معیاری تعلیم لوگوں میں شعور پیدا کرتی ہے جبکہ صحت مند افراد معاشی سرگرمیوں میں زیادہ مؤثر انداز میں حصہ لے سکتے ہیں۔

روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنا بھی دیہی تبدیلی کا ایک اہم جزو ہے۔اس مقصد کے لیے دیہی صنعتوں، چھوٹے کاروباروں، دستکاری، مویشی پروری، ماہی گیری اور دیگر مقامی معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہو اور بے روزگاری میں کمی آئے۔اسی طرح سڑکوں، بجلی، صاف پانی، مواصلاتی نظام اور انٹرنیٹ جیسی بنیادی سہولتوں کی فراہمی سے نہ صرف لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے بلکہ سرمایہ کاری اور معاشی سرگرمیوں کو بھی فروغ ملتا ہے۔دیہی ترقی میں مقامی خود حکمرانی کے ادارے، جیسے پنچایتی راج، عوامی شرکت کو یقینی بناتے ہیں اور ترقیاتی منصوبوں کو مقامی ضروریات کے مطابق نافذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔اس کے علاوہ خواتین کی تعلیم، ہنرمندی اور معاشی سرگرمیوں میں شمولیت سے نہ صرف خاندان بلکہ پوری کمیونٹی کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔موجودہ دور میں ماحول کا

تحفظ اور قدرتی وسائل کا پائیدار استعمال بھی دیہی ترقی کا لازمی جزو بن چکا ہے کیونکہ قدرتی وسائل ہی دیہی معیشت کی بنیاد ہیں۔ ان تمام اجزاء کی متوازن ترقی سے ہی ایک مضبوط، خود کفیل اور پائیدار دیہی معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

5.5 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں عوامی شرکت

(Public Participation in Rural Transformation and Community Development)

عوامی شرکت (People's Participation) دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مقامی لوگ اپنی ضروریات، مسائل اور وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی میں فعال کردار ادا کریں۔ جب ترقیاتی سرگرمیوں میں مقامی آبادی کو شامل کیا جاتا ہے تو منصوبے مقامی حالات اور ضروریات کے مطابق بنتے ہیں جس سے ان کی کامیابی اور پائیداری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس لیے کمیونٹی ترقی کو صرف حکومتی ذمہ داری نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے حکومت اور عوام کی مشترکہ کوشش قرار دیا جاتا ہے۔

عوامی شرکت سے مقامی لوگوں میں احساسِ ذمہ داری، خود اعتمادی اور خود انحصاری پیدا ہوتی ہے۔ جب لوگ اپنے گاؤں کی ترقی کے لیے خود فیصلہ سازی میں حصہ لیتے ہیں تو وہ ترقیاتی منصوبوں کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں اور ان کی حفاظت و دیکھ بھال میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ اس عمل سے مقامی وسائل کا بہتر استعمال ممکن ہوتا ہے اور ترقیاتی کام زیادہ مؤثر انداز میں مکمل ہوتے ہیں۔ اسی طرح خواتین، نوجوانوں، کسانوں اور دیگر سماجی طبقات کی شمولیت سے ترقی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور تمام افراد کو یکساں مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

بھارت میں پنچایتی راج نظام، گرام سبھا، خود امدادی گروپس (Self Help Groups) اور مختلف کمیونٹی تنظیمیں عوامی شرکت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ یہ ادارے مقامی سطح پر لوگوں کی رائے کو ترقیاتی منصوبوں میں شامل کرتے ہیں اور حکومت و عوام کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مجموعی طور پر عوامی شرکت دیہی تبدیلی کا ایک لازمی عنصر ہے کیونکہ اس کے بغیر ترقیاتی منصوبے دیرپا اور مؤثر نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔

5.6 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں حکومت کا کردار

(The Role of Government in Rural Transformation and Community Development)

دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں حکومت کا کردار نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ حکومت مختلف پالیسیوں، ترقیاتی منصوبوں اور فلاحی اسکیموں کے ذریعے دیہی علاقوں کی معاشی، سماجی اور تعلیمی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔ اس کا مقصد دیہی آبادی کو بہتر روزگار، معیاری تعلیم، صحت کی سہولتیں، بنیادی ڈھانچہ اور دیگر ضروری خدمات فراہم کرنا ہے تاکہ ان کے معیارِ زندگی میں بہتری لائی جا سکے۔ حکومت زراعت کی ترقی کے لیے جدید زرعی ٹیکنالوجی، معیاری بیج، کھاد، آبپاشی کی سہولتیں اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے تاکہ کسانوں کی پیداوار اور

آمدنی میں اضافہ ہو۔اس کے علاوہ دیہی سڑکوں، بجلی، صاف پانی، رہائش، صحت کے مراکز، اسکولوں اور مواصلاتی نظام کی تعمیر پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہ سہولتیں نہ صرف لوگوں کی روزمرہ زندگی کو بہتر بناتی ہیں بلکہ معاشی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیتی ہیں۔

دیہی بے روزگاری اور غربت کو کم کرنے کے لیے حکومت مختلف روزگار اور فلاحی پروگرام بھی نافذ کرتی ہے، جن میں مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ(MGNREGA) ، قومی دیہی ذریعۂ معاش مشن(NRLM) ،پردھان منتری آواس یوجنا (PMAY-G)اور دیگر ترقیاتی منصوبے شامل ہیں۔ان پروگراموں کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کیے جاتے ہیں، خواتین کو خود روزگار کی طرف راغب کیا جاتا ہے اور کمزور طبقات کی معاشی حالت بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ حکومت پنچایتی راج اداروں کو مضبوط بنا کر مقامی سطح پر عوامی شرکت کو فروغ دیتی ہے تاکہ ترقیاتی منصوبوں میں شفافیت، جوابدہی اور مؤثر نگرانی کو یقینی بنایا جاسکے۔اگر حکومتی پالیسیاں مؤثر منصوبہ بندی، مناسب مالی وسائل اور عوامی تعاون کے ساتھ نافذ کی جائیں تو دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے مقاصد کو زیادہ مؤثر طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

5.7 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کا کردار

(Role of NGOs in Rural Transformation and Community Development)

غیر سرکاری تنظیمیں (Non-Governmental Organizations - NGOs) دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی میں حکومت کی معاون کے طور پر اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ تنظیمیں مقامی لوگوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم، صحت، خواتین کی فلاح، ہنرمندی کی تربیت، قدرتی وسائل کے تحفظ، ماحولیات اور خودروزگار جیسے شعبوں میں مختلف پروگرام چلاتی ہیں۔چونکہ یہ تنظیمیں براہِ راست عوام کے ساتھ کام کرتی ہیں اس لیے انہیں مقامی مسائل اور ضروریات کا بہتر اندازہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کے ترقیاتی منصوبے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

غیر سرکاری تنظیمیں عوام میں آگاہی پیدا کرنے، انہیں سرکاری اسکیموں سے جوڑنے اور مقامی وسائل کے بہتر استعمال کی ترغیب دینے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ خواتین کے خودامدادی گروپس(Self Help Groups) ، نوجوانوں کی ہنرمندی، مالی خواندگی اور چھوٹے کاروباروں کے فروغ کے لیے تربیتی پروگرام منعقد کرتی ہیں جس سے لوگوں کی آمدنی میں اضافہ اور خودانحصاری کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تنظیمیں صحت، صفائی، بچوں کی تعلیم، ماحول کے تحفظ اور سماجی مساوات کے بارے میں بھی شعور بیدار کرتی ہیں۔ حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کے باہمی تعاون سے دیہی ترقی کے منصوبوں کو زیادہ مؤثر انداز میں نافذ کیا جاسکتا ہے۔اس طرح غیر سرکاری تنظیمیں نہ صرف حکومت کی کوششوں کو مضبوط بناتی ہیں بلکہ مقامی کمیونٹی کو ترقی کے عمل میں فعال شریک بنا کر پائیدار دیہی ترقی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

5.8 دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے چیلنجز

(Challenges of Rural Transformation and Community Development)

اگرچہ بھارت میں دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے لیے مختلف منصوبے اور پروگرام نافذ کیے گئے ہیں لیکن ان کے باوجود کئی مسائل آج بھی دیہی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں غربت، بے روزگاری، زرعی بحران، موسمیاتی تبدیلی، بنیادی سہولتوں کی کمی، وسائل کی غیر مساوی تقسیم اور تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی نمایاں ہیں۔ ان مسائل کی وجہ سے دیہی علاقوں میں ترقی کی رفتار متاثر ہوتی ہے اور لوگوں کے معیارِ زندگی میں مطلوبہ بہتری نہیں آپاتی۔ زرعی شعبے کو درپیش مشکلات بھی دیہی ترقی کے اہم چیلنجز میں شامل ہیں۔ بارش پر انحصار، آبپاشی کی ناکافی سہولتیں، زمین کی تقسیم، جدید زرعی ٹیکنالوجی تک محدود رسائی اور موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات کسانوں کی آمدنی کو متاثر کرتے ہیں۔ اسی طرح معیاری تعلیم، صحت، صاف پانی، بجلی، سڑکوں اور مواصلاتی سہولتوں کی کمی بھی دیہی علاقوں کی معاشی اور سماجی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سے نوجوان بہتر روزگار کی تلاش میں شہروں کی طرف ہجرت کرتے ہیں جس سے دیہی علاقوں میں افرادی قوت کی کمی پیدا ہوتی ہے۔

ایک اور اہم چیلنج ترقیاتی منصوبوں کے مؤثر نفاذ سے متعلق ہے۔ بعض اوقات مالی وسائل کی کمی، انتظامی کمزوریاں، بدعنوانی، شفافیت کا فقدان اور عوامی شرکت کی کمی کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے اپنے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پاتے۔ اس کے علاوہ خواتین، قبائلی برادریوں اور دیگر کمزور طبقات کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت، مقامی ادارے، غیر سرکاری تنظیمیں اور عوام باہمی تعاون کے ساتھ کام کریں۔ جدید ٹیکنالوجی کا فروغ، مؤثر منصوبہ بندی، شفاف انتظامیہ، قدرتی وسائل کا دانشمندانہ استعمال، معیاری تعلیم، ہنرمندی کی تربیت اور عوامی شرکت کے ذریعے دیہی علاقوں میں جامع اور پائیدار ترقی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

5.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے تصور، مقاصد، خصوصیات اور ضرورت کو سمجھ سکیں گے۔ وہ دیہی ترقی کے اہم اجزاء، عوامی شرکت، حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کے کردار کی وضاحت کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ طلبہ دیہی ترقی کو درپیش چیلنجز کا تجزیہ کرنے، ان کے ممکنہ حل بیان کرنے اور پائیدار دیہی ترقی کے لیے مختلف حکومتی پروگراموں اور کمیونٹی کی شمولیت کی اہمیت کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہوں گے۔

5.10 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **دیہی تبدیلی:** دیہی معاشرے میں سماجی، معاشی، تعلیمی اور ثقافتی شعبوں میں آنے والی مثبت تبدیلیوں کا عمل، جس کا مقصد لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانا ہے۔

- **کمیونٹی ترقی:** ایک اجتماعی عمل جس میں مقامی افراد اپنی ضروریات اور مسائل کے حل کے لیے باہمی تعاون اور عوامی شرکت کے ذریعے ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔
- **عوامی شرکت:** ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی میں مقامی لوگوں کی فعال شمولیت۔
- **پائیدار ترقی:** ایسی ترقی جو موجودہ ضروریات کو پورا کرتے ہوئے آئندہ نسلوں کے وسائل اور ضروریات کا بھی تحفظ کرے۔
- **دیہی ترقی:** دیہی علاقوں میں معاشی، سماجی، تعلیمی اور بنیادی سہولتوں کو بہتر بنانے کا منظم عمل۔

5.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ دیہی تبدیلی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) شہری علاقوں کی ترقی (b) دیہی علاقوں کی معاشی اور سماجی ترقی

(c) صرف زرعی پیداوار میں اضافہ (d) صرف صنعتی ترقی

2۔ کمیونٹی ترقی کی کامیابی کا بنیادی عنصر کیا ہے؟

(a) صرف حکومتی امداد (b) مقامی لوگوں کی فعال شرکت

(c) غیر ملکی سرمایہ کاری (d) نجی صنعتوں کا قیام

3۔ پانچ سالہ منصوبوں کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) شہری علاقوں کی ترقی (b) دیہی معیشت اور بنیادی سہولتوں کی بہتری

(c) صرف صنعتوں کا قیام (d) صرف تعلیم کا فروغ

4۔ ہنرمندی کی ترقی (Skill Development) کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) صرف سرکاری ملازمتیں فراہم کرنا (b) دیہی افراد کو مختلف ہنر سکھانا

(c) صرف خواتین کو تربیت دینا (d) صرف کسانوں کی مدد کرنا

5۔ کمیونٹی ترقی کے پروگراموں میں کس چیز کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے؟

(a) عوامی شرکت (b) صرف مالی امداد

(c) صرف زرعی پیداوار (d) شہری منصوبہ بندی

6۔ دیہی تبدیلی میں حکومت کا ایک اہم کردار کیا ہے؟

(a) صرف ٹیکس وصول کرنا (b) ترقیاتی منصوبے اور بنیادی سہولتیں فراہم کرنا

(c) صرف صنعتوں کی نگرانی کرنا (d) صرف برآمدات میں اضافہ کرنا

7۔ غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) دیہی ترقی میں کس طرح مدد کرتی ہیں؟

(a) صرف مالی قرض فراہم کرتی ہیں (b) تعلیم، صحت اور ہنر مندی کے پروگرام چلاتی ہیں

(c) صرف تجارتی سرگرمیاں انجام دیتی ہیں (d) صرف شہروں میں خدمات انجام دیتی ہیں

8۔ پائیدار دیہی ترقی سے کیا مراد ہے؟

(a) صرف زرعی پیداوار میں اضافہ (b) موجودہ ضروریات پوری کرتے ہوئے مستقبل کے وسائل کا تحفظ

(c) صرف صنعتی ترقی (d) صرف سڑکوں کی تعمیر

9۔ پنچایتی راج نظام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) مرکزی حکومت کو مضبوط بنانا (b) مقامی خود حکمرانی اور عوامی شرکت کو فروغ دینا

(c) صرف ٹیکس وصول کرنا (d) صرف زرعی اصلاحات کرنا

10۔ دیہی ترقی کی راہ میں ایک اہم چیلنج کون سا ہے؟

(a) بنیادی سہولتوں کی فراوانی (b) غربت اور بے روزگاری

(c) صنعتی ترقی میں اضافہ (d) تعلیمی اداروں کی کثرت

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ دیہی تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ مختصراً بیان کریں۔

2۔ کمیونٹی ترقی میں عوامی شرکت کی اہمیت واضح کریں۔

3۔ پانچ سالہ منصوبوں کے بنیادی مقاصد بیان کریں۔

4۔ ہنر مندی کی ترقی (Skill Development) دیہی روزگار میں کس طرح معاون ثابت ہوتی ہے؟

5۔ دیہی ترقی میں حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کے کردار پر مختصر نوٹ لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ دیہی تبدیلی اور کمیونٹی ترقی کے تصور، مقاصد، خصوصیات اور اہمیت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

2۔ دیہی تبدیلی میں حکومت، مقامی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے کردار کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

3۔ پانچ سالہ منصوبوں، ہنر مندی کی ترقی اور عوامی شرکت کی اہمیت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

5.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Ramesh Singh: Rural Development: Principles, Policies, and Management" New Age International Publishers Year: 2015 ISBN: 978-8122437311

2۔ S. K. Sharma & A. K. Dubey: Community Development in Rural Areas: Strategies and Challenges" Rawat Publications, Year: 2018 ISBN: 978-8131608531

3۔ K. P. Singh: Rural Development: Theory and Practice" Concept Publishing Company Year: 2019 ISBN: 978-9351251030

4۔ Thomas A. Lyson & William J. Falk Handbook of Rural Development" Westview Press Year: 2000 ISBN: 978-0813390249

5۔ Richard A. C. Smith & John A. M. Wiggins: "Participatory Rural Development: A Guide for Practitioners" Oxfam Publishing Year: 2017 ISBN: 978-1780770179

6۔ John A. H. McCarthy & Shobha R. Iyer: The Rural Transformation: A Global Perspective" Routledge Year: 2020 ISBN: 978-0367336457

اکائی 6۔ پنچایتی راج نظام

(Panchayati Raj System)

اکائی کے اجزا

6.0 تمہید

6.1 مقاصد

6.2 تاریخی جائزہ

6.3 آزادی کے بعد کی پنچایتیں

6.4 73ویں دستوری ترمیم

6.5 اکتسابی نتائج

6.6 کلیدی الفاظ

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید(Introduction)

پنچایتی راج کا تصور نہ تو نیا ہے اور نہ ہی یہ مغربی سیاسی فکر کی پیداوار ہے۔ لفظ پنچایت دو الفاظ، پنچ اور ایات سے مل کر بنا ہے جو سنسکرت کے الفاظ پنچین اور ایاتنم سے ماخوذ ہیں۔ پنچین کے معنی پانچ افراد کی مجلس ہیں جبکہ ایاتنم کے معنی مقام یا جگہ کے ہیں۔ اس طرح پنچایت سے مراد وہ جگہ ہے جہاں پانچ معزز افراد بیٹھ کر لوگوں کے تنازعات اور اختلافات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان افراد کو پنچ پرمیشور بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انہیں انصاف کرنے والا اور خدا کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ پنچایت بنیادی طور پر تنازعات کے حل اور مقامی مسائل کے فیصلے کا ادارہ ہے۔ موجودہ دور میں بھی گاؤں کی ترقی، مقامی انتظام اور عوامی مسائل کے حل میں پنچایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ نچلی سطح پر خود حکمرانی (Local Self-Government) کا ایک اہم ادارہ ہے اور جمہوری نظام کا بنیادی حصہ سمجھی جاتی ہے جو عوامی شرکت اور دیہی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔

6.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- پنچایت کے تصور کو سمجھ سکیں۔
- پنچایت کے تاریخی پس منظر سے واقف ہو سکیں۔
- 73ویں دستوری ترمیمی قانون کو سمجھ سکیں۔
- 73ویں دستوری ترمیم کے ذریعے عورتوں کو ملنے والے حقوق کے بارے میں جان سکیں۔

6.2 تاریخی جائزہ(Historical Overview)

1۔ قدیم ہندوستان کی پنچایتیں(Panchayats in Ancient India)

ہندوستان میں غیر مرکزی (Decentralized) نظام حکومت کی ایک طویل تاریخ رہی ہے جسے پنچایت کہا جاتا ہے۔ یہ مقامی حکومت کا ایک قدیم، سادہ اور مؤثر نظام تھا جس کے ذریعے گاؤں کے لوگ اپنے روزمرہ کے مسائل خود حل کرتے تھے۔ رگ وید (تقریباً 1200 قبل مسیح) میں گاؤں کی پنچایتوں، سبھا اور سمیتی (اسمبلی اور کونسل) کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح رامائن اور مہابھارت میں بھی گھوش) گاؤں کے بزرگ(، گرام (گاؤں) اور گرامینی (گاؤں کے سربراہ) کا ذکر موجود ہے۔ گرامینی کے اہم فرائض میں ٹیکس وصول کرنا، گاؤں کا ریکارڈ محفوظ رکھنا، تنازعات کا فیصلہ کرنا اور امن وامان برقرار رکھنا شامل تھا۔ اگرچہ ان کتابوں میں گاؤں کے سربراہ کے انتخاب کا طریقہ واضح نہیں کیا گیا لیکن بعد کے زمانے میں اس کا تقرر بادشاہ کرتا تھا۔ یہ سربراہ گوپا کے ماتحت کام کرتا تھا جو پانچ سے پچیس دیہات کی نگرانی کا ذمہ دار ہوتا تھا۔

2۔ موریہ دور(Mauryan Period)

موریہ دور میں پنچایت کا نظام بہت منظم تھا۔ پنچایتوں کو مقامی معاملات میں فیصلے کرنے کے مکمل اختیارات حاصل تھے اور بیرونی حکام ان کے کام میں مداخلت نہیں کرتے تھے۔ گاؤں کو سیاسی نظام کی بنیادی اکائی سمجھا جاتا تھا جسے گرام کہا جاتا تھا جبکہ اس کے سربراہ کو گرامیکا کہتے تھے۔ گرامیکا کا انتخاب گاؤں کے لوگ کرتے تھے۔ اس کے فرائض میں ٹیکس وصول کرنا، امن وامان برقرار رکھنا اور کھلی پنچایت میں تنازعات کا فیصلہ کرنا شامل تھا۔ اس کے علاوہ کئی گاؤں کی نگرانی بھی اسی انتظامی نظام کے تحت ہوتی تھی۔

3۔ گپتا دور(Gupta Period)

گپتا دور میں گاؤں کی کونسل کو جن پد اور گاؤں کے سربراہ کو گرام ادھیکش کہا جاتا تھا۔ یہ کونسل گاؤں کی حفاظت، تنازعات کے فیصلے، مال گزاری کی وصولی، عوامی فلاح کے کام اور نابالغ بچوں کی جائیداد کی نگرانی جیسے فرائض انجام دیتی تھی۔ اس کے ارکان گاؤں کے بزرگ اور معزز افراد ہوتے تھے۔ گپتا دور کے بعد چولا، پلاوا، پانڈیا اور وجیانگر کے حکمرانوں نے بھی مقامی حکومت کے نظام کو مضبوط بنایا۔ ان

کے دور میں مقامی ادارے سبھا، اُر(Ur) ، نگرم(Nagaram) ، ناڈو (Nadu) اور منڈلم (Mandalam) جیسے مختلف ناموں سے جانے جاتے تھے۔ مرکزی حکومت کے افسران اداروں کے اجلاسوں میں شرکت بھی کرتے تھے اور ان کی کارکردگی کی نگرانی بھی کرتے تھے۔

قدیم دور کی پنچایتوں کے پاس کافی مالی وسائل موجود تھے اس لیے وہ اپنے فرائض مؤثر طریقے سے انجام دیتی تھیں۔ ان کی آمدنی کے ذرائع میں مرکزی حکومت کی امداد، ریاستی ٹیکس، عطیہ کی گئی جائیدادیں، زمین کی آمدنی، عوامی خدمات، عدالتی فیس، جرمانے، بادشاہ کے تحائف اور عوامی منصوبوں سے حاصل ہونے والی آمدنی شامل تھی۔ ہندوستان کی تاریخ غیر مرکوز نظام حکمرانی سے بھری پڑی ہے۔ غیر مرکوز نظام حکومت کو پنچایت کہتے ہیں۔ یہ ایک قدیم طریقہ ہے جو بہت ہی سادہ اور موثر تھا۔ اس سے گاؤں میں مقیم لوگوں کے روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی تھی۔

4۔ مغل دور کی پنچایتیں(Panchayats in Mughal Period)

سولہویں صدی میں مغل ہندوستان آئے اور یہاں حکومت قائم کی لیکن انہوں نے دیہی انتظام کے روایتی نظام میں زیادہ تبدیلی نہیں کی۔ صرف ان امور میں تبدیلی کی گئی جن کا ذکر آئینِ اکبری، شاہی فرامین اور دستورالعمل میں ملتا ہے۔ اس طرح گاؤں کی پنچایتیں اپنی اہمیت برقرار رکھتی رہیں۔ شیر شاہ سوری کے دور میں بھی گاؤں پنچایتوں کے ذریعے ہی چلائے جاتے تھے۔ ہر پنچایت گاؤں کے بزرگوں اور معزز افراد پر مشتمل ہوتی تھی جو لوگوں کے مسائل حل کرتی اور ان کے مفادات کا خیال رکھتی تھی۔ مغلوں نے عدالتی نظام کے ساتھ ساتھ دیہی انتظام میں بھی کچھ تبدیلیاں کیں لیکن ان کی زیادہ توجہ زمین اور مال گزاری کے نظام پر تھی۔

کمال صدیقی کے مطابق ان تبدیلیوں کے تین اہم اثرات سامنے آئے:

1۔ بعض علاقوں میں امن وامان کی ذمہ داری مرکزی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لی جس سے پنچایتوں کے اختیارات محدود ہو گئے۔

2۔ کئی دیہات میں گاؤں کے سربراہ کی اہمیت بڑھ گئی کیونکہ وہ ٹیکس وصول کرنے کا ذمہ دار تھا جبکہ پنچایت کے بعض اختیارات کم کر دیے گئے۔

3۔ مغلوں کے ٹیکس نظام کی وجہ سے کسانوں اور زمینداروں میں بے چینی پیدا ہوئی۔ اس کے نتیجے میں حکومت اور ٹیکس ادا کرنے والوں کے درمیان درمیانی افراد کا کردار بڑھ گیا۔

ان تبدیلیوں کے باوجود گاؤں کی پنچایتیں ختم نہیں ہوئیں بلکہ اپنا کام جاری رکھتی رہیں۔ صرف اکبر کے دور میں حکومت نے کسانوں سے براہِ راست تعلق قائم کیا جس سے پنچایتوں کا کردار کسی حد تک متاثر ہوا۔ مغل دور میں گاؤں کے سربراہ کو چودھری، مکھیا یا مقدم کہا جاتا تھا۔ وہ گاؤں کے انتظام، عوامی کاموں اور حکومتی احکامات پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ گاؤں اور حکومت کے درمیان رابطے کا کام بھی کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغل حکمرانوں کو مقامی انتظام کی اہمیت کا احساس تھا۔ اسی لیے انہوں نے دیہی پنچایتوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے بجائے انہیں برقرار رکھا اور قانونی حیثیت دی تاکہ مقامی انتظام بہتر رہے اور حکومت کو عوام کا تعاون حاصل ہو۔

5۔ برطانوی دور میں پنچایتیں(Panchayats during the British Period)

برطانوی حکومت کے ابتدائی دور میں مقامی حکومت اور پنچایتوں کی اہمیت کم ہو گئی۔اس کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ برطانوی حکومت نے زمینداروں اور کاشتکاروں سے براہِ راست رابطہ قائم کر لیا جس سے دیہی کمیونٹی اور پنچایتوں کی اہمیت کم ہو گئی۔

2۔ حکومت نے ایک مضبوط مرکزی انتظامی نظام قائم کیا اور عدالتی و انتظامی افسر مقرر کیے جنہوں نے وہ ذمہ داریاں سنبھال لیں جو پہلے پنچایتیں انجام دیتی تھیں۔

3۔ مواصلات اور ذرائع آمد و رفت میں ترقی سے مرکزی حکومت کا کنٹرول مزید مضبوط ہو گیا۔

4۔ انفرادی سوچ اور ذاتی مفادات میں اضافہ ہوا جس سے اجتماعی نظام کمزور پڑنے لگا۔

ابتدا میں برطانوی حکومت نے مقامی خود مختار اداروں پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن 1857ء کی بغاوت کے بعد حالات بدل گئے۔مالی مشکلات اور انتظامی مسائل کی وجہ سے حکومت نے محسوس کیا کہ مقامی اداروں کو دوبارہ فعال بنانا ضروری ہے۔اسی مقصد کے تحت مقامی خود مختار حکومت کے تصور کو دوبارہ فروغ دیا گیا اور پنچایتوں کی بحالی کی کوششیں شروع کی گئیں۔

6۔ لارڈ میو سے آزادی تک پنچایتیں(Panchayats from Lord Mayo to Independence)

1857ء کی بغاوت کے بعد برطانوی حکومت نے محسوس کیا کہ مقامی حکومت کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔مالی مسائل اور بہتر انتظام کے لیے حکومت نے مقامی اداروں کو دوبارہ فعال کرنے کی کوشش کی۔اسی مقصد کے تحت لارڈ میو نے 1870ء میں مقامی خود مختار حکومت سے متعلق ایک اہم قرارداد پیش کی۔اس قرارداد کا مقصد مقامی معاملات میں عوام کی شرکت بڑھانا اور اختیارات کو نچلی سطح تک منتقل کرنا تھا۔ اس کے تحت ضلعی مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا کہ وہ گاؤں میں نامزد اراکین کے ساتھ پنچایتیں قائم کرے تاکہ مقامی مسائل مقامی سطح پر حل کیے جا سکیں۔

اس کے بعد 18 مئی 1882ء کو لارڈ رپن نے مقامی خود مختار حکومت کے بارے میں ایک اہم قرارداد منظور کی جسے ہندوستان میں مقامی خود مختار حکومت کی ترقی کا سنگِ میل سمجھا جاتا ہے۔لارڈ رپن کا خیال تھا کہ عوام کو اپنے مقامی معاملات خود چلانے کا حق ملنا چاہیے۔اس کے مطابق مقامی حکومت صرف انتظامی ادارہ نہیں بلکہ عوام کی سیاسی اور سماجی تربیت کا بھی اہم ذریعہ ہے۔اس قرارداد کے ذریعے اقتدار کو مرکزی حکومت سے مقامی نمائندوں تک منتقل کرنے پر زور دیا گیا۔لارڈ رپن کے ماڈل میں دو سطحوں پر مقامی ادارے قائم کیے گئے جن میں تحصیل بورڈ (موجودہ پنچایت سمیتی کی طرز پر) اور ضلعی بورڈ شامل تھے۔انہوں نے عوام میں خود انحصاری (Self-help) کے جذبے کو فروغ دینے پر بھی زور دیا اور تعلیم یافتہ افراد کو مقامی حکومت میں شامل کرنے کی حمایت کی تاکہ انتظامی بوجھ کم ہو اور کارکردگی بہتر ہو۔انہی خدمات کی وجہ سے لارڈ رپن کو ہندوستان میں مقامی خود مختار حکومت کا بانی کہا جاتا ہے۔اگرچہ لارڈ رپن کی اصلاحات بہت اہم تھیں لیکن سرکاری افسران اور ضلعی حکام نے ان پر مکمل عمل نہیں کیا۔زیادہ تر فیصلے حکومت کی طرف سے کیے جاتے تھے اور مقامی قیادت کو مناسب اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔اس کے باوجود 1882ء کی قرارداد نے ہندوستان میں پنچایتی راج کی ترقی کی مضبوط بنیاد رکھی۔

1907ء میں حکومت نے رائل کمیشن برائے غیر مرکزیت (Royal Commission on

Decentralization) قائم کیا، جس نے 1909ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کمیشن نے گاؤں کی پنچایتوں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے سفارش کی کہ مقامی حکومت کو مضبوط کیا جائے، پنچایتوں کو منظم کیا جائے اور عوام کو مقامی انتظام میں شریک کیا جائے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے نبھا سکیں۔ بعد میں مانٹیگو۔ چیمسفورڈ رپورٹ نے مقامی خود مختار حکومت کو دوہری حکمرانی (Dyarchy) کے تحت صوبائی حکومتوں کے حوالے کرنے کی سفارش کی۔ اس رپورٹ کا مقصد مقامی اداروں کو زیادہ نمائندہ، ذمہ دار اور بیرونی مداخلت سے آزاد بنانا تھا۔ اگرچہ اس سے فوری طور پر مکمل جمہوری نظام قائم نہ ہو سکا لیکن مختلف صوبوں میں قانونی پنچایتوں کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔

1917ء کے اعلامیے میں برطانوی حکومت نے ہندوستان میں ذمہ دار حکومت کے بتدریج قیام کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد 1918ء میں صوبائی سطح پر مقامی خود مختار حکومت کو مزید مضبوط بنانے کے اقدامات کیے گئے تاکہ مقامی مسائل زیادہ مؤثر انداز میں حل کیے جا سکیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء منظور ہونے کے بعد 1920ء میں نافذ کیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت مختلف صوبوں نے پنچایتوں کو مضبوط بنانے اور مقامی حکومت میں عوام کی شرکت بڑھانے کے لیے اپنے قوانین بنائے لیکن عملی طور پر اختیارات زیادہ تر سرکاری افسران کے پاس ہی رہے۔

اس کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت صوبائی خود مختاری متعارف کرائی گئی جس سے مقامی حکومت اور پنچایتوں کو مزید فروغ ملا۔ منتخب صوبائی حکومتوں نے دیہی پنچایتوں کو مضبوط بنانے کے لیے قانون سازی کی لیکن 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہونے پر کانگریسی وزارتوں نے استعفیٰ دے دیا جس سے یہ عمل سست پڑ گیا۔ اس طرح 1947ء میں ہندوستان کی آزادی تک مقامی خود مختار حکومت اور پنچایتوں کے نظام میں کوئی بڑی تبدیلی نہ آ سکی۔ اگرچہ اس عرصے میں پنچایت راج کے مستقبل کے لیے مضبوط بنیاد ضرور تیار ہو چکی تھی۔

6.3 آزادی کے بعد کی پنچایتیں (Panchayats After Independence)

1947ء میں ہندوستان کی آزادی کے بعد گاندھی جی نے پہلی بار جمہوری طرز پر پنچایتوں کے احیا پر زور دیا اور ان کو زیادہ اختیارات دیے تاکہ گاؤں کے باشندے گرام سوراج یعنی خود مختار حکومت کے صحیح تصور سے استفادہ کر سکیں۔ ان کے مطابق گاؤں میں مکمل طور پر پانچ افراد کی جمہوری حکومت ہونی چاہیے جو مشترکہ طور پر ایک سال کے لیے قانون سازی، عدلیہ اور عاملہ کے فرائض انجام دے سکے۔

گاندھی جی تحریر کرتے ہیں کہ ''گاؤں کے سوراج کا میرا تصور مکمل جمہوری، ضرورتوں کے لیے پڑوسیوں سے آزاد اور باہمی انحصار پر مبنی ہے جس میں انحصار (تابعداری) کا ہونا لازمی ہے۔ گاؤں کی حکومت پنچایت کے پانچ افراد پر قائم ہوگی جن کا سالانہ انتخاب اقل ترین صلاحیت کے حامل گاؤں کے بالغ افراد یعنی مرد اور خواتین کی جانب سے ہوگا۔ ان کے کامل اختیارات اور متعین دائرہ کار ہوگا۔ یہ پنچایت مشترکہ طور پر دوران مدت مقننہ، عدلیہ اور عاملہ کے فرائض انجام دے گی۔

ہم جانتے ہیں کہ گرام سوراج قومی آزادی کی تحریک کا ایک اہم نعرہ تھا۔ گاندھی جی نے گرام سوراج اور غیر مرکوزیت کے لیے زبردست تائید کی اور تقریباً سبھی قائدین ان کے اس نظریے سے متفق تھے۔ ہندوستانی دستور کے معمار ڈاکٹر بی آر امبیڈکر ان پنچایتوں کے

بارے میں زیادہ فکر مند نہیں تھے۔4نومبر1948ء کو دستور ساز اسمبلی میں ان کا مشہور ریمارک (Remark) یہ تھا کہ گاؤں کی جمہوریتیں ہندوستانی جمہوریت کے زوال کا سبب بن چکی ہیں۔ تنگ نظری اور فرقہ پرستی کو بڑھاوادے رہی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ صرف مرکزی سیاست ہی پسماندہ اور محروم ذاتوں کو بڑھاوادے رہی ہیں اور ان کے مفادات کا تحفظ صرف مرکزی سیاست سے ہی ممکن ہے۔ان کا کامل یقین تھا کہ یہ گاؤں کی جمہوریتیں ہندوستان کی بربادی کا باعث بن رہی ہے۔ذات پات والے ہندوستان کے گاؤں کی حالت اس دور میں کوئی دیکھتا تو وہ بہ آسانی یہ سمجھ جاتا کہ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کی سوچ ایسی کیوں تھی۔یہ کہا جاتا ہے کہ جب گاندھی جی کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بہت ملول اور پریشان ہوئے کیوں کہ گرام سوراج دیہی ہندوستان میں مابعد آزادی حکومت کا ماڈل تھا جس کا خواب گاندھی جی نے دیکھا تھا۔شاید ان کی اس پریشانی کو دیکھ کر دستوری ترمیم کرتے ہوئے دستور کے حصہ چہارم میں مملکتی پالیسی کے رہنمایانہ اصولوں میں گرام پنچایت سے متعلق آرٹیکل 40 کو شامل کیا گیا۔آرٹیکل 40 مملکت کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ گاؤں کی پنچایت کو منظم کرے اور انہیں درکار اختیارات فراہم کرے تاکہ وہ مقامی حکومت کی اکائی کے طور پر کام کر سکے یعنی رہنمایانہ اصولوں میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مملکت دیہی پنچایتوں کو منظم کرنے کے لیے اقدامات کرے گی اور انہیں ایسے اختیارات دے گی جن کے ذریعے وہ خود اختیاری حکومت کی اکائیوں کی طرح کام کر سکے۔

نتیجتاً سارے ملک میں پنچایت راج اداروں پر توجہ دینے کے بجائے کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام کے ذریعے سماجی اور معاشی تبدیلی لانے کی کوشش کی گئی۔ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام کو سرکاری فنڈ کے ذریعے چلایا جاتا ہے جس کی تشکیل 1952 میں عمل میں آئی تھی۔اس میں عوامی شراکت داری اہم ہوتی تھی تاکہ دیہی کمیونٹی کی سماجی اور معاشی زندگی میں تبدیلی لائی جاسکے۔ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام کو نیشنل ایکسٹنشن سرویس (National Extension Services) کے ذریعے مستحکم کیا گیا تاکہ ترقی سے متعلق مسائل کو مختلف مقامی اور عملی مراحل میں حل کیا جاسکے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام (CWP) دیہی علاقوں میں سماجی اور معاشی تبدیلی لانے والا پہلا جامع پروگرام تھا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ پہلی بار منظم انتظامیہ کے ساتھ قومی، ریاستی، ضلع واری اور بلاک مراحل میں ترقیاتی پروگراموں کی عمل آوری میں کامیاب رہا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ خود انحصاری اور عوامی وابستگی کو نہیں حاصل کیا جاسکا کیوں کہ اس پروگرام میں ذمے دارانہ قیادت کی حوصلہ افزائی پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام تنزلی کا شکار رہا۔ یہ صرف علامتی عوامی اشتراک تھا۔ نیشنل ایکسٹنشن پروگرام (NES) تشکیل دیا گیا اور 2 اکتوبر 1953 کو نافذ کیا گیا۔ پلان پروجکٹ سے متعلق ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی جس کو نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل اور بلونت رائے مہتا کی صدارت میں 1957ء میں تشکیل دیا گیا تاکہ وہ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام اور نیشنل ایکسٹنشن سرویس (NES) پروگرام کی کارکردگی کا جائزہ لے سکے۔ دسمبر 1957ء تک رپورٹ داخل کی گئی اور یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔اس رپورٹ نے کمیونٹی ڈیولپمنٹ اور دیہی مقامی حکومت یا پنچایت راج اداروں کی سوچ سے متعلق انقلاب برپا کیا۔ بلاشبہ فیصلہ سازی میں عوام کا اشتراک ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ٹیم نے اس تلخ حقیقت کو مخفی رکھنے کی کوشش نہیں کی اور اس بات کو تسلیم کیا کہ کمیونٹی ڈیولپمنٹ اور نیشنل ایکسٹنشن کے کامیاب پہلو میں سے ایک پہلو یہ تھا کہ وہ عوامی تائید حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ ٹیم کا یہ خیال تھا کہ مقامی عوام نے کمیونٹی ڈیولپمنٹ یا نیشنل ایکسٹنشن سرویس (NES) کے تعلق سے کوئی دلچسپی یا گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا حالانکہ مقامی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن یہ ناکام رہی۔ کیوں کہ عوامی اور

جمہوری ادارہ کی تشکیل کے لیے کوئی ایسی جدوجہد نہیں کی گئی جو مقامی مفاد، رہبری اور دیکھ بھال کر سکے جو اس کامیابی کے لیے ضروری تھی۔ ٹیم کا خیال تھا کہ اقتدار کی غیر مرکزیت کی وجہ سے مقامی ادارے یا پنچایتیں متاثر ہوں گی۔ جب وہ تشکیل دیئے جائیں تب ان کے مکمل اختیارات کو مقامی عوامی نمائندوں کی نگرانی اور ان کے زیر کنٹرول ہونا چاہیے۔

Balwant Rai Mehta کمیٹی کی رپورٹ کو ہندوستان میں پنچایت راج اداروں کا بنیادی خاکہ (Blueprint) سمجھا جاتا ہے۔ اس کمیٹی نے عوامی شرکت کے ذریعے مقامی خود مختار حکومت کو مضبوط بنانے کی سفارش کی۔ کمیٹی نے تین درجاتی (Three-tier) پنچایت راج نظام تجویز کیا جس میں گرام پنچایت سب سے نچلی سطح، پنچایت سمیتی درمیانی سطح اور ضلع پریشد سب سے اعلیٰ سطح پر رکھی گئی۔ کمیٹی کے مطابق گرام پنچایت مقامی حکومت کی بنیادی اکائی ہوگی اور اس کے اراکین کا انتخاب براہِ راست عوام کریں گے۔ پنچایت سمیتی کو اس نظام کی سب سے اہم اکائی قرار دیا گیا جس کا دائرۂ کار بلاک (Block) ہوگا۔ جبکہ ضلع پریشد ضلع کی سطح پر کام کرے گی اور پنچایت سمیتیوں اور ضلعی انتظامیہ کے درمیان رابطے کا کردار ادا کرے گی۔ ضلع پریشد میں پنچایت سمیتیوں کے صدور، ارکانِ پارلیمنٹ، ریاستی اسمبلی کے ارکان اور ضلعی سطح کے افسر شامل ہوں گے۔

کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی کہ اگر جمہوری غیر مرکزیت (Democratic Decentralization) کو مؤثر بنانا ہے تو گرام پنچایت، پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد تینوں اداروں کو ایک ساتھ اور پورے ضلع میں بیک وقت نافذ کیا جائے۔ ان سفارشات پر نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل نے غور کیا اور اس اصول سے اتفاق کیا کہ گاؤں کی سیاسی تنظیم جمہوری بنیادوں پر ہونی چاہیے۔ البتہ ہر ریاست کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے مقامی حالات کے مطابق اس نظام کو نافذ کرے۔ بعد میں سنٹرل کونسل آف لوکل سیلف گورنمنٹ نے بھی ان سفارشات کی حمایت کی اور اقتدار کو نچلی سطح تک منتقل کرنے پر زور دیا۔ بعد ازاں جمہوری غیر مرکزیت کی اصطلاح کی جگہ پنچایتی راج کی اصطلاح اختیار کی گئی۔ بیشتر ریاستوں نے بلونت رائے مہتا کمیٹی کی سفارشات کو قبول کیا اور انہیں قومی ترقی کے لیے اہم قدم قرار دیا۔ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم Jawaharlal Nehru نے ان سفارشات کی بھرپور حمایت کی اور 2 اکتوبر 1959ء کو راجستھان کے ناگور میں پنچایت راج نظام کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

اشوک مہتا کمیٹی 1977ء میں کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ پنچایت راج نظام کا دوبارہ جائزہ لیا جاسکے۔ کمیٹی نے 1959ء سے 1977ء تک کے دور کا مطالعہ کرتے ہوئے کہا کہ پنچایت راج کی تاریخ میں عروج، جمود اور زوال تینوں مراحل آئے۔ اس نے اس عرصے کو تین حصوں میں تقسیم کیا:

- عروج کا دور (1959ء–1964ء)
- جمود کا دور (1965ء–1969ء)
- زوال کا دور (1969ء–1977ء)

اشوک مہتا کمیٹی نے دو درجاتی (Two-tier) پنچایت راج نظام کی سفارش کی۔ اس کے مطابق ضلع پریشد کو مقامی حکومت کی بنیادی اکائی بنایا جائے اور اس کے بعد منڈل پنچایت قائم کی جائے، جو کئی گاؤں پر مشتمل ہو۔ تاہم، اس کمیٹی کی ایک بڑی خامی یہ تھی کہ اس نے

گرام سبھااور گرام پنچایت کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔ 1979ء میں وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس نے دو درجاتی نظام کو مسترد کر دیااور تین درجاتی نظام برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے باوجود اشوک مہتا کمیٹی نے پنچایت راج کے تصور کو نئی سمت دی اور اسے پنچایت راج کی دوسری نسل (Second Generation) کا آغاز قرار دیا جاتا ہے۔ مغربی بنگال نے 1978ء میں اس کمیٹی کی بعض سفارشات پر عمل کرتے ہوئے پنچایت راج کو مزید مؤثر بنایا۔ بعد میں کرناٹک، آندھرا پردیش اور جموں و کشمیر میں بھی پنچایتوں کو حقیقی سیاسی اداروں کی شکل دی گئی۔ بلونت رائے مہتا کمیٹی نے ترقیاتی پہلو پر زیادہ زور دیا جبکہ بعد کی اصلاحات میں مقامی خود مختار حکومت کو بھی اہمیت دی گئی۔

جی۔ وی۔ کے راؤ کمیٹی 1985ء میں کمیٹی منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے تشکیل دی گئی تاکہ دیہی ترقی کے انتظامی نظام کا جائزہ لیا جاسکے۔ کمیٹی نے پنچایت راج اداروں کو دوبارہ مضبوط بنانے کی سفارش کی اور کہا کہ دیہی ترقی کی منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی کی ذمہ داری انہی اداروں کو دی جانی چاہیے۔ کمیٹی کے مطابق پنچایتوں کو معاشی اور سماجی ترقی سے متعلق تمام سرگرمیوں میں مرکزی کردار دیا جائے اور انہیں ضروری اختیارات اور وسائل فراہم کیے جائیں تاکہ وہ مقامی ترقی میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ اس نے پنچایت راج اداروں کے باقاعدہ انتخابات کرانے، گرام سبھا کو فعال بنانے اور پنچایت راج اداروں کو آئینی تحفظ دینے کی بھی سفارش کی۔ کمیٹی نے یہ بھی تجویز دی کہ آزادانہ، منصفانہ اور باقاعدہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے آئین میں مناسب ترمیم کی جائے۔

6.4 73ویں دستوری ترمیم (73rd Constitutional Amendment)

مندرجہ بالا کمیٹیوں کی سفارشات نے پنچایت راج اداروں کی دستوری شناخت اور توثیق کی ضرورت کا احساس دلایا۔ ریاستی حکومتیں دستوری تحفظات کے بغیر مکمل طور پر پنچایت راج کا قیام عمل میں نہیں لاسکتی تھیں۔ نیز مقامی اداروں کو دوبارہ جلا بخشنے اور ان کو موثر بنانے کے لیے کسی بھی اقدام کی دستوری حیثیت ضروری تھی اور یہ دستور کے 73ویں ترمیم کے ذریعے ممکن ہو سکا۔ 73ویں دستوری ترمیم 1992 میں تشکیل دیا گیا اور اس کا نفاذ 24 اپریل 1993 سے ہوا۔ اس قانون کو دستور کے گیارہویں باب میں شامل کیا گیا جو پنچایت راج نظام کے اختیارات اور فرائض کو بیان کرتا ہے۔ اس قانون کے مطابق پنچایت راج اداروں کو دستوری موقف عطا کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اسے دستوری خود مختاری بھی حاصل ہوئی۔ پنچایت راج اداروں کو مزید بااثر اور کارکرد بنانے کے لیے مالیاتی کمیشن اور الیکشن کمیشن کو شامل کیا گیا جس سے پنچایت راج اداروں کو بہت سے اختیارات حاصل ہوئے۔ کسی بھی وقت اس قانون کی خلاف ورزی کو موجب سزا قرار دیا گیا۔ اس قانون کے مطابق تمام ریاستوں کو اپنے پنچایت قوانین میں ترمیم کرتے ہوئے ایک سال کے اندر یعنی اپریل 1995 تک پنچایت کے انتخابات منعقد کرنے کو کہا گیا۔ تمام ریاستوں نے 23 اپریل 1994 تک نئے پنچایت راج قانون کو اپنایا۔ اس قانون کے مطابق پنچایت ضلعی سطح سے نیچے تیسرے درجہ کی حکومت قرار پائی۔ دستوری ترمیم نے تمام ریاستوں میں پنچایت راج اداروں کو خود اختیاری کا موقف عطا کیا۔ اس طرح اب سے درجہ جاتی حکومتیں ہوں گی یعنی مرکزی حکومت، ریاستی حکومت اور پنچایتیں۔ 73ویں دستوری ترمیم کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

1۔ **گرام سبھا (Gram Sabha):** گرام سبھا گاؤں یا چند دیہات کے ایسے گروہ پر مشتمل ہوتی ہے جس میں تمام رجسٹرڈ ووٹر شامل

ہوتے ہیں۔ 73ویں آئینی ترمیم کے ذریعے گرام سبھا کو پنچایت راج نظام کا بنیادی ادارہ قرار دیا گیا۔ آرٹیکل 243 (A) کے مطابق گرام سبھا وہ تمام اختیارات اور فرائض انجام دیتی ہے جو ریاستی مقننہ اسے تفویض کرتی ہے۔ جمہوری نظام میں عوامی اختیارات کا آغاز گاؤں سے ہوتا ہے اس لیے ایک فعال اور باخبر گرام سبھا پنچایت راج کی کامیابی کے لیے نہایت اہم ہے۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مقامی ضروریات کی نشاندہی کرے، ترقیاتی منصوبوں میں عوام کی شرکت کو یقینی بنائے اور گاؤں کی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرے۔

2۔ **تین درجاتی نظام (Three-Tier System):** 73ویں آئینی ترمیم کے تحت پنچایت راج کا تین درجاتی نظام قائم کیا گیا جس میں گاؤں کی سطح پر گرام پنچایت، درمیانی سطح پر پنچایت سمیتی اور ضلع کی سطح پر ضلع پریشد شامل ہیں۔ تاہم جن ریاستوں کی آبادی بیس لاکھ سے کم ہو، وہاں درمیانی سطح کی پنچایت قائم کرنا لازمی نہیں ہے۔

3۔ **نشستوں کا تحفظ (Reservation of Seats):** اس ایکٹ کے تحت ہر پنچایت میں درج فہرست ذاتوں (SC) اور درج فہرست قبائل (ST) کے لیے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔ اسی طرح کم از کم ایک تہائی نشستیں خواتین کے لیے مختص کی گئی ہیں، جن میں SC اور ST خواتین کی نشستیں بھی شامل ہیں۔ یہ نشستیں مختلف انتخابی حلقوں میں باری باری سے مختص کی جاتی ہیں۔ اسی طرح گرام پنچایت، پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد کے صدر کے بعض عہدے بھی SC، ST اور خواتین کے لیے مخصوص کیے جاتے ہیں۔

4۔ **پنچایتوں کی تشکیل (Composition of Panchayats):** 73ویں آئینی ترمیم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ پنچایتوں کے اراکین کا انتخاب براہِ راست عوام کرتے ہیں۔ ہر علاقائی انتخابی حلقے سے منتخب نمائندے پنچایت کے رکن بنتے ہیں۔ گرام پنچایت کے صدر کے انتخاب کا طریقہ متعلقہ ریاستی قانون کے مطابق ہوتا ہے جبکہ درمیانی اور ضلعی سطح کے صدر منتخب اراکین میں سے منتخب کیے جاتے ہیں۔

5۔ **پنچایتوں کی معیاد (Duration of Panchayats):** ہر پنچایت کی مدت پانچ سال مقرر کی گئی ہے۔ اگر کسی وجہ سے پنچایت اپنی مدت پوری ہونے سے پہلے تحلیل ہو جائے تو چھ ماہ کے اندر نئے انتخابات کرانا ضروری ہوتا ہے۔ نئی پنچایت باقی ماندہ مدت کے لیے اپنی ذمہ داریاں انجام دیتی ہے۔

6۔ **انتخابات کا انعقاد (Conduct of Elections):** ریاستی الیکشن کمیشن پنچایت انتخابات کے انعقاد، ووٹر فہرستوں کی تیاری، نگرانی اور انتخابی عمل کی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ 18 سال یا اس سے زیادہ عمر کے تمام اہل شہری ووٹر کے طور پر رجسٹر ہو سکتے ہیں۔ ریاستی الیکشن کمیشن آزاد، منصفانہ اور شفاف انتخابات کو یقینی بناتا ہے۔

7۔ **مالیاتی کمیشن (Finance Commission):** 73ویں آئینی ترمیم، 1992 کے تحت ہر ریاست میں ہر پانچ سال بعد ایک ریاستی مالیاتی کمیشن تشکیل دیا جاتا ہے۔ اس کا تقرر متعلقہ ریاست کا گورنر کرتا ہے۔ مالیاتی کمیشن پنچایتوں کی مالی حالت کا جائزہ لیتا ہے اور ان کی آمدنی، وسائل اور مالی ضروریات کے بارے میں گورنر کو سفارشات پیش کرتا ہے تاکہ پنچایتیں اپنے ترقیاتی کام مؤثر طریقے سے انجام دے سکیں۔

8۔ **ترقیاتی سرگرمیاں(Development Activities):** 73ویں آئینی ترمیم کے تحت پنچایتوں کو معاشی ترقی، سماجی انصاف اور گیارہویں شیڈول میں شامل مختلف ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ان سرگرمیوں کو پانچ اہم زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i) **معاشی ترقی (Economic Development):** اس زمرے میں زراعت، زمین کی بہتری، چھوٹی آبپاشی، مویشی پروری، ماہی پروری، سماجی جنگلات، جنگلاتی پیداوار، گھریلو اور چھوٹی صنعتیں، ایندھن، چارہ اور غربت کے خاتمے کے پروگرام شامل ہیں، جیسے جواہر روزگار یوجنا اور متحدہ دیہی ترقیاتی پروگرام۔

ii) **تعلیم (Education):** تعلیم کے شعبے میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم، غیر رسمی تعلیم، فنی تربیت، کتب خانے اور ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دینا شامل ہے۔

iii) **صحت (Health):** اس شعبے میں عوامی صحت، صفائی ستھرائی اور خاندانی بہبود سے متعلق منصوبے شامل ہیں۔

iv) **سماجی بہبود، خواتین اور بچوں کی ترقی (Welfare, including Women and Child Development):** اس زمرے میں کمزور طبقات کی فلاح، خواتین اور بچوں کی ترقی، سماجی بہبود اور عوامی تقسیمِ نظام (Public Distribution System) سے متعلق سرگرمیاں شامل ہیں۔

v) **بنیادی ڈھانچے کی ترقی (Infrastructure Development):** اس شعبے میں سڑکوں کی تعمیر، رہائش، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، بازاروں کی ترقی، بجلی کی سہولیات اور کمیونٹی اثاثوں کی دیکھ بھال شامل ہے۔ان میں سے کئی منصوبے غریب، پسماندہ اور محروم طبقات کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تیار کیے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا 73ویں دستوری ترمیمی قانون نے گیارہویں شیڈول کے مطابق ان فرائض کی نشاندہی کی ہے۔ان میں 29 فرائض شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ زراعت اور زرعی توسیع
2۔ بہتر اراضی، اراضی اصلاحات کا نفاذ، اراضی توسیع اور زمین کا تحفظ
3۔ چھوٹی آبپاشی، آبی انتظام اور واٹر شیڈ کی ترقی
4۔ نگہداشت مویشیان (Animal Husbandry)، ڈیری اور پولٹری
5۔ مچھلی پالن
6۔ سماجی اور فارم جنگل بانی اور باغبانی
7۔ چھوٹے پیمانے کی جنگلاتی پیداوار
8۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں بشمول فوڈ پروسیسنگ انڈسٹریز
9۔ کھادی، دیہی اور گھریلو صنعتیں

10۔ دیہی املاک جات

11۔ پینے کا پانی

12۔ ایندھن اور چارہ

13۔ سڑکیں، زمین دوز موریاں، پل، کشتیاں، آبی راستے اور دیگر ذرائع مواصلات

14۔ دیہی برقیانا بشمول برقی کی تقسیم

15۔ غیر روایتی توانائی کے ذرائع

16۔ غریبی ہٹاؤ پروگرام

17۔ تعلیم بشمول تحتانوی اور وسطانوی مدارس

18۔ فنی تربیت اور ووکیشنل تعلیم

19۔ تعلیم بالغان اور غیر رسمی تعلیم

20۔ کتب خانے

21۔ تمدنی سرگرمیاں

22۔ بازار اور میلے

23۔ صحت اور صفائی بشمول دواخانے، ابتدائی طبّی مراکز اور ڈسپنسریز

24۔ خاندانی بہبود

25۔ خواتین و اطفال کی بہبودی

26۔ سماجی بھلائی بشمول ذہنی اور جسمانی معذورین کی بھلائی

27۔ کمزور طبقات کی بھلائی خصوصاً درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل

28۔ عوامی تقسیم کا نظام

29۔ کمیونٹی اثاثہ جات کی نگرانی اور دیکھ بھال

6.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

ہندوستان میں پنچایتوں کا تصور نامعلوم زمانہ سے ہے۔ پنچایتیں ہندوستان کے قدیم دور اور مغلوں کے دور میں بھی تھیں لیکن برطانوی حکمرانی کے ابتدائی ایام میں غائب ہو گئیں اور 1857ء کے بعد ان کا احیا عمل میں آیا۔ برطانوی دور میں حکومت کے خود اختیاری کے قیام کے لیے کئی سفارشات اور کئی قراردادیں منظور کی گئیں۔ آزادی کے بعد کئی مختلف کمیٹیاں قائم کی گئیں لیکن اس ادارہ کو دستوری حیثیت 73ویں دستوری ترمیمی قانون کی منظوری کے بعد حاصل ہوئی۔ اس ایکٹ میں تین درجاتی نظام، نشستوں کا تحفظ، پنچایتوں کی معیاد، الیکشن

کاانعقاد وغیرہ جیسی خصوصیات شامل تھے۔اس ایکٹ نے گیارہویں شیڈول کے مطابق چند امور اور فرائض کی نشاندہی کی ہے جو پنچایت کے فرائض میں شامل ہیں۔

6.6 کلیدی الفاظ(Keywords)

- **پنچایت:** گاؤں کا مقامی حکمران ادارہ۔
- **گرامینی:** گرامینی گاؤں کا سربراہ ہوتا ہے جس کے ذمے ٹیکسوں کی وصولی، گاؤں کے ریکارڈس کی برقراری اور تحفظ، تنازعات کی یکسوئی، جرم کے شرح کو قابو میں رکھنا وغیرہ شامل ہے۔
- **کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام:** دیہی تعمیر نو کی اسکیم جو حکومت ہند کے کنٹرول میں ہے۔
- **درج فہرست ذاتیں:** وہ فرد درج فہرست ذات سے تعلق رکھتا ہے جسے دستور نے مخصوص علاقے میں رہنے کی وجہ سے درج فہرست ذات کا رکن قرار دیا ہے۔
- **درج فہرست قبائل:** وہ قبائلی کمیونٹیاں یا قبیلے جو دستور کے دفعہ 342 کے مطابق درج فہرست قبائلی کہلاتے ہیں۔

6.7 نمونہ امتحانی سوالات(Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Answer Type Questions)

1۔ لفظ پنچایت سنسکرت لفظ پنچم اور.....سے ماخوذ ہے۔

(a) آیت (b) آیتنم (c) نیتیم (d) مایاتنم

2۔ پنچاس کو..... بھی کہتے ہیں۔

(a) پنچ پرمیشور (b) پنچ اوتار (c) پنچ آتما (d) پنچ پرماتما

3۔ زمانہ قدیم میں گاؤں کے سربراہ کو.....کہتے تھے۔

(a) گرامینی (b) گھوش (c) گوپا (d) گرام

4۔ گپتا دور میں گاؤں کی کونسل کو.....کہتے تھے۔

(a) جن پد (b) گرام (c) گرامدھاپد (d) ناگارم

5۔ مغل دور میں گاؤں کے صدر کو.....کہتے تھے۔

(a) مقدم (b) منڈلم (c) استھانکا (d) گوپا

6۔ کمیونٹی ڈیولپمنٹ پروگرام سال.....میں متعارف ہوا۔

1952 (a) 1953 (b) 1956 (c) 1957 (d)

7۔ بلونت رائے کمیٹی کا تقرر سال.....میں ہوا۔

1956 (a) 1957 (b) 1967 (c) 1977 (d)

8۔ 73ویں دستوری ترمیمی قانون سال.....میں پاس ہوا۔

1992 (a) 1993 (b) 1995 (c) 1994 (d)

9۔ ان میں کونسی پنچایت راج ادارہ کی خصوصیت نہیں ہے۔

(a) الیکشن کاانعقاد (b) نشستوں کا تحفظ (c) دودر جاتی نظام (d) صحت

10۔ پنچایتوں کے فرائض شیڈول کے کس حصّہ میں ہیں۔

XII (a) XI (b) IX (c) X (d)

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ پنچایت کے تصور پر بحث کرتے ہوئے زمانہ قدیم میں اس کی اہمیت کو بیان کیجیے۔

2۔ بلونت رائے مہتا کمیٹی کی اہم خصوصیات یا تجاویز کیا ہیں؟

3۔ دستور کے گیارہویں شیڈول میں پنچایتوں کے تفویض کردہ فرائض کو لکھیے۔

4۔ 73ویں آئینی ترمیم(1992) کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

5۔ گرام سبھااور گرام پنچایت کے اختیارات اور فرائض پر مختصر نوٹ لکھیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ ہندوستان میں پنچایت کے احیا پر بحث کیجیے۔

2۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد حکومت نے کیا اقدامات کیے؟

3۔ 73ویں دستوری ترمیمی ایکٹ پنچایتوں کو کس طرح نئی زندگی عطا کی؟

6.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Ahuja, Ram. 2014, Indian Social Problem, Rawat Publications, Jaipur

2۔ Gore, M.S. 2015, Unity in Diversity: The Indian Experience in Nation-building, Rawat Publications, Jaipur

3۔ Hasnain, N. 2019, Indian Society: Themes and Social Issues, McGraw-Hill, New Delhi

4. Hasnain, N. 2010, Indian Society and Culture: Continuity and Change, New Royal Book Company, Lucknow, Uttar Pradesh

اکائی 7۔ دیہی مزدوروں کے مسائل، بندھوامزدور، مہاجر مزدور، کسانوں کی خودکشی

(Problem of Rural Labour, Bonded Labour
Migrant Labourers, Farmers Suicide)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید
7.1 مقاصد
7.2 تعارف
7.3 ہندوستانی دیہی مزدوروں کے مسائل
7.4 بندھوامزدور کا تعارف
7.5 بندھوامزدور کے اقسام
7.6 بندھوامزدوروں کے مسائل
7.7 بندھوامزدور کی وجوہات
7.8 ہندوستانی تناظر میں بندھوامزدور کے مذہبی عوامل
7.9 مہاجر مزدور کی تعریف
7.10 کسانوں کی خودکشی اور مسائل
7.11 اکتسابی نتائج
7.12 کلیدی الفاظ
7.13 نمونہ امتحانی سوالات
7.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید (Preface)

ہندوستان میں دیہی مزدور سب سے کم آمدنی والے اور معاشی طور پر کمزور طبقات میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ مزدور زیادہ تر زراعت، تعمیراتی کاموں اور دیگر جسمانی محنت والے پیشوں سے وابستہ ہوتے ہیں جہاں انہیں کم اجرت اور مناسب سہولتوں کے بغیر کام کرنا پڑتا ہے۔ ان

کے مسائل کی اہم وجوہات میں معاشی عدم مساوات، وسائل کی غیر مساوی تقسیم اور روزگار کے محدود مواقع شامل ہیں۔ اس کے علاوہ موسمیاتی تبدیلی، صحت کی مناسب سہولتوں کی کمی اور غیر مستقل روزگار بھی ان کی زندگی اور معاش کو متاثر کرتے ہیں۔ دیہی مزدوروں کو اکثر فصلوں کی کاشت کے موسم میں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے لیکن جب موسم تبدیل ہوتا ہے تو ان کے لیے روزگار کے مواقع کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں غربت اور بے روزگاری کا سامنا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ مزدوروں کو دیہی علاقوں میں اکثر کم اجرت ملتی ہے نیز انہیں کام کی محفوظ جگہوں پر کام کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ دیہی علاقوں میں صحت کی سہولتوں کا فقدان بھی مزدوروں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ انہیں بیماریوں کا سامنا ہوتا ہے اور علاج کی سہولتیں بھی کم میسر ہوتی ہیں۔ مزید برآں، دیہی مزدوروں کو تعلیم اور مہارت کے مواقع بھی کم ہی ملتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بہتر روزگار حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ نتیجتاً یہ تمام مسائل دیہی مزدوروں کے معیارِ زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور ان کی مشکلات کو بڑھاتے ہیں۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- دیہی مزدور، بندھوا مزدور اور مہاجر مزدور کے تصور کو سمجھ سکیں۔
- دیہی مزدوروں کی معاشی اور سماجی حالت کا تجزیہ کر سکیں۔
- مہاجر مزدوروں کو درپیش مسائل اور چیلنجز سے واقف ہو سکیں۔
- کسانوں کی خودکشیوں کی اہم وجوہات کو سمجھ سکیں۔
- کسانوں کی خودکشیوں کے معاشی، سماجی اور نفسیاتی عوامل کا تجزیہ کر سکیں۔
- مزدوروں اور کسانوں کے مسائل کے حل کے لیے حکومتی اقدامات اور تجاویز سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

7.2 تعارف (Introduction)

ہندوستان کی معیشت میں دیہی مزدور، بندھوا مزدور، مہاجر مزدور اور کسان اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں کی بڑی آبادی اپنی روزی روٹی کے لیے زراعت اور اس سے وابستہ کاموں پر انحصار کرتی ہے۔ تاہم معاشی عدم مساوات، محدود وسائل، جدید سہولتوں کی کمی اور روزگار کے غیر یقینی مواقع کی وجہ سے یہ طبقات مختلف سماجی اور معاشی مسائل کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کی زندگی موسمی حالات، زرعی پیداوار، سرکاری پالیسیوں اور روزگار کے مواقع سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ ان مسائل کے باعث نہ صرف ان کا معیارِ زندگی متاثر ہوتا ہے بلکہ دیہی معیشت اور سماجی ترقی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اسی لیے ان طبقات کے مسائل کو سمجھنا اور ان کے حل کے لیے مؤثر اقدامات کرنا ضروری ہے۔

7.3 ہندوستانی دیہی مزدوروں کے مسائل (Problems of Rural Labourers in India)

دیہی مزدور ہندوستانی معیشت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ دیہی علاقوں کی بڑی آبادی زراعت اور دیگر غیر زرعی کاموں سے اپنی روزی روٹی کماتی ہے۔ یہ مزدور اپنی محنت سے زرعی پیداوار اور دیہی معیشت کو مضبوط بناتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں معاشی، سماجی اور صحت سے متعلق کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کم اجرت، غیر محفوظ کام، تعلیم اور صحت کی سہولتوں کی کمی اور قدرتی آفات ان کے اہم مسائل ہیں۔

7.3.1 غربت اور غیر مساوی اجرت

دیہی مزدوروں کی بڑی تعداد غربت کا شکار ہے کیونکہ انہیں شہروں کے مزدوروں کے مقابلے میں کم اجرت ملتی ہے۔ زیادہ تر مزدور روزانہ اجرت پر کام کرتے ہیں جو ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ زرعی مزدوروں کا روزگار فصلوں اور موسم پر منحصر ہوتا ہے اس لیے انہیں اکثر بے روزگاری اور غیر یقینی آمدنی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہندوستان میں دیہی غربت کا اندازہ مختلف سرکاری اور بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس سے لگایا جاتا ہے جن میں اہم درج ذیل ہیں:

1۔ **نیشنل سیمپل سروے آفس (NSSO):** کے سروے کے مطابق دیہی علاقوں میں غربت کی شرح شہری علاقوں سے زیادہ ہے۔ زیادہ تر دیہی مزدور غیر منظم (Informal) شعبے میں کام کرتے ہیں، جہاں اجرت کم اور روزگار غیر یقینی ہوتا ہے۔

2۔ **غربت کی سرکاری حد (Poverty Line):** حکومت ہند نے غربت کی پیمائش کے لیے آمدنی کا ایک معیار مقرر کیا ہے۔ دیہی مزدوروں کی بڑی تعداد اس معیار سے کم آمدنی پر زندگی گزارتی ہے جس سے ان کی معاشی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

3۔ **سماجی و معاشی اور ذات پر مبنی مردم شماری (Socio-Economic and Caste Census):** اس کے مطابق دیہی علاقوں میں غربت کی شرح شہری علاقوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اور غریب آبادی کا بڑا حصہ مزدور طبقے پر مشتمل ہے۔

4۔ **قومی نمونہ سروے (NSS) اور عالمی بینک:** NSS اور عالمی بینک کی رپورٹس کے مطابق دیہی مزدوروں کی بڑی تعداد غربت، غیر مستقل روزگار اور سماجی تحفظ کی کمی کا شکار ہے۔

7.3.2 کام کے غیر محفوظ حالات

دیہی مزدور اکثر غیر محفوظ حالات میں کام کرتے ہیں۔ زرعی مزدوروں کو کھیتوں میں کام کرتے وقت کیڑے مار ادویات، زرعی مشینوں، شدید گرمی اور دیگر خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں حفاظتی سامان اور طبّی سہولتیں بھی مناسب طور پر فراہم نہیں کی جاتیں۔ اس کے علاوہ زیادہ تر مزدور مستقل ملازمت سے محروم ہوتے ہیں اور صرف موسمی کام پر انحصار کرتے ہیں جس سے ان کی آمدنی غیر یقینی رہتی ہے۔

7.3.3 تعلیم اور صحت کی سہولتوں کا فقدان

دیہی مزدوروں کو تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولتیں پوری طرح دستیاب نہیں ہوتیں۔ کم تعلیم کی وجہ سے وہ بہتر روزگار حاصل نہیں کر پاتے اور زیادہ تر جسمانی محنت والے کاموں تک محدود رہتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں صحت کے مراکز، ڈاکٹر اور طبّی سہولتوں کی کمی کے باعث بیماری کی صورت میں بروقت علاج ممکن نہیں ہو پاتا جس سے ان کی صحت اور کام کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

7.3.4 زرعی آفات کی صورت میں معاشی بدحالی

دیہی مزدور سیلاب، خشک سالی، بے وقت بارش، اولہ باری اور فصلوں کی بیماریوں جیسی زرعی آفات سے براہِ راست متاثر ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں فصلیں تباہ ہونے سے ان کا روزگار ختم ہو جاتا ہے اور انہیں شدید معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ حکومت مختلف امدادی اور بیمہ اسکیمیں چلاتی ہے لیکن اکثر یہ سہولتیں تمام مستحق مزدوروں تک بروقت نہیں پہنچ پاتیں جس کی وجہ سے ان کی مشکلات مزید بڑھ جاتی ہیں۔

7.4 بندھوا مزدور کا تعارف (Introduction to Bonded Labour)

بندھوا مزدور وہ شخص ہوتا ہے جو قرض یا کسی مالی مجبوری کی وجہ سے کسی مالک کے لیے کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اپنی مرضی سے کام چھوڑنے کی آزادی نہیں رکھتا۔ اس کی زندگی کا بڑا حصہ قرض کی ادائیگی میں گزر جاتا ہے لیکن کم اجرت اور استحصالی نظام کی وجہ سے وہ اکثر قرض سے نجات حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی وجہ سے وہ معاشی، سماجی اور قانونی حقوق سے بھی محروم رہتا ہے۔ بندھوا مزدوری ایک سنگین سماجی مسئلہ ہے جو خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس نظام میں مزدور اپنی جسمانی یا ذہنی محنت ایک مالک کے حوالے کرتا ہے مگر اس کے بدلے اسے مناسب اجرت، آزادی اور بنیادی انسانی حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ کئی صورتوں میں یہ نظام نسل در نسل بھی جاری رہتا ہے۔

بندھوا مزدور کی سب سے نمایاں خصوصیت قرض کا مسلسل بوجھ ہے۔ عموماً وہ علاج، خوراک، تعلیم یا دیگر گھریلو ضروریات پوری کرنے کے لیے قرض لیتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کے لیے وہ برسوں تک کام کرتا رہتا ہے لیکن کم اجرت، سود یا دیگر شرائط کی وجہ سے قرض ختم نہیں ہو پاتا۔ اس طرح وہ مسلسل اسی نظام میں پھنسا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بندھوا مزدور کو مستقل اور محفوظ روزگار بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اسے طویل اوقات تک سخت حالات میں کام کرنا پڑتا ہے جبکہ مناسب اجرت، آرام، صحت کی سہولتیں اور قانونی تحفظ بھی میسر نہیں ہوتے۔ مسلسل محنت، غیر یقینی مستقبل اور معاشی مجبوری اس کی جسمانی اور ذہنی صحت پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے جس کے باعث وہ اپنی زندگی میں ترقی اور خوشحالی کے مواقع سے محروم رہ جاتا ہے۔

7.4.1 حقوق کی کمی اور استحصال

بندھوا مزدور عموماً سماجی اور قانونی تحفظ سے محروم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں مسلسل استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے

حقوق سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں اپنی اجرت، کام کے اوقات یا کام کی شرائط کے بارے میں آزادانہ طور پر بات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ساتھ ناانصافی، جبر اور بدسلوکی کے واقعات عام ہوتے ہیں۔ بندھوا مزدوروں کو اکثر بہت کم اجرت پر طویل اوقات تک کام کرنا پڑتا ہے جبکہ ان کی محنت کا مناسب معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ انہیں مناسب خوراک، صحت کی سہولتیں، محفوظ کام کا ماحول اور دیگر بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات انہیں جسمانی اور ذہنی تشدد کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ بندھوا مزدوری کے خاتمے کے لیے قوانین موجود ہیں لیکن ان پر مؤثر عمل درآمد نہ ہونے، غربت، بے روزگاری اور سماجی کمزوریوں کی وجہ سے بہت سے مزدور آج بھی استحصال کا شکار ہیں۔ یہی عوامل انہیں اپنے حالات بہتر بنانے اور اپنے حقوق حاصل کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

7.5 بندھوا مزدور کے اقسام (Types of Bonded Labour)

بندھوا مزدوروں کو کام کی نوعیت اور حالات کے لحاظ سے مختلف اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن میں اہم اقسام درج ذیل ہیں:

7.5.1 زرعی بندھوا مزدور

زرعی بندھوا مزدور وہ افراد ہوتے ہیں جو کھیتوں میں کاشت، آبپاشی، کٹائی اور دیگر زرعی کام انجام دیتے ہیں۔ یہ عموماً قرض کی ادائیگی کے لیے زمین کے مالک کے یہاں کام کرتے ہیں لیکن کم اجرت اور بڑھتے ہوئے قرض کی وجہ سے وہ طویل عرصے تک اسی نظام میں پھنسے رہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ قرض نسل در نسل بھی منتقل ہو جاتا ہے۔

7.5.2 صنعتی بندھوا مزدور

صنعتی بندھوا مزدور فیکٹریوں، کارخانوں اور چھوٹی صنعتوں میں کام کرتے ہیں۔ انہیں اکثر کم اجرت، طویل اوقاتِ کار اور غیر محفوظ ماحول میں کام کرنا پڑتا ہے۔ کم آمدنی کی وجہ سے وہ مزید قرض لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس سے ان کا استحصال جاری رہتا ہے۔

7.5.3 گھریلو بندھوا مزدور

گھریلو بندھوا مزدور وہ افراد ہوتے ہیں جو دوسروں کے گھروں میں صفائی، کھانا پکانے، برتن دھونے، بچوں کی دیکھ بھال اور دیگر گھریلو کام انجام دیتے ہیں۔ ان میں خواتین اور بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ یہ کام زیادہ تر غیر رسمی ہوتا ہے اس لیے انہیں کم اجرت، بدسلوکی اور استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

7.5.4 بچوں کی بندھوا مزدوری

بچوں کی بندھوا مزدوری ایک سنگین سماجی مسئلہ ہے۔ غربت، قرض یا خاندانی مجبوریوں کی وجہ سے بچوں کو کھیتوں، فیکٹریوں، ورکشاپوں یا دیگر مقامات پر کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ تعلیم، صحت اور بہتر مستقبل سے محروم رہ جاتے ہیں۔

7.5.5 قرض کے بدلے مزدوری

یہ بندھوامزدوری کی سب سے عام صورت ہے۔اس میں کوئی فرد یاخاندان قرض کے بدلے کسی مالک کے لیے کام کرنے پر مجبور ہو جاتاہے۔اگرچہ مقصد قرض کی ادائیگی ہوتاہے لیکن کم اجرت، سوداور دیگر شرائط کی وجہ سے قرض ختم نہیں ہو پاتااور یہ سلسلہ کئی سالوں بلکہ نسلوں تک جاری رہتاہے۔

7.5.6 جنسی بندھوامزدوری

اس قسم میں خواتین اور بچوں کو زبردستی جنسی استحصال کا نشانہ بنایا جاتاہے۔یہ اکثر انسانی اسمگلنگ سے جڑی ہوتی ہے جہاں متاثرہ افراد کوان کی مرضی کے خلاف جنسی خدمات انجام دینے پر مجبور کیاجاتاہے۔انہیں جسمانی،ذہنی اور نفسیاتی تشدد کا بھی سامنا کرناپڑتاہے۔

7.5.7 شہری بندھوامزدور

شہری بندھوامزدور تعمیرات،صفائی،ہوٹلوں،ورکشاپوں اور دیگر غیر رسمی شعبوں میں کام کرتے ہیں۔انہیں کم اجرت، غیر محفوظ ماحول اور طویل اوقاتِ کار کا سامنا کرناپڑتاہے۔حقوق سے آگاہی اور قانونی تحفظ کی کمی کے باعث ان کا استحصال آسانی سے کیاجاتاہے۔

7.5.8 بندھوامزدوروں کے مسائل

بندھوامزدوروں کو متعدد معاشی،سماجی اور قانونی مسائل کا سامنا کرناپڑتاہے جن میں اہم درج ذیل ہیں:

(الف) حقوق کی کمی: بندھوامزدوروں کو مناسب اجرت، محفوظ کام کے حالات، سماجی تحفظ اور انسانی وقار جیسے بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتاہے۔

(ب) تعلیمی مواقع کی کمی: غربت اور مسلسل مزدوری کی وجہ سے وہ خود اور ان کے بچے تعلیم حاصل نہیں کر پاتے جس سے غربت کا سلسلہ جاری رہتاہے۔

(ج) جسمانی اور ذہنی تشدد: بہت سے بندھوامزدور جسمانی،ذہنی اور نفسیاتی تشدد کا شکار ہوتے ہیں۔اپنے حقوق سے لاعلمی اور کمزور معاشی حیثیت کی وجہ سے وہ اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاپاتے۔

(د) قانونی تحفظ کی کمی: اگرچہ بندھوامزدوری کے خلاف قوانین موجود ہیں، لیکن مؤثر عمل درآمد نہ ہونے، غربت اور سماجی کمزوریوں کی وجہ سے بہت سے مزدور آج بھی استحصال کا شکار رہتے ہیں۔

7.6 بندھوامزدور کی وجوہات (Causes of Bonded Labour)

1۔ **غربت اور معاشی بے بسی:** بندھوامزدوری کا سب سے بڑا سبب غربت اور معاشی مشکلات ہیں۔جب خاندانوں کو روزگار اور آمدنی کے دوسرے ذرائع دستیاب نہیں ہوتے تو وہ قرض لینے کے لیے مجبور ہوتے ہیں اور اس کے بدلے میں اپنی خدمات کو مزدوری کے طور پر

پیش کرتے ہیں۔

2۔ **تعلیمی کمی:** تعلیمی سہولتوں کی کمی یا تعلیم کی عدم اہمیت بھی بندھوا مزدوری کی ایک اہم وجہ ہے۔ زیادہ تر لوگ تعلیم حاصل نہیں کر پاتے، جس کے باعث ان کے پاس بہتر نوکریوں کے مواقع نہیں ہوتے اور وہ کم تنخواہ پر کام کرنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔

3۔ **قانونی تحفظ کی کمی:** قوانین اور ضوابط کا نہ ہونا یا ان کا موثر نفاذ نہ ہونا بھی بندھوا مزدوری کی وجہ بنتا ہے۔ جب حکومتیں یا مقامی ادارے مزدوروں کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتے تو مالکان ان کا استحصال کرتے ہیں۔

4۔ **غلط معاشی نظام:** معیشت کا ایسا نظام جو امیروں کو مزید امیر اور غریبوں کو مزید غریب بناتا ہے بندھوا مزدوری کی ترقی میں معاون ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس میں عموماً کم اجرتی کارکنوں کو استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے پاس بہتر مواقع نہیں ہوتے۔

5۔ **خاندانی یا نسلی روایات:** بعض اوقات، بندھوا مزدوری نسل در نسل چلتی آتی ہے۔ خاندانوں کے افراد کو اس کام کے لیے مجبور کیا جاتا ہے اور یہ ایک روایت بن جاتی ہے جس کو توڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

6۔ **خوف اور دھمکیاں:** بعض صورتوں میں مالکان مزدوروں کو دھمکیاں دیتے ہیں اور انہیں خوفزدہ کر کے بندھوا مزدوری کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس میں جسمانی یا ذہنی تشدد بھی شامل ہو سکتا ہے۔

7۔ **سماجی امتیاز:** بعض طبقے جیسے کم ذات والے لوگ یا قبائلی افراد، سماجی امتیاز کی وجہ سے بندھوا مزدوری کا شکار ہوتے ہیں۔ ان افراد کے لیے ترقی کے مواقع محدود ہوتے ہیں جس کے باعث انہیں اس طرح کی مزدوری اختیار کرنی پڑتی ہے۔

8۔ **قرضوں کا بوجھ:** قرض کی ادائیگی کے لیے افراد کو اپنی خدمات دینا پڑتی ہیں۔ جب کسی کے پاس قرض واپس کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی آزادی اور حقوق کو گروی رکھ کر کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

9۔ **سماجی عدم استحکام:** جنگ، قدرتی آفات یا سماجی بدامنی کی وجہ سے بھی لوگ بندھوا مزدوری کے شکنجے میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ حالات انہیں اپنے اہل خانہ کے لئے روزگار حاصل کرنے کے لئے کسی اجرت کے تحت کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

7.7 ہندوستانی تناظر میں بندھوا مزدور کے مذہبی عوامل

(Religious Factors of Bonded Labour in the Indian)

بندھوا مزدوری ایک ایسا سماجی اور معاشی مسئلہ ہے جس میں کوئی فرد یا خاندان قرض یا مجبوری کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کے زیرِ اثر کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اپنی آزادی اور کئی بنیادی حقوق سے محروم رہتا ہے۔ ہندوستان میں اس مسئلے کی جڑیں تاریخی، سماجی، معاشی اور مذہبی عوامل سے جڑی ہوئی ہیں۔ ذیل میں بندھوا مزدوری کے اہم مذہبی عوامل بیان کیے گیے ہیں۔

1۔ دھرم اور ذات پات کا نظام

ہندوستانی معاشرے میں ذات پات کا نظام ایک اہم سماجی حقیقت رہا ہے۔ اس نظام میں دلت اور آدی واسی جیسے پسماندہ طبقات معاشی اور سماجی طور پر کمزور سمجھے جاتے تھے اور اکثر کم اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ بعض روایتی مذہبی تصورات میں یہ خیال پایا جاتا

تھا کہ انسان کی پیدائش ہی اس کا سماجی مقام اور تقدیر طے کرتی ہے۔اس سوچ نے کمزور طبقات کو اپنی حالت کو تقدیر سمجھ کر قبول کرنے پر آمادہ کیا جس سے بندھوا مزدوری کے نظام کو قائم رہنے میں مدد ملی۔

2۔ مذہبی روایات کا اثر

کچھ مذہبی روایات اور سماجی عقائد لوگوں کو اپنی حالت پر صبر اور قناعت کی تلقین کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ باور کرایا جاتا تھا کہ موجودہ مشکلات پچھلے اعمال کا نتیجہ ہیں اور انہیں برداشت کرنا چاہیے۔اس طرح کے عقائد نے سماجی فرق کو مضبوط کیا اور بعض حالات میں بندھوا مزدوری جیسی ناانصافیوں کو چیلنج کرنے کے بجائے قبول کرنے کا رجحان پیدا کیا۔

3۔ مذہبی اداروں اور تعلیم کی کمی

تعلیم کی کمی بھی بندھوا مزدوری کے فروغ کا ایک اہم سبب رہی۔ بہت سے پسماندہ طبقات نہ معیاری مذہبی تعلیم حاصل کر پاتے تھے اور نہ ہی عام تعلیم۔ علم اور شعور کی کمی کا فائدہ اکثر طاقتور لوگ اٹھاتے تھے۔ بندھوا مزدوروں کو کم اجرت اور سخت شرائط پر کام کرنا پڑتا تھا، جبکہ وہ اپنے حقوق اور قانونی تحفظ سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے تھے۔

4۔ سماجی تحفظ کا فقدان

غریب خاندان جب معاشی بحران کا شکار ہوتے تو انہیں قرض لینے کی ضرورت پڑتی تھی۔ ایسے حالات میں وہ مقامی بااثر افراد یا اداروں سے قرض لیتے اور پھر قرض کی ادائیگی کے بدلے مزدوری کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ کم آمدنی اور بڑھتے ہوئے قرض کی وجہ سے یہ سلسلہ اکثر طویل عرصے تک جاری رہتا اور بعض صورتوں میں نسل در نسل منتقل ہو جاتا۔

7.8 مہاجر مزدور کی تعریف (Definition of Migrant Worker)

مہاجر مزدور وہ افراد ہوتے ہیں جو بہتر روزگار اور معاشی حالات کی تلاش میں اپنے آبائی گاؤں، شہر یا ریاست کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے یا ملک میں کام کرنے کے لیے منتقل ہوتے ہیں۔ یہ مزدور عموماً عارضی یا غیر مستقل بنیادوں پر کام کرتے ہیں اور اپنی روزی روٹی کمانے کے لیے مختلف شعبوں میں محنت کرتے ہیں۔ نقل مکانی کے دوران اور نئی جگہ پر انہیں رہائش، صحت، تعلیم، قانونی تحفظ اور سماجی قبولیت جیسے کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مہاجر مزدور کے مختلف جہات

- **معاشی پہلو:** مہاجر مزدور زیادہ تر معاشی طور پر کمزور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔اپنے علاقے میں روزگار کے محدود مواقع، کم اجرت اور غربت کی وجہ سے وہ دوسرے علاقوں میں کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ان میں سے اکثر زرعی، تعمیراتی یا دیگر غیر ہنر مند کام کرتے ہیں تاکہ اپنے اور اپنے خاندان کی ضروریات پوری کر سکیں۔
- **سماجی حیثیت:** مہاجر مزدوروں کی سماجی حیثیت عموماً کمزور ہوتی ہے۔انہیں بعض اوقات زبان، ذات، مذہب یا علاقے کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ مقامی معاشرے میں مکمل طور پر قبول نہیں کیے جاتے اور سماجی طور پر خود کو الگ محسوس

کرتے ہیں۔

- **خاندانی اور ذاتی زندگی:** روزگار کی خاطر اپنے خاندان سے دور رہنے کی وجہ سے مہاجر مزدوروں کی خاندانی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ طویل جدائی ان پر ذہنی اور جذباتی دباؤ ڈالتی ہے جبکہ ان کے خاندان کو بھی مالی اور جذباتی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- **مذہبی اور ثقافتی مسائل:** دوسرے علاقوں یا ریاستوں میں منتقل ہونے کے بعد مہاجر مزدوروں کو نئی زبان، ثقافت، مذہبی روایات اور سماجی ماحول سے ہم آہنگ ہونے میں دشواری پیش آتی ہے۔ یہ فرق ان کی روزمرہ زندگی اور سماجی تعلقات کو بھی متاثر کرتا ہے۔
- **مقامی برادری سے تعلق:** بعض مقامات پر مہاجر مزدوروں کو مقامی لوگوں کی طرف سے امتیازی رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زبان، ثقافت اور رسم و رواج کے فرق کی وجہ سے انہیں مقامی برادری میں جگہ بنانے میں مشکلات پیش آتی ہیں، جس کا اثر ان کے روزگار اور سماجی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔
- **صحت اور تحفظ:** مہاجر مزدور زیادہ تر ایسے شعبوں میں کام کرتے ہیں جہاں کام کے حالات خطرناک ہوتے ہیں، جیسے تعمیرات اور صنعتیں۔ انہیں مناسب حفاظتی سامان اور معیاری طبّی سہولتیں میسر نہیں ہوتیں، جس کی وجہ سے بیماری یا حادثے کی صورت میں انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
- **رہائش اور حالاتِ زندگی:** مہاجر مزدور عموماً عارضی اور غیر معیاری رہائش گاہوں میں رہتے ہیں، جہاں صاف پانی، صفائی، بجلی اور دیگر بنیادی سہولتوں کی کمی ہوتی ہے۔ ایسے حالات ان کی صحت اور معیارِ زندگی پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔
- **تعلیم اور بچوں کا مستقبل:** بار بار نقل مکانی اور معاشی مشکلات کی وجہ سے مہاجر مزدوروں کے بچوں کی تعلیم متاثر ہوتی ہے۔ بہت سے بچے اسکول چھوڑ کر والدین کے ساتھ مزدوری کرنے لگتے ہیں، جس سے ان کا مستقبل اور ترقی کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔
- **نقل مکانی کے دوران مشکلات:** ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کے دوران مہاجر مزدوروں کو رہائش، خوراک، پانی، محفوظ سفر اور صحت کی سہولتوں کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مشکلات ان کی جسمانی اور ذہنی صحت کو بھی متاثر کرتی ہیں۔
- **مہاجر مزدوروں کے قانونی مسائل:** مہاجر مزدوروں کو اجرت کی بروقت ادائیگی نہ ہونا، غیر محفوظ کام کے حالات، طویل اوقاتِ کار، خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک اور جنسی ہراسانی جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے قانونی حقوق سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر استحصال کا شکار رہتے ہیں اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے مؤثر قانونی اقدامات نہیں کر پاتے۔

7.9 کسانوں کی خودکشی اور مسائل (Farmer Suicides and Challenges)

کسانوں کی خودکشی ہندوستان کا ایک نہایت سنگین سماجی اور معاشی مسئلہ ہے جس کی بنیادی وجوہات معاشی مشکلات، زرعی بحران، قرضوں کا بڑھتا ہوا بوجھ، قدرتی آفات، سماجی دباؤ، صحت کے مسائل، زرعی پالیسیوں کی کمزوریاں اور نفسیاتی مسائل ہیں۔ بیشتر کسان چھوٹی زمینوں کے مالک ہوتے ہیں اور ان کی آمدنی کا انحصار فصلوں کی پیداوار اور منڈی کی قیمتوں پر ہوتا ہے۔ فصلوں کی کم پیداوار، مناسب قیمت نہ ملنا، خشک سالی، سیلاب، بے موسم بارش اور فصلوں کی بیماریوں کی وجہ سے انہیں مسلسل مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کاشت کے لیے لیے گئے

قرضے، خاص طور پر غیر رسمی ذرائع سے حاصل کیے گئے قرض، سود کے ساتھ بڑھتے جاتے ہیں اور کسان ان کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ خاندان کی ذمہ داریاں، سماجی توقعات اور معاشرتی عزت برقرار رکھنے کا دباؤ بھی ان کی ذہنی پریشانی میں اضافہ کرتا ہے۔ مسلسل جسمانی محنت، مالی بے یقینی اور ناکافی طبّی سہولتوں کی وجہ سے بہت سے کسان ذہنی دباؤ، افسردگی، بے خوابی اور اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں، زرعی پالیسیوں کی کمزوریاں، مناسب حکومتی مدد، فصل بیمہ، قرض میں ریلیف اور منڈی میں منصفانہ قیمتوں کا فقدان بھی ان کے مسائل کو بڑھا دیتا ہے۔ ان تمام معاشی، سماجی، ماحولیاتی اور نفسیاتی عوامل کے مشترکہ اثرات بعض اوقات کسانوں کو شدید مایوسی کی حالت میں خودکشی جیسے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

7.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ دیہی مزدور، بندھوا مزدور اور مہاجر مزدور کے تصور کو سمجھ سکیں گے۔ وہ ان کے اہم سماجی، معاشی اور قانونی مسائل کی وضاحت کر سکیں گے، بندھوا مزدوری کے اسباب اور اس کے اثرات کو بیان کر سکیں گے، مہاجر مزدوروں کے حقوق اور مسائل سے واقف ہوں گے، کسانوں کی خودکشی کی بنیادی وجوہات کو سمجھ سکیں گے اور مزدوروں و کسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے حکومتی اقدامات اور ممکنہ حل پر بحث کرنے کے قابل ہوں گے۔

7.11 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **مہاجر:** روزگار یا دیگر وجوہات کی بنا پر اپنے گھر، خاندان یا علاقے سے باہر رہنے والا فرد۔
- **بندھوا مزدور:** وہ شخص جو قرض کے بدلے کسی دوسرے کے لیے کام کرنے پر مجبور ہو۔
- **بحران:** شدید مشکل یا سنگین صورتِ حال۔
- **اضطراب:** ذہنی پریشانی یا بے چینی کی حالت۔

7.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ دیہی مزدوروں کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

a) تعلیم کی کمی　　b) کم اجرت

c) صحت کی سہولتیں　　d) پانی کی کمی

2۔ دیہی مزدوروں کے لیے سب سے زیادہ ضروری معاشی سہولت کون سی ہے؟

a) زرعی سبسڈی　　b) روزگار کے مواقع

c) سوشل سیکیورٹی d) بہتر رہائشی سہولتیں

3۔ دیہی مزدوروں کو موسم کی تبدیلی کے دوران سب سے زیادہ کس مشکل کا سامنا ہوتا ہے؟

a) کام کی کمی b) صحت کے مسائل

c) خوراک کی کمی d) رہائش کی مشکلات

4۔ دیہی مزدوروں کے لیے حکومتی امداد کا سب سے اہم طریقہ کیا ہے؟

a) تعلیم کے مواقع فراہم کرنا b) روزگار کے منصوبے شروع کرنا

c) مالی امداد کی فراہمی d) صحت کے پروگرام شروع کرنا

5۔ بندھوا مزدور کون ہوتا ہے؟

a) وہ شخص جو خود اپنی مرضی سے کام کرتا ہے۔ b) وہ شخص جو قرض ادا کرنے کے لیے جبری طور پر کام کرتا ہے۔

c) وہ شخص جو کسی کاروبار کا مالک ہوتا ہے۔ d) وہ شخص جو معاشی حالات کی وجہ سے خود مختار ہو۔

6۔ بندھوا مزدوروں کے حالات کے بارے میں کون سی تنظیم کام کر رہی ہے؟

a) آئی ایل او (انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن) b) ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن

c) یونیسف d) ایفل (آئرسڈن فیڈریشن آف لیبر)

7۔ بندھوا مزدوری کے بارے میں صحیح بیان کون سا ہے؟

a) بندھوا مزدور وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے قرض کو چکانے کے لیے خود کو غلام بناتا ہے۔

b) بندھوا مزدور وہ شخص ہوتا ہے جو کسی کمپنی میں مستقل ملازمت اختیار کرتا ہے۔

c) بندھوا مزدور وہ شخص ہوتا ہے جو سرکاری ملازمت میں کام کرتا ہے۔

d) بندھوا مزدور وہ شخص ہوتا ہے جو خود مختار کاروبار کرتا ہے۔

8۔ محاضر مزدوروں کی حقوق کی حفاظت کے لیے کون سی تنظیمیں کام کرتی ہیں؟

a) انسانی حقوق کی تنظیمیں b) حکومتی ادارے

c) مزدور یونینز d) تعلیمی ادارے

9۔ محاضر مزدوروں کے حقوق میں کون سی چیز شامل نہیں ہے؟

a) مناسب اجرت b) چھٹیوں کا حق

c) آزادانہ کاروبار کرنے کا حق d) کام کرنے کے بہتر حالات

10۔ کسانوں کی خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات میں کون سی معاشی حالت اہم کردار ادا کرتی ہے؟

a) قرضوں کا بوجھ b) بے روزگاری

c) صحت کی سہولتوں کا فقدان d) تعلیمی سہولتوں کی کمی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ دیہی مزدوروں کو کن کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے؟ سمجھائیں۔

2۔ بندھوا مزدوری کیا ہے؟ اور یہ کس طرح کے حالات میں ہوتی ہے۔

3۔ مزدوروں کی ہجرت کے کیا وجوہات ہیں؟ وضاحت کریں۔

4۔ کسانوں کی خودکشی کی سب سے بڑی وجوہات پر نوٹ لکھیں۔

5۔ مہاجر مزدور سے کیا مراد ہے؟ اس کے اہم مسائل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ دیہی مزدوروں کے صحت اور تعلیم کے مسائل پر مضمون لکھیں۔

2۔ بندھوا مزدور کے صحت اور تعلیم کے مسائل پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

3۔ کسانوں کی خودکشی کے سماجی اور اقتصادی اثرات کیا ہوتے ہیں؟ سمجھایں۔

7.13 تجویز کردہ اکتسابی مواد(Suggested Learning Materials)

1۔ Vasanthi, R. Farmers' Suicides in India: Economic Causes and Policy Imperatives. New Delhi: Sage Publications, 2014.

2۔ Gilles, P. The Agrarian Crisis and Farmers' Suicides in India. New Delhi: Cambridge University Press, 2013.

3۔ Sahoo, S. K. Bonded Labor in India: Its Incidence and Government Initiatives. New Delhi: Concept Publishing Company, 2009.

4۔ Breman, Jan. The Exploitation of Labour in India: Bonded Labor and the Economy. New Delhi: Oxford University Press, 2014.

5۔ Kumar, R. Migrant Labor and the Economy: Perspectives from India. New Delhi: Sage Publications, 2016.

6۔ Ratha, D. and S. L. X. Shaw. Migration, Remittances, and Development: The Impact of Migrant Labor. Washington, D.C.: The World Bank, 2014.

7- Shah, A. M. Rural Labor and Agricultural Change in India: A Study of Rural Development. New Delhi: Oxford University Press, 2011.
8- Patnaik, U. Rural Labour in India: The Crisis of the Peasantry and Agricultural Workers. New Delhi: Left Word Books, 2007.

اکائی 8۔ دیہی غربت اور بے روزگاری، منریگا

(Rural Poverty and Unemployment, MGNREGA)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید

8.1 مقاصد

8.2 دیہی غربت کا تعارف

8.3 دیہی غربت کے اسباب اور اثرات

8.4 دیہی غربت کی پیمائش اور خاتمہ

8.5 دیہی بیروزگاری

8.6 MGNREGA کا تعارف

8.7 اکتسابی نتائج

8.8 کلیدی الفاظ

8.9 نمونہ امتحانی سوالات

8.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید (Introduction)

غربت ایک اہم معاشی اور سماجی مسئلہ ہے جو دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں کی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔ غربت صرف پیسے کی کمی کا نام نہیں بلکہ ایسی حالت ہے جس میں افراد یا خاندان اپنی بنیادی ضروریات، جیسے خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت کی سہولتیں پوری نہیں کر پاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ روزگار کے محدود مواقع اور بہتر زندگی کے وسائل کی کمی بھی غربت کا حصہ ہیں۔ غربت کے اثرات صرف معاشی نہیں ہوتے بلکہ یہ افراد کی صحت، تعلیم، معاشرتی مقام اور معیارِ زندگی پر بھی منفی اثر ڈالتی ہے۔ غربت کا شکار افراد کو مالی مشکلات کے ساتھ ساتھ تعلیم، علاج اور روزگار کے بہتر مواقع سے بھی محرومی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی زندگی مزید مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔ غربت کو سمجھنا اور اس کے اسباب و اثرات کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ اس کے خاتمے کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کی جا سکے اور ایسا معاشرہ قائم ہو جہاں ہر فرد کو زندگی کی بنیادی سہولتیں اور ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔

8.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ

- دیہی غربت کے تصور، مفہوم اور اہم خصوصیات کو سمجھ سکیں۔
- دیہی غربت کے اسباب اور اس کے معاشی، سماجی اور تعلیمی اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
- دیہی غربت کی پیمائش کے مختلف طریقوں اور اس کے خاتمے کے لیے اختیار کیے گئے اقدامات سے واقف ہو سکیں۔
- دیہی بیروزگاری کی اقسام، وجوہات اور اس کے اثرات کو سمجھ سکیں۔
- MGNREGA کے تعارف، مقاصد اور دیہی روزگار میں اس کے کردار کو سمجھ سکیں۔

8.2 دیہی غربت کا تعارف(Introduction to Rural Poverty)

دیہی غربت سے مراد وہ حالت ہے جس میں دیہی علاقوں میں رہنے والے افراد اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی، جیسے خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت پوری کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ یہ صرف آمدنی کی کمی کا مسئلہ نہیں بلکہ تعلیم، صحت، صاف پانی، صفائی اور روزگار کی مناسب سہولتوں کی کمی بھی دیہی غربت کا حصہ ہے۔ دیہی غربت کی ایک بڑی وجہ زرعی معیشت پر زیادہ انحصار ہے۔ زیادہ تر دیہی آبادی کی روزگار کھیتی باڑی اور مویشی پالنے سے وابستہ ہوتی ہے لیکن قدرتی آفات، پانی کی کمی، موسمی تبدیلیوں اور فصلوں کی ناکامی کی وجہ سے ان کی آمدنی متاثر ہوتی ہے جس سے غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کی کمی، روزگار کے محدود مواقع، صحت کی ناکافی سہولتیں، کم اجرت، اور بنیادی انفراسٹرکچر کی کمی بھی دیہی غربت کی اہم وجوہات ہیں۔ دیہی علاقوں میں خواتین اور بچوں کو بھی تعلیم، صحت اور معاشی مواقع کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی زندگی مزید مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔ دیہی غربت کے خاتمے کے لیے حکومت اور مختلف غیر سرکاری تنظیمیں زرعی ترقی، بہتر تعلیم، صحت کی سہولتوں کی فراہمی، ہنر مندی کی تربیت اور چھوٹے کاروباروں کے فروغ جیسے اقدامات کرتی ہیں۔ ان منصوبوں کا مقصد دیہی آبادی کا معیارِ زندگی بہتر بنانا، روزگار کے مواقع پیدا کرنا اور غربت میں کمی لانا ہے۔

8.2.1 غربت کا تصور

دیہی غربت ہندوستان سمیت دنیا کے بہت سے ترقی پذیر ممالک کا ایک اہم معاشی اور سماجی مسئلہ ہے۔ یہ نہ صرف اقتصادی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے بلکہ سماجی انصاف اور انسانی ترقی کو بھی متاثر کرتی ہے۔ دیہی علاقوں میں بنیادی سہولتوں، معیاری تعلیم، صحت، صاف پانی اور روزگار کے مواقع کی کمی کی وجہ سے غربت کے اثرات زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لیے دیہی غربت کا خاتمہ افراد کی زندگی بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ قومی ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔

غربت ایک وسیع تصور ہے جو صرف آمدنی یا دولت کی کمی تک محدود نہیں بلکہ زندگی کی بنیادی ضروریات اور بہتر معیارِ زندگی سے محرومی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جب کوئی فرد یا خاندان خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت جیسی بنیادی ضروریات پوری نہ کر سکے تو اسے

غربت کی حالت کہا جاتا ہے۔ غربت انسان کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور سماجی زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے اور اس کے ترقی کے مواقع محدود کر دیتی ہے۔ اسی لیے سماجیات اور معاشیات میں غربت کے تصور کو سمجھنا اور اس کے اسباب و اثرات کا مطالعہ نہایت اہم سمجھا جاتا ہے۔

8.2.2 غربت کا مفہوم

غربت سے مراد ایسی حالت ہے جس میں افراد یا خاندان اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لیے کافی وسائل نہیں رکھتے۔ اس میں صرف مالی وسائل کی کمی ہی شامل نہیں بلکہ تعلیم، صحت، مناسب رہائش، صاف پانی، غذائیت اور دیگر بنیادی سہولتوں سے محرومی بھی شامل ہے۔ غربت افراد کے معیارِ زندگی کو متاثر کرتی ہے اور ان کی معاشرتی و معاشی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

8.2.3 غربت کی اقسام

غربت کو عام طور پر دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1۔ **مطلق غربت:** مطلق غربت اس حالت کو کہتے ہیں جب کسی فرد یا خاندان کی آمدنی اتنی کم ہو کہ وہ اپنی بنیادی ضروریات، جیسے خوراک، لباس، رہائش اور صحت کی سہولتیں بھی پوری نہ کر سکے۔ اس معیار میں غربت کا تعین بنیادی ضروریات کی کم از کم سطح کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ عالمی بینک بھی غربت کی پیمائش کے لیے مطلق غربت کا معیار استعمال کرتا ہے۔

2۔ **نسبتی غربت:** نسبتی یا موازنہ غربت سے مراد وہ حالت ہے جس میں کسی فرد یا خاندان کی آمدنی یا وسائل اپنے معاشرے یا کمیونٹی کے دوسرے افراد کے مقابلے میں کم ہوں۔ اگرچہ ایسے افراد اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں لیکن معاشرے کے عمومی معیارِ زندگی سے کم وسائل رکھنے کی وجہ سے وہ معاشی اور سماجی طور پر پسماندہ سمجھے جاتے ہیں۔

8.3 دیہی غربت کے اسباب اور اثرات (Causes and Effects of Rural Poverty)

دیہی غربت ایک ایسا سماجی اور معاشی مسئلہ ہے جس کے متعدد اسباب ہیں۔ زرعی وسائل کی کمی، بے روزگاری، کم آمدنی، زمین کی غیر مساوی تقسیم، تعلیم اور فنی مہارت کی کمی، آبادی میں اضافہ، جدید زرعی سہولیات کی عدم دستیابی اور قدرتی آفات دیہی غربت کی اہم وجوہات ہیں۔ ان عوامل کی وجہ سے دیہی علاقوں کے لوگ اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ دیہی غربت کے اثرات نہایت وسیع ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں غذائی قلت، صحت کے مسائل، ناخواندگی، بچوں سے مشقت، سماجی عدم مساوات، ہجرت، جرائم میں اضافہ اور معیارِ زندگی میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ غربت دیہی ترقی کی رفتار کو بھی متاثر کرتی ہے اور معاشی عدم استحکام کو جنم دیتی ہے۔ لہٰذا دیہی غربت کے اسباب کو دور کرنا اور اس کے اثرات کو کم کرنا پائیدار دیہی ترقی کے لیے ضروری ہے۔

8.3.1 دیہی غربت کے منفی اثرات

دیہی غربت کے منفی اثرات صرف افراد تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے معاشرے کی ترقی کو متاثر کرتے ہیں۔ غربت کی وجہ سے

دیہی آبادی کی قوتِ خرید کم ہو جاتی ہے جس سے مقامی معیشت سست روی کا شکار ہو جاتی ہے۔ کسان اور مزدور جدید زرعی آلات، معیاری بیج، کھاد اور دیگر ضروری وسائل حاصل نہیں کر پاتے، جس کے نتیجے میں زرعی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ غربت سماجی مسائل، جیسے عدم مساوات، پسماندگی اور معاشی انحصار کو بھی فروغ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ نوجوان بہتر روزگار اور سہولیات کی تلاش میں شہروں کی طرف ہجرت کرتے ہیں جس سے دیہی علاقوں میں افرادی قوت کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح دیہی غربت نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں کی ترقی کے مواقع کو بھی محدود کر دیتی ہے۔

8.3.2 دیہی غربت کے وجوہات

دیہی غربت کی بنیادی وجوہات میں زرعی شعبے پر حد سے زیادہ انحصار، زمین کی غیر منصفانہ تقسیم، آبپاشی اور زرعی سہولیات کی کمی، کم سرمایہ کاری اور محدود روزگار کے مواقع شامل ہیں۔ دیہی علاقوں میں صنعتوں اور چھوٹے کاروباروں کی کمی کی وجہ سے آمدنی کے متبادل ذرائع پیدا نہیں ہو پاتے۔ اس کے علاوہ تعلیم اور فنی تربیت کی کمی افراد کی صلاحیتوں کو محدود کر دیتی ہے جس سے وہ بہتر روزگار حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ قدرتی آفات، موسمی تبدیلیاں، بڑھتی ہوئی آبادی اور قرضوں کا بوجھ بھی دیہی خاندانوں کی معاشی مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہی عوامل مل کر دیہی غربت کو برقرار رکھتے ہیں اور اس کے خاتمے کی کوششوں کو دشوار بنا دیتے ہیں۔

8.4 دیہی غربت کی پیمائش اور خاتمہ (Measurement and Eradication of Rural Poverty)

دیہی غربت کی پیمائش سے مراد ایسے طریقوں کا استعمال ہے جن کی مدد سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ دیہی علاقوں میں کتنے افراد یا خاندان غربت کا شکار ہیں اور ان کی معاشی اور سماجی حالت کس حد تک متاثر ہے۔ غربت کی درست پیمائش حکومت اور متعلقہ اداروں کو مؤثر پالیسیاں بنانے، وسائل کی منصفانہ تقسیم کرنے اور ضرورت مند افراد تک امداد پہنچانے میں مدد دیتی ہے۔

دیہی غربت کی پیمائش کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاتے ہیں:

1۔ **آمدنی کی بنیاد پر پیمائش** :اس طریقے میں افراد یا خاندان کی آمدنی کا موازنہ مقررہ خطِ غربت سے کیا جاتا ہے۔ اگر آمدنی خطِ غربت سے کم ہو تو انہیں غریب شمار کیا جاتا ہے۔

2۔ **اخراجات کی بنیاد پر پیمائش** :اس طریقے میں خوراک، رہائش، تعلیم، صحت اور دیگر ضروریات پر ہونے والے اخراجات کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ افراد کے معیارِ زندگی کا اندازہ لگایا جا سکے۔

3۔ **کثیر جہتی غربت کی پیمائش** :اس طریقے میں صرف آمدنی کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ تعلیم، صحت، رہائش، صاف پانی، صفائی، بجلی اور دیگر بنیادی سہولتوں تک رسائی کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اس سے غربت کی زیادہ جامع اور حقیقی تصویر سامنے آتی ہے۔

غربت کی درست پیمائش کے بعد اس کے خاتمے کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ دیہی غربت کا خاتمہ حکومت، نجی اداروں اور مقامی لوگوں کی مشترکہ کوششوں سے ممکن ہے۔ اگر تمام متعلقہ ادارے مل کر دیہی آبادی کی ضروریات کے مطابق اقدامات کریں تو

غربت میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔

دیہی غربت کے خاتمے کے لیے درج ذیل اقدامات اہم ہیں:

- **زرعی شعبے کی ترقی** :چونکہ دیہی علاقوں کے زیادہ تر لوگ زراعت سے وابستہ ہوتے ہیں اس لیے جدید زرعی طریقوں، معیاری بیج، مناسب آبپاشی اور کسانوں کی مالی معاونت کے ذریعے زرعی پیداوار اور آمدنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔
- **تعلیم کا فروغ** :دیہی علاقوں میں معیاری تعلیمی ادارے اور بہتر تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے سے افراد بہتر روزگار حاصل کر سکتے ہیں جس سے غربت میں کمی آتی ہے۔
- **صحت کی بہتر سہولتیں** :بنیادی صحت کے مراکز، ضروری ادویات اور تربیت یافتہ طبّی عملہ فراہم کرنے سے لوگوں کی صحت بہتر ہوتی ہے اور ان کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔
- **روزگار کے مواقع پیدا کرنا** :نوجوانوں کو فنی تربیت دینا، چھوٹے کاروبار کے لیے مالی معاونت فراہم کرنا اور دیہی صنعتوں کو فروغ دینا روزگار کے نئے مواقع پیدا کرتا ہے جس سے آمدنی میں اضافہ اور غربت میں کمی آتی ہے۔
- **بنیادی سہولتوں کی فراہمی** :صاف پانی، بجلی، بہتر سڑکیں، صفائی کا مناسب نظام اور مواصلاتی سہولتیں دیہی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ ان سہولتوں سے لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے اور معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
- **سماجی تحفظ کے پروگرام** :غریب خاندانوں کے لیے مالی امداد، بلاسود قرضے، زرعی سبسڈی اور دیگر فلاحی منصوبے غربت کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ضرورت مند افراد کی زندگی بہتر بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

مختصراً، دیہی غربت کی درست پیمائش اس کے مؤثر خاتمے کی بنیاد ہے۔ جب غربت کی صحیح نشاندہی کی جائے اور اس کے مطابق منصوبہ بندی کی جائے تو تعلیم، صحت، زرعی ترقی، روزگار کے مواقع، بنیادی سہولتوں اور سماجی تحفظ کے پروگراموں کے ذریعے دیہی علاقوں کی معاشی اور سماجی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہے جس سے غربت میں نمایاں کمی لائی جاسکتی ہے۔

8.5 دیہی بے روزگاری (Rural Unemployment)

بے روزگاری کسی بھی ملک کی معاشی اور سماجی ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کا اثر صرف ایک فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔ جب لوگوں کو روزگار نہیں ملتا تو ان کی آمدنی کم ہو جاتی ہے، غربت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کا معیارِ زندگی بھی متاثر ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں بے روزگاری کا مسئلہ شہروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہاں روزگار کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ زراعت پر انحصار کرتے ہیں لیکن زرعی کام پورا سال دستیاب نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ صنعتوں، چھوٹے کاروباروں اور دیگر روزگار کے مواقع کی کمی بھی بے روزگاری میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں دیہی بے روزگاری ایک اہم معاشی اور سماجی مسئلہ ہے۔ اس کا اثر نہ صرف افراد اور خاندانوں پر پڑتا ہے بلکہ پورے دیہی علاقے کی ترقی بھی متاثر ہوتی ہے۔ بے روزگاری کی وجہ سے غربت، کم آمدنی، شہروں کی طرف ہجرت اور دیگر سماجی مسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔

8.5.1 دیہی بیروزگاری کے اثرات (Effects of Rural Unemployment)

دیہی بے روزگاری کی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دیہی علاقوں میں لوگوں کو مناسب روزگار نہیں مل پاتا۔ جن میں سے چند اہم اسباب درج ذیل ہیں:

1۔ **زرعی شعبے کی کمزوری:** ہندوستان میں زیادہ تر دیہی آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ اگرچہ زراعت ملک کی معیشت کا ایک اہم حصہ ہے لیکن اس شعبے کو کئی مشکلات کا سامنا ہے۔ کم پیداوار، جدید زرعی طریقوں کی کمی، آبپاشی کی ناکافی سہولت، پانی کی قلت اور موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں کسانوں کی آمدنی کم ہوتی ہے اور روزگار کے مواقع بھی محدود ہو جاتے ہیں۔

2۔ **تعلیم کی کمی:** دیہی علاقوں میں معیاری تعلیمی اداروں اور تربیتی مراکز کی کمی ہے۔ اس وجہ سے بہت سے بچے اور نوجوان اچھی تعلیم اور فنی مہارت حاصل نہیں کر پاتے۔ مناسب تعلیم اور ہنر نہ ہونے کی وجہ سے انہیں بہتر روزگار حاصل کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

3۔ **صنعتی ترقی کا فقدان:** دیہی علاقوں میں صنعتیں اور کاروباری ادارے بہت کم ہیں جس کی وجہ سے روزگار کے مواقع بھی محدود ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ روزگار کی تلاش میں شہروں کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ اس سے شہروں پر آبادی کا دباؤ بڑھ جاتا ہے جبکہ دیہی علاقوں کی ترقی متاثر ہوتی ہے۔

4۔ **ترقیاتی منصوبوں کی کمی:** دیہی علاقوں میں ترقیاتی منصوبوں اور بنیادی سہولتوں پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی۔ سڑکیں، بجلی، پانی، تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولتوں کی کمی کے باعث نئے کاروبار اور روزگار کے مواقع پیدا نہیں ہو پاتے جس سے بے روزگاری میں اضافہ ہوتا ہے۔

5۔ **مقامی وسائل کا صحیح استعمال نہ ہونا:** دیہی علاقوں میں زمین، پانی، جنگلات اور دیگر قدرتی وسائل موجود ہوتے ہیں لیکن ان سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اگر ان وسائل کو بہتر منصوبہ بندی اور جدید طریقوں سے استعمال کیا جائے تو روزگار کے نئے مواقع پیدا کیے جا سکتے ہیں اور بے روزگاری میں کمی لائی جا سکتی ہے۔

8.5.2 دیہی بیروزگاری کا حل (Solutions to Rural Unemployment)

دیہی بے روزگاری پر قابو پانے کے لیے حکومت، نجی اداروں اور مقامی لوگوں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ اگر دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع بڑھائے جائیں، تعلیم کو بہتر بنایا جائے اور مقامی وسائل سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے تو بے روزگاری میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل اقدامات اہم ہیں:

1۔ **زرعی شعبے کی ترقی:** دیہی علاقوں میں زیادہ تر لوگ زراعت سے وابستہ ہیں اس لیے زرعی شعبے کی ترقی بے روزگاری کم کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ جدید زرعی طریقوں کا استعمال، معیاری بیج، مناسب آبپاشی، زرعی مشینری کی فراہمی اور کسانوں کی مالی معاونت سے پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف کسانوں کی آمدنی بڑھے گی بلکہ روزگار کے مزید مواقع بھی پیدا ہوں گے۔

2۔ **تعلیم اور فنی تربیت کا فروغ:** دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی اور پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام بھی ضروری ہے۔ جب نوجوان مختلف ہنر سیکھیں گے تو وہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق روزگار حاصل کر سکیں گے یا اپنا کاروبار شروع کر سکیں گے جس سے بے روزگاری میں کمی آئے گی۔

3۔ **صنعتوں اور چھوٹے کاروباروں کا فروغ:** دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں، گھریلو صنعتوں اور کاروباری منصوبوں کو فروغ دینا چاہیے۔ اگر حکومت سرمایہ کاری کی سہولتیں اور ضروری مراعات فراہم کرے تو نئے کاروبار قائم ہوں گے جس سے مقامی لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور شہروں کی طرف ہجرت بھی کم ہو گی۔

4۔ **ترقیاتی منصوبوں پر توجہ:** دیہی علاقوں میں سڑکوں، بجلی، پانی، صحت اور تعلیم جیسی بنیادی سہولتوں کو بہتر بنایا جانا چاہیے۔ ان سہولتوں کی فراہمی سے نئی صنعتیں اور کاروبار قائم ہوں گے جس سے روزگار کے مزید مواقع پیدا ہوں گے اور دیہی معیشت مضبوط ہو گی۔

5۔ **مقامی وسائل کا مؤثر استعمال:** دیہی علاقوں میں موجود قدرتی وسائل، جیسے زمین، جنگلات، پانی اور معدنیات، کو بہتر منصوبہ بندی اور جدید طریقوں سے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس سے مقامی صنعتوں کو فروغ ملے گا، نئے روزگار پیدا ہوں گے اور لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہو گا۔

8.6 MGNREGA کا تعارف (Introduction to MGNREGA)

مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (MGNREGA) ہندوستان کی ایک اہم سرکاری اسکیم ہے جس کا آغاز 2005ء میں کیا گیا۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب خاندانوں کو روزگار فراہم کرنا اور ان کی معاشی حالت بہتر بنانا ہے۔ اس قانون کے تحت ہر دیہی خاندان کے ایسے بالغ افراد، جو کام کرنے کے خواہش مند ہوں انہیں ہر سال کم از کم 100 دن کے اجرتی روزگار کی قانونی ضمانت دی جاتی ہے۔ اس منصوبے کے ذریعے نہ صرف بے روزگاری اور غربت میں کمی لانے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ دیہی علاقوں میں پائیدار ترقی، بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔

8.6.1 MGNREGA کا مقصد اور اہمیت

1۔ **روزگار کی فراہمی:** MGNREGA کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں میں رہنے والے افراد کو روزگار فراہم کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہر مستحق دیہی خاندان کے بالغ افراد کو ہر سال 100 دن کے اجرتی کام کی ضمانت دی جاتی ہے۔ یہ کام عموماً سڑکوں کی تعمیر، تالابوں کی صفائی، آبپاشی کے منصوبوں، شجرکاری اور دیگر عوامی ترقیاتی کاموں سے متعلق ہوتے ہیں۔

2۔ **غربت میں کمی:** اس اسکیم کا ایک اہم مقصد دیہی غربت کو کم کرنا ہے۔ جب لوگوں کو باقاعدہ روزگار اور مناسب اجرت ملتی ہے تو ان کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے جس سے وہ اپنی بنیادی ضروریات بہتر طریقے سے پوری کر سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں خاندانوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے اور دیہی معیشت بھی مضبوط ہوتی ہے۔

3۔ **دیہی ترقی:** MGNREGA کے ذریعے دیہی علاقوں میں مختلف ترقیاتی منصوبے مکمل کیے جاتے ہیں جیسے سڑکوں کی تعمیر، پانی کے ذخائر کی بحالی، آبپاشی کی سہولتوں میں بہتری، شجر کاری اور دیگر بنیادی ڈھانچے کی تعمیر۔ ان منصوبوں سے روزگار بھی پیدا ہوتا ہے اور علاقے کی مجموعی ترقی بھی ہوتی ہے۔

4۔ **خواتین کو بااختیار بنانا:** اس اسکیم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خواتین کو بھی مساوی مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ خواتین کو اجرتی روزگار ملنے سے ان کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے وہ اپنے خاندان کی کفالت میں حصہ لیتی ہیں اور معاشی طور پر زیادہ خود مختار بنتی ہیں۔

8.6.2 MGNREGA کی کامیابیاں

1۔ **روزگار کے مواقع میں اضافہ:** اس اسکیم کے ذریعے لاکھوں دیہی افراد کو روزگار ملا ہے جس سے بے روزگاری میں کمی آئی اور بہت سے خاندانوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہے۔

2۔ **دیہی علاقوں کی ترقی:** MGNREGA کے تحت سڑکوں، آبی وسائل، آبپاشی کے نظام اور دیگر بنیادی سہولتوں سے متعلق متعدد منصوبے مکمل کیے گئے ہیں جن سے دیہی علاقوں کی معاشی اور سماجی ترقی کو فروغ ملا ہے۔

3۔ **خواتین کی معاشی ترقی:** اس منصوبے نے خواتین کو روزگار فراہم کر کے ان کی معاشی حالت بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سے خواتین کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے اور وہ گھریلو فیصلوں میں بھی زیادہ مؤثر کردار ادا کرنے لگی ہیں۔

8.6.3 MGNREGA کے چیلنجز

1۔ **فنڈز کی کمی:** اس اسکیم کے مؤثر نفاذ کے لیے مناسب مالی وسائل ضروری ہیں لیکن بعض اوقات حکومت کی جانب سے فنڈز بروقت فراہم نہیں کیے جاتے جس سے منصوبوں کی رفتار متاثر ہوتی ہے۔

2۔ **انتظامی مسائل:** کئی دیہی علاقوں میں انتظامی کمزوری، نگرانی کی کمی اور منصوبہ بندی کے مسائل کی وجہ سے اسکیم کا مکمل فائدہ لوگوں تک نہیں پہنچ پاتا۔

3۔ **کام کی محدود دستیابی:** اگرچہ قانون کے تحت 100 دن کے روزگار کی ضمانت دی گئی ہے لیکن بعض علاقوں میں مناسب منصوبے یا کام دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مستحق افراد کو پورے 100 دن کا روزگار نہیں مل پاتا۔

8.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ دیہی غربت اور دیہی بے روزگاری کے اسباب، اثرات اور ان کے ممکنہ حل کو سمجھ سکیں گے۔ وہ غربت کے خاتمے اور روزگار کے فروغ میں زرعی ترقی، تعلیم، بنیادی سہولتوں، مقامی وسائل کے مؤثر استعمال اور حکومتی اقدامات کی اہمیت کا تجزیہ کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ طلبہ مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (MGNREGA) کے مقاصد، اہمیت، کامیابیوں اور چیلنجز سے واقف ہوں گے اور دیہی ترقی، غربت میں کمی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اس اسکیم کے کردار کا تنقیدی جائزہ

لینے کے قابل ہوں گے۔

8.8 کلیدی الفاظ (Key Words)

- **غربت** :ایسی حالت جس میں فرد یا خاندان اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے سے قاصر ہو۔
- **بیروزگاری** :کام کرنے کی صلاحیت اور خواہش کے باوجود مناسب روزگار نہ ملنے کی صورتِ حال۔
- **منریگا** :دیہی خاندانوں کو سال میں کم از کم 100 دن کے اجرتی روزگار کی ضمانت فراہم کرنے والی حکومتی اسکیم۔
- **دیہی ترقی** :دیہی علاقوں میں معاشی، سماجی اور بنیادی سہولتوں کی بہتری کا عمل۔
- **کم از کم اجرت** :حکومت کی جانب سے مزدور کے لیے مقرر کی جانے والی کم سے کم قانونی اجرت۔

8.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ غربت کو کس طرح بیان کیا جاسکتا ہے؟

(a) افراد کا صرف پیسہ کم ہونا
(b) اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں ناکامی
(c) صرف تعلیمی کمی
(d) صرف صحت کے مسائل

2۔ بیروزگاری کا سب سے اہم سبب کیا ہے؟

(a) زیادہ تعلیمی ادارے
(b) روزگار کے مواقع کی کمی
(c) زیادہ مہارتیں
(d) زیادہ صنعتیں

3۔ منریگا کا مکمل نام کیا ہے؟

(a) مہاتما گاندھی قومی روزگار گارنٹی ایکٹ
(b) منی رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ
(c) مہاراشٹر رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ
(d) مینز رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ

4۔ منریگا کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a) دیہی علاقوں میں روزگار کی فراہمی
(b) شہری علاقوں میں روزگار کی فراہمی
(c) تعلیمی اسکیمیں فراہم کرنا
(d) حکومت کے اخراجات کو کم کرنا

5۔ منریگا کے تحت زیادہ تر کس نوعیت کے کام کیے جاتے ہیں؟

(a) تعلیمی منصوبے
(b) انفراسٹرکچر کی تعمیر

(c)صحت کے منصوبے (d) تجارتی اسکیمیں

6۔ منریگا کا آغاز کس سال ہوا؟

2000(a) 2002(b)

2005(c) 2010(d)

7۔ منریگا کے تحت ہر دیہی خاندان کو کم از کم کتنے دنوں کے روزگار کی ضمانت دی جاتی ہے؟

50(a)دن 100(b)دن

150(c)دن 200(d)دن

8۔ غربت کے خاتمے کے لیے حکومت کی اہم اسکیم کون سی ہے؟

(a)پراپرٹی اسکیم (b) منریگا

(c)ایمپلائمنٹ ایڈ (d) سبسڈی اسکیم

9۔ بیروزگاری کا ایک اہم اثر کیا ہوتا ہے؟

(a)آمدنی میں اضافہ (b) سماجی استحکام میں اضافہ

(c)اقتصادی بحران (d) تعلیمی معیار میں بہتری

10۔ منریگا کے تحت کام کرنے والے افراد کو کس بنیاد پر اجرت دی جاتی ہے؟

(a)حکومت کی مقرر کردہ کم از کم اجرت (b) کام کے مطابق اجرت

(c)بین الاقوامی معیار کی اجرت (d) روزانہ کی عام اجرت

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1۔ غربت کے سماجی اور معاشی اثرات پر مختصر نوٹ لکھیں۔

2۔ بیروزگاری کو کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی وضاحت کریں۔

3۔ منریگا (MGNREGA) کے تحت دیہی علاقوں میں کون کون سے کام کرائے جاتے ہیں؟ بیان کریں۔

4۔ منریگا کے تحت ایک مالی سال میں کتنے دن کا روزگار فراہم کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

5۔ منریگا غربت اور دیہی بیروزگاری کے خاتمے میں کس طرح مددگار ثابت ہوتا ہے؟ مختصر نوٹ لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ منریگا(مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ) کی ضرورت، مقاصد اور دیہی غربت و بیروزگاری کے خاتمے میں اس کے کردار پر

تفصیلی مضمون لکھیں۔

2۔ دیہی بیروزگاری کی وجوہات بیان کریں اور وضاحت کریں کہ منریگا ان مسائل کے حل میں کس طرح معاون ثابت ہوتا ہے۔

3۔ منریگا کے تحت انجام دیے جانے والے ترقیاتی کاموں کے دیہی معیشت، غربت میں کمی اور پائیدار ترقی پر اثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔

8.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Materials)

1۔ Dreze, J. and A.K. Sen [1989] *Hunger and Public Action*, Oxford: Clarendon Press.

2۔ Kuznets, S, [1955] "Economic Growth and Income Inequality", American Economic Review, XLV (1) March, pp.1-28.

3۔ Sen, A.K. [1981] *Poverty and Famine*, Oxford: Clarendon Press

4۔ Bird, K., Hulme, D., Moore, K., & Shepherd, A. (2002). *Chronic poverty and remote rural areas* (CPRC Working Paper 13). Manchester: Chronic Poverty Research Centre.

5۔ International Poverty Centre. (2008). *Gender equality* (Poverty in Focus Number 13). International Poverty Centre.

6۔ Mitra, S., Posarac, A., & Vick, B. (2011). *Disability and poverty in developing countries: A snapshot from the world health survey* (SP Discussion Paper No. 1109). Washington, DC: World Bank.

7۔ Olinto, P., Ibarra, G. L., & Saavedra-Chamduvi, J. (2014). *Accelerating poverty reduction in a less poor world: The roles of growth and inequality* (Policy Research Working Paper 6855). Washington, DC: World Bank.

نمونہ امتحانی پرچہ

بی اے، چوتھا سمسٹر

پرچہ: دیہی سماجیات

B.A. Sociology 4th Semester

Paper : **Rural Sociology** Subject Code : **BNSO401DET**

وقت: دو گھنٹے **Time : 2 hours** **نشانات: Marks 35**

ہدایات:

یہ پرچہ تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم۔ تمام حصوں سے جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول کے تمام سوالات لازمی ہیں۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ (5 x 1 = 05 Marks)
2. حصہ دوم میں 08 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 05 سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کے لیے 4 نمبرات مختص ہیں۔ (5 x 4 = 20 Marks)
3. حصہ سوم میں 02 سوالات ہیں۔ طالب علم کو کوئی 01 سوال کا جواب دینا ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (1 x 10 = 10 Marks)

حصہ اول

1۔

i. دیہی سماج میں تبدیلیاں کس عوامل کی وجہ سے آتی ہیں؟

(a) ثقافتی تبدیلیاں (b) ٹیکنالوجی کی ترقی (c) حکومت کی پالیسی (d) تمام مذکورہ عوامل

ii. ہندوستان کی کل آبادی میں سے کتنے فیصد لوگ گاؤں میں رہتے ہیں؟

(a) 69 فیصد (b) 66 فیصد (c) 72 فیصد (d) 74 فیصد

iii. دیہی۔ شہری تسلسل میں لفظ تسلسل سے مراد.....ہے۔

(a) فرق (b) مشابہت (c) مسلسل یا سلسلہ وار (d) دو قسمی

iv. کرایہ پر لی گئی زمین پر کھیتی باڑی کرنے کو کیا کہتے ہیں؟

(a) مالکانہ (b) مزارعت (c) چرائی (d) ماہی گیری

v. بلونت رائے کمیٹی کا تقرر سال.....میں ہوا۔

(a) 1956 (b) 1957 (c) 1967 (d) 1977

حصہ دوم

2۔ دیہی علاقوں میں تعلیم کی صورتحال پر روشنی ڈالیں۔

3۔ ہندوستانی گاؤں کی خصوصیات بیان کریں۔

4۔ املا کی تعریف بیان کیجئے۔ چند مثالیں بھی لکھیے۔

5۔ دیہی۔ شہری تسلسل کے معنی اور مفہوم کو لکھیے۔

6۔ زرعی سماج کے تصورات کو بیان کریں۔

7۔ پنچایت کے تصور پر بحث کرتے ہوئے زمانہ قدیم میں اس کی اہمیت کو بیان کیجیے۔

8۔ کسانوں کی خودکشی کی سب سے بڑی وجوہات پر نوٹ لکھیں۔

9۔ بیروزگاری کو کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی وضاحت کریں۔

حصہ سوم

10۔ پیداواری کے طور طریقوں کو تفصیلی سے بیان کریں۔

11۔ منریگا (مہاتما گاندھی قومی دیہی روزگار گارنٹی ایکٹ) کی ضرورت، مقاصد اور دیہی غربت و بیروزگاری کے خاتمے میں اس کے کردار پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

*****